الزبدۃ الزکیہ لتحریم سجود التحیۃ

سجدہ تعظیمی کے حرام ہونے کے بارے میں پاکیزہ مکھن

۱۳۳۷ھ

تصنیف لطیف:۔

اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز

ALAHAZRAT NETWORK

اعلیٰحضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

الزبدة الزکیۃ لتحریم سجود التحیۃ

۱۳۳۷ھ

(سجدۂ تعظیمی کے حرام ہونے کے بارے میں پاکیزہ مکھن)

مسئلہ ۱۸۶ بار اول از بنارس پھاٹک شیخ سلیم مدرسہ ابراہیمیہ مرسلہ مولوی حافظ عبدالسمیع صاحب

۹ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ قال زید سجدۂ تعظیم وتحیت مرشد طریقت کے لئے اب بھی جائز ہے، اور استدلال کرتا ہے حضرت آدم علیہ السلام کے مسجود ملائکہ ہونے سے نیز واقعہ حضرت یوسف علیہ السلام سے، اور کہتا ہے والقی السحرۃ ساجدین[1] ساحروں نے حضرت موسٰی علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ قال عمرو سجدۂ تحیت ادیان ماضیہ میں جائز تھا ہماری شریعت غرا محمدیہ علٰی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہ حکم منسوخ ہوا، جیساکہ تفسیر جلالین، مدارک، خازن، روح البیان، جامع البیان، تفسیر کبیر، فتح العزیز وغیرہم میں مصرح ہے۔ اور ساحروں کو عرفان حق حاصل ہوا اور انھوں نے معبود حقیقی کو سجدہ کیا، جیسا کہ قالوا اٰمنا برب العٰلمین رب موسٰی وھارون[2] (جادوگر کہنے لگے ہم تمام جہانوں کے رب پر

---

[1] القرآن الکریم ۲۶/ ۴۶ [2] القرآن الکریم ۷/ ۱۲۱

ایمان لے آئے جو حضرت موسٰی اور حضرت ہارون کا پروردگار ہے۔ ت) اس پر دال ہے نہ کہ حضرت موسٰی علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ قال زید آیات اخبار و قصص میں ناسخ و منسوخ نہیں ہوتا کما فی نور الانوار (جیسا کہ نور الانوار میں ہے۔ت) لہذا اباحت اس کی باقی ہے۔ قال عمرو علمائے مفسرین نے اس حکم کا منسوخ ہونا مصرح بیان فرمایا۔ قال زید مفسرین کی مجرد رائے ہم پر حجت نہیں تاوقتیکہ کوئی آیت اسکی ناسخ یا ممانعت میں نہ وارد ہو۔ قال عمرو آیاتِ قرآنی اس کی ممانعت میں نص صریح ہیں مثلاً:

یایھا الذین اٰمنوا ارکعوا واسجدوا واعبدوا ربکم[1] | اے ایمان والو! رکوع اور سجدہ کرو، اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔ (ت)

پس معلوم ہوا سجدہ عبادت ہے، پس عبادت غیر خدا کی شرک ہے نیز:

فاسجدوا للہ واعبدوا[2] | پس اللہ تعالٰی کے لئے سجدہ کرو اور اسی کی عبادت کرو۔ (ت)

اور:

واسجدوا للہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون[3] | اللہ تعالٰی کے لئے سجدہ کرو جس نے اُن چیزوں کو پیدا کیا، اگر تم خاص اُسی کی عبادت اور بندگی کرتے ہو۔ (ت)

میں لام واسطے تخصیص کے ہے اور ایاہ بھی تخصیص کے لئے آتا ہے، لہذا سجدہ مخصوص ذات باری کے لئے ہے اور غیر کے لئے شرک و حرام و کفر۔

قال زید ان آیتوں میں سجدۂ عبادت کی تخصیص ہے نہ کہ سجدۂ تحیت کی لہذا وہ جائز ہے۔

قال عمرو لاتسجدوا للشمس ولا للقمر[4] (نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو۔ ت) سے غیر اللہ کے لئے سجدہ ممنوع ہونا ثابت ہے اگرچہ سجدۂ تحیت ہو، اور فقہاء و متکلمین نے اس کو حرام و کفر فرمایا ہے،

کما فی شرح فقہ اکبر ملا علی، انجاح الحاجۃ، | جیسا کہ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری، انجاح الحاجۃ

---

[1] القرآن الکریم ۲۲/ ۷۷
[2] القرآن الکریم ۵۳/ ۶۲
[3] ؍؍ ؍؍ ۴۱/ ۳۷
[4] ؍؍ ؍؍ ۴۱/ ۳۷

حلبی شرح المنیۃ، مالابد منہ، عالمگیری۔ | شرح سنن ابن ماجہ، حلبی کبیری وصغیری شرح منیۃ المصلی اور مالابدمنہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور عالمگیری میں ہے۔(ت)

نیز احادیث صحیحہ اس کی مخالفت میں بکثرت وارد ہیں۔ قال زید آیت میں یہ کہاں ہے لا تسجدوا للانسان (کسی انسان کو سجدہ نہ کرو۔ت) حدیثوں میں جواز ہے عکرمہ بن ابوجہل مشرف باسلام ہوئے اور انھوں نے حضرت کو سجدہ کیا آپ نے منع نہ فرمایا کما فی مدارج النبوۃ وروضۃ الاحباب (جیسا کہ مدارج النبوۃ اور روضۃ الاحباب میں ہے۔ت) ایک صحابی نے حضرت کی پیشانی پر سجدہ کیا تو حضرت نے فرمایا تو نے اپنا خواب سچا کیا، پس ثابت ہوا کہ سجدہ جائز۔ کما فی مشکوٰۃ (جیسا کہ مشکوٰۃ میں ہے۔ت) قال عمرو عکرمہ کی روایت سے سجدہ مراد لینا اہل علم پر مخفی نہیں کہ کس قدر سادہ لوحی ہے کیونکہ منقول ہے:

فطأطأ رأسه من الحياء۔ کما فی سیرۃ الحلبی وسیرۃ النبویۃ۔ | پس اس نے شرم وحیاء کی وجہ سے اپنا سر جھکا دیا' جیسا کہ سیرت حلبیہ اور سیرت نبویہ میں ہے (ت)

اور مدارج النبوۃ کی عبارت یہ ہے:

انگاہ از غایت شرمندگی سر در پیش افگند[1] | اس وقت غایت شرم وندامت کی وجہ سے اس نے اپنا سر اُن کے آگے جھکا دیا۔(ت)

حدیث مشکوٰۃ سے معلوم ہوا کہ پیشانی انور مسجود علیہ تھی نہ مسجود لہ، لہٰذا وہ مفید مدعی نہیں، جس چیز پر سجدہ کیا جائے وہ مسجود لہ قرار نہیں پاتی، فتدبر (پس خوب غور وفکر کیجئے۔ت) فالعجب کل العجب (انتہائی حیرت اور تعجب ہے۔ت)، ونیز حدیث قیس ومعاذ بن جبل میں سجدہ تحیت کی نفی صریح وارد ہے لاتفعلوا[2] مشکوٰۃ وابن ماجۃ (ایسا مت کرو۔ مشکوٰۃ وابن ماجہ۔ت) نیز دیگر احادیث جو پرچہ صوفی عـــــ ۱۲ جلد ۲۱ ماہ رجب ۳۰ھ میں شائع ہو چکی ہے ملاحظہ ہو۔ قال زید یہ سب حدیثیں خبر احاد ہیں یہ نفی پر حجت نہیں ہوسکتیں، ونیز آیات قرآنی سے اباحت ثابت ہے اگرچہ مورد خاص ہے مگر حکم عام ہے۔ قال عمرو آیات قرآنی واحادیث نبوی وتصریحات فقہاء ومتکلمین سے حرمت وکفر

---

[1] مدارج النبوۃ ذکر عکرمہ بن ابی جہل مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/ ۲۹۹

[2] مشکوٰۃ المصابیح کتاب النکاح الفصل الثالث مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۸۲

سنن ابن ماجہ ابواب النکاح باب حق الزوج علی المرأۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۴

ہونا ثابت ہے اُس کی اباحت پر حالتِ اختیار میں کوئی روایت ضعیف بھی وارد نہیں، لہذا دعوٰی بلا دلیل ہے وہ مقبول نہیں۔ پس مفتیانِ دین بیان فرمائیں کہ قول حق و صواب کس کا ہے

فای الفریقین احق بالامن ان کنتم تعلمون الذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولٰئک لھم الامن وھم مھتدون[1]۔ بینوا توجروا۔

پھر دو گروہوں میں سے امن کے زیادہ لائق کون ہے، اگر تم علم رکھتے ہو (تو بتاؤ)، انھوں نے اپنے ایمان میں ظلم کی آمیزش نہ کی اُن ہی کے لئے امن ہے اور وہی راہ پانے والے ہیں۔ بیان فرماؤ اجر پاؤ۔ (ت)

باردوم، از میرٹھ خیر نگر دروازہ مرسلہ مظاہر الاسلام صاحب نبیرۂ نواب ممتاز علی خاں ۲۹ شوال ۱۳۳۷ھ

مجدد مائۃ حاضرہ حضرت مولانا بالفضل اولٰنا جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب دامت برکاتہم،

سلام و آداب کے بعد گزارش خدمت کہ ۲۸ جون ۲۹ رمضان المبارک کو رسالہ نظام المشائخ خدمت والا میں روانہ کرکے استدعا کی گئی تھی کہ براہِ کرم سجدۂ تحیت کے جواز و عدمِ جواز کی بابت شرع شریف کے مطابق اپنی قیمتی رائے سے اس خادم کو مطلع فرمایا جائے تاکہ یہ بضاعت جناب کے احسان و کرم کی وجہ سے اس عظیم الشان مسئلہ میں تشفی و اطمینان حاصل کرسکے۔ چند روز ہوئے کہ جناب کی معرکۃ الآراء تصنیف جو کہ تقویۃ الایمان کے رد و ابطال میں تحریر ہے خادم کی نظر سے گزری اس کے صفحہ ۴۴ پر سجدۂ تحیت کے جواز میں جو عبارت مزین ہے وہ حسب ذیل ہے:

"واذ قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لاٰدم فسجدوا الا ابلیس[2]۔

اور جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو سب سجدہ میں گرے سوائے ابلیس کے۔

ورفع ابویہ علی العرش وخروا لہ سجدا[3]۔

یوسف نے اپنے ماں باپ کو تخت پر بلند کیا اور وہ سب یوسف کے لئے سجدے میں گرے۔

یہ خاک بدہن گستاخ اللہ تعالٰی، ملائکہ، آدم و یعقوب و یوسف علیہم الصلوٰۃ والسلام سب کا شرک ہوا، اللہ تعالٰی نے حکم دیا، ملائکہ نے سجدہ کیا، آدم راضی ہوئے، یعقوب ساجد، یوسف رضامند۔"

---

[1] القرآن الکریم ۶/ ۸۱-۸۲

[2] ″ ″ ۲/ ۳۴

[3] ″ ″ ۱۲/ ۱۰۰

پھر جناب والا تحریر فرماتے ہیں: "اور یہاں نسخ کا جھگڑا پیش کرنا محض جہالت۔ شرک کسی شریعت میں حلال نہیں ہو سکتا، کبھی ممکن نہیں کہ اللہ تعالٰی شرک کا حکم دے اگرچہ اُسے پھر کبھی منسوخ بھی فرمادے۔"

اگر جناب براہِ کرم اپنی محققانہ رائے سے اس ناچیز کو مطلع فرمائیں گے تو یہ درحقیقت ایک بہت بڑی اسلامی خدمت متصور ہوگی، جناب کی مذکورہ بالا تحریر کے صریح معنٰی تو یہی سمجھ میں آتے کہ سجدہ تحیت جائز ہے، والسلام مع الاکرام۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھم لک الحمد یا من خشعت لہ القلوب وخضعت لہ الاعناق وسجدت لہ الجباہ وحرم السجود فی ھذا الدین المحمود والشرع المسعود لمن سواہ صل وسلم وبارک علٰی اکرم من سجد لک لیلا ونھارا وحرم السجود لغیرک تحریما جھارا وعلٰی اٰلہ وصحبہ الفائزین بخیرہ الذین لم یشن اللہ وجوھھم بالخرور لغیرہ نور نا اللہ بانوارھم ووفقنا لاتباع اٰثارھم اٰمین۔

اے اللہ! تعریف و توصیف تیرے لئے ہے۔ اے وہ ذات کہ جس کے لئے دل عاجز ہوگئے (یعنی ان میں فروتنی پیدا ہوگئی) اور اس کے لئے گردنیں جھک گئیں اور پیشانیاں سجدہ ریز ہوگئیں۔ اور اس اچھے دین اور باسعادت شریعت میں اس کے سوا کسی غیر کو سجدہ حرام ہوگیا۔ اے اللہ! درود و سلام اور برکت نازل فرما اس مقدس ہستی پر جو ان لوگوں میں سب سے بڑے کریم ہیں، جنھوں نے رات دن تجھے سجدہ کیا۔ اور تیرے سوا کسی دوسرے کو واضح طور پر سجدہ کرنا حرام فرمایا۔ اور اُن کی آل اور ساتھیوں پر (نیز درود و سلام اور برکات نازل ہوں) جو اس کی بھلائی میں کامیاب ہوگئے۔ وہ ایسے ہیں کہ کسی غیر کے آگے گرنے سے، اللہ تعالٰی نے ان کے چہروں کو عیبناک نہیں کیا۔ اللہ تعالٰی ہمیں انکے انوار سے روشن فرمائے اور ہمیں اُن کے نشاناتِ قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ اے اللہ! ہماری یہ دعا قبول فرمالیجئے! (ت)

مسلمان اے مسلمان، اے شریعتِ مصطفوی کے تابع فرمان جان اور یقین جان کہ سجدہ حضرت عزت جلالہ کے سوا کسی کے لئے نہیں، اس کے غیر کو سجدۂ عبادت تو یقیناً اجماعاً شرک مہین و کفر مبین اور سجدۂ تحیت حرام و گناہِ کبیرہ بالیقین، اور اس کے کفر ہونے میں اختلاف علمائے دین،

ایک جماعت فقہاء سے تکفیر منقول اور عند التحقیق وہ کفر صوری پر محمول، کما سیأتی بتوفیق المولٰی سبحٰنہ وتعالٰی (جیسا کہ اللہ تعالٰی پاک وبرتر کے توفیق دینے سے عنقریب یہ مسئلہ آئے گا۔ ت) ہاں مثل صنم وصلیب وشمس وقمر کے لئے سجدے پر مطلقاً اکفار، کما فی شرح المواقف وغیرہ من الاسفار (جیسا کہ شرح مواقف وغیرہ بڑی کتابوں میں مذکور ہے۔ ت) ان کے سوا مثل پیر ومزار کے لئے ہرگز ہرگز نہ جائز نہ مباح، جیسا کہ زید کا ادعائے باطل، نہ شرک حقیقی نامغفور جیسا کہ وہابیہ کا زعم عاطل، بلکہ حرام ہے اور کبیرہ وفحشاء، فیغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء[1] (اللہ تعالٰی جس کو چاہے معاف کردیتا ہے اور جس کو چاہے سزا دیتا ہے۔ ت) ابطالِ شرک کے لئے تو وہی واقعہ حضرت آدم اور مشہور جمہور پر حضرت یوسف بھی علیہما الصلوٰۃ والسلام دلیل کافی۔ محال ہے کہ مولٰی عزوجل کبھی کسی مخلوق کو اپنا شریک کرنے کا حکم دے، اگرچہ پھر اُسے منسوخ بھی فرمائے۔ اور محال ہے کہ ملائکہ وانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے کوئی کسی کو ایک آن کے لئے شریک خدا بنائے یا اسے روا ٹھہرائے۔ کوکبۂ شہابیہ میں اسی کا بیان اور زعم وہابی کا ابطال بیّن البرہان، اس کا صرف اتنا مفاد ومقصود کہ وہابی کا شرک باطل ومردود۔ وہابی نے اس پر شرک نامغفور کا حکم لگا کر آدم ویعقوب ویوسف وملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام سب کو معاذ اللہ مشرک بنادیا۔ اور رب عزوجل کو (خاک بدہن گستاخ) شرک کا حکم دینے اور جائز رکھنے والا ٹھہرادیا۔ یہ ضرور حق اور افادہ جواز سے اجنبی مطلق۔ کیا جو کچھ شرک نہ ہو سب جائز وروا ہے۔ یوں تو زنا وقتل وشربِ خمر واکلِ خنزیر سب کچھ حلال ٹھہرتا ہے کہ یہ باتیں بھی شرک نہیں تو معاذ اللہ سب جائز ہوئیں اور جہل صریح وضلال مبین، والعیاذ باللہ رب العٰلمین (اور اللہ تعالٰی کی پناہ جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔ ت) اور ابطالِ اباحت کو احادیث متواترہ اور ائمہ دین کے نصوص وافرہ مسئلہ شرعیہ حدیث وفقہ سے لیا جائے گا اور ان میں اس کی تحریم متواتر اس کے ممنوع وناجائز وگناہِ کبیرہ ہونے کی تصریحات متظافر۔ پرچہ نظام المشائخ دہلی رجب ۱۳۳۷ھ کا اس سوال کے ساتھ آیا اُس میں متعلق سجدہ تحریر بے تحریر نے ایک ایسے نام سے انتساب پایا جس کی طرف اس کی نسبت نے عجب تعجب دلادیا، اس تحریر میں اول تا آخر جہالتیں سفاہتیں، عبارات ومطالب میں طرفہ خیانتیں، شرع مطہر پر شدید جرأتیں حتی کہ خود نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر سخت حملہائے بیباک حضور ورب حضور پر افتراہائے ناپاک۔ پھر صحابہ وائمہ وفقہاء واولیاء کا کیا ذکر ان

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۸۴

کی رفیع شان میں کمال زبان درازیوں کی کیا فکر، یہاں تک کہ اُن کو نہ صرف جاہل ضدی سنگدل بتایا بلکہ بھرمنہ شقی ملعون شیطان راندۂ درگاہ ٹھہرایا، وسیجزی اللّٰہ الفاسقین کذٰلک یجزی الظالمین (عنقریب اللہ تعالٰی نافرمانوں کو سزا دے گا اور اسی طرح ظالموں کو بدلہ دے گا۔ ت)
یہ سب بھی اینہم پرعلم بھتے کہ اور ضلال کیا کم تھے عجب مذہب نہیں کچھ عجب نہیں مگر سخت آفت یہ کہ عبارتیں کی عبارتیں جی سے گھڑیں اور صاف بے دھڑک مشہور کتابوں کی طرف نسبت کردیں اور وہ بھی اس جسارت کی شان سے کہ جلد و صفحہ و باب کے نشان سے مذہبی حالت کچھ سہی جسے ادنٰی حیا و انسانیت کے دائرے میں رہنا پسند ہو کیونکر ان کا مرتکب ہوسکے اگر نہ رسالہ خبیثہ سیف النقی کی طرح پابند اڑدوبند ہو نہ کہ ایک مشہور شخص جو پیش خویش صوفی و شیخ بننے کا خواہشمند ہو بہرحال مسلمانوں کو اسکے فریبوں سے بچانا لازم اشد جسے ہم نے بکر سے تعبیر کیا ہے کیسے باشد مذکور سوال زید کے جتنے مکر ہیں سب مشتے از خروارۂ بکر ہیں لہذا خبرگیری اسی کی کافی آئی، وکل الصید فی جوف الفرا[1] (ہر شکار فرا کے پیٹ میں ہے۔ ت) ایسی تحریر اگرچہ قطعًا نا قابلِ التفات مگر بعد اشاعت فاحشہ اس کا انسداد امر مہم۔

اب یہ مبارک جواب بتوفیق الوہاب چھ فصل پر منقسم:

فصل ۱: قرآن کریم سے سجدۂ تحیت کی تحریم، یہ اس کا رد ہے جو بکر نے صفحہ ۸ پر کہا: "کوئی آیت سجدۂ انسان کے خلاف قرآن میں کہیں بھی نہیں"۔

فصل ۲: چالیس حدیثوں سے سجدۂ تحیت کی تحریم، یہ اُس کا رد ہے جو بکر نے ایک ضعیف حدیث دکھا کر صفحہ ۹ پر کہا: "اسی حدیث کو سجدۂ تعظیمی کے مخالف سند میں پیش کیا کرتے ہیں سوائے اس کے اور کوئی ثبوت اُن کے پاس نہیں"۔ اللہ اکبر، متواتر حدیثوں کے مقابل یہ ڈھٹائی۔

فصل ۳: ایک "سو" نصوصِ فقہ سے سجدۂ تحیت کی تحریم، یہ اس کا رد ہے جو بکر نے صفحہ ۲۳ پر کہا: "سوائے چند جاہل ضدی لوگوں کے کوئی سجدۂ تعظیم کے خلاف نہ تھا"۔ صفحہ ۲۴: "اس سے انکار کرنے والے شیطان کی طرح راندۂ درگاہ ہوں گے"۔ صفحہ ۱۰: "سجدۂ تعظیمی کا انکار موجب لعنت و پھٹکار"۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون[2] (بہت جلدی ظالم جان لیں گے کہ وہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ ت)

---

[1] کنز العمال بحوالہ الدیلمی حدیث ۴۴۱۳۸ ۱۶/ ۱۲۱ و تاج العروس فصل الفاء من باب الہمزۃ ۱/ ۹۶

[2] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

فصل ۴ : خود بکر کی سندوں اور اُسی کے مستندوں اور اُسی کے منہ سے قرآن مجید واحادیث متواترہ واجماعِ علماء و اجماعِ اولیاء سے سجدۂ تحیت حرام ہونے کا ثبوت۔ یہ کاہے کا رَد ہے اسے بکر سے پُوچھئے۔

فصل ۵ : اُس ذرا سی تحریر میں بکر کے افترا، اختراع، کذب، خیانت، جہالت، سفاہت کا اظہار۔

فصل ۶ : سجدۂ آدم و یوسف علیہما الصلوٰۃ والسلام کی بحث اور اس سے استدلال مجوز کا قاہر ابطال۔

وباللہ التوفیق والوصول الی التحقیق والحمد للہ رب العٰلمین وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا ومولٰنا واٰلہ وصحبہ اجمعین۔ اٰمین!

اور اللہ تعالٰی ہی کے کرم سے حصولِ توفیق ہے اور تحقیق تک رسائی ہو سکتی ہے۔ ہر تعریف اللہ تعالٰی ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ ہمارے آقا اور مولٰی اور ان کی سب آل اور تمام ساتھیوں پر اللہ تعالٰی کی رحمت نازل ہو۔ اے اللہ! ہماری دعا قبول فرمائیے۔ (ت)

فصل اوّل قرآن کریم سے سجدۂ تحیّت کی تحریم

قال ربنا تبارک وتعالٰی ولایأمرکم ان تتخذوا الملٰئکۃ والنبیین اربابًا ایأمرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون[1]

(ہمارے رب تبارک وتعالٰی نے فرمایا) نبی کو یہ نہیں پہنچتا کہ تمہیں حکم فرمائے کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو رب ٹھہرالو کیا نبی تمہیں کفر کا حکم دے بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو۔

عبد بن حمید اپنی مسند میں سیدنا امام حسن بصری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ فرمایا:

بلغنی ان رجلا قال یارسول اللہ نسلم علیک کما یسلم بعضنا علی بعض افلا نسجد لک قال لا ولکن اکرموا نبیکم واعرفوا الحق لاھلہ

مجھے حدیث پہنچی کہ ایک صحابی نے عرض کی یارسول اللہ! ہم حضور کو بھی ایسا ہی سلام کرتے ہیں جیسا کہ آپس میں۔ کیا ہم حضور کو سجدہ نہ کریں۔ فرمایا نہ بلکہ اپنے نبی کی تعظیم کرو اور سجدہ خاص حق خدا کا ہے

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۸۰

فانہ لاینبغی ان یسجد لاحد من دون تعالٰی فانزل اللہ تعالٰی ما کان لبشر الٰی قولہ بعد اذ انتم مسلمون[1]

اسے اسی کے لئے رکھو اس لئے کہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ سزاوار نہیں اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری۔

اکلیل فی استنباط التنزیل میں اس آیت کے نیچے یہی حدیث اختصاراً ذکر کرکے فرمایا:

ففیہ تحریم السجود لغیر اللہ تعالٰی[2] (اس میں غیر خدا کے لئے حرمتِ سجدہ کا بیان ہے۔ ت)

تو اس آیہ کریمہ نے غیر خدا کو سجدہ حرام فرمایا۔

آیت کی ایک شان نزول یہ بھی ہے کہ نصارٰی نے کہا ہمیں عیسٰی نے حکم دیا ہے کہ ہم اُن کو خدا مانیں اُس پر اُتری، امام خاتم الحفاظ نے جلالین میں دونوں سبب یکساں بیان کئے:

نزل لما قال نصارٰی نجران ان عیسٰی امرھم ان یتخذ وہ ربا اولما طلب بعض المسلمین السجود لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[3]

آیت مذکورہ اس وقت نازل ہوئی جب نجران کے عیسائیوں نے کہا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے انھیں حکم دیا کہ وہ حضرت عیسٰی کو رب بنالیں، یا اس کا نزول اُس وقت ہوا جب بعض مسلمانوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انھیں سجدہ کرنے کا مطالبہ کیا۔ (ت)

اس نے ظاہر کردیا کہ دونوں سبب قوی ہیں کہ خطبہ میں وعدہ ہے کہ تفسیر میں وہی قول لائیں گے جو سب سے صحیح تر ہو اور بیضاوی و مدارک و ابو السعود و کشاف و تفسیر کبیر و شہاب و جمل وغیرہم عامہ مفسرین نے اسی سبب اول کو ترجیح دی کہ مسلمانوں نے حضور کو سجدے کی درخواست کی اس پر اتری خود آخر آیت میں فرمایا کیا تمھیں کفر کا حکم دیں بعد اس کہ تم مسلمان ہو تو ضرور مسلمان مخاطب ہیں جو خواہانِ سجدہ ہوئے تھے نہ کہ نصارٰی۔

مدارک شریف و کشاف میں ہے:

بعد اذ انتم مسلمون یدل علی ان المخاطبین کانوا مسلمین وھم الذین استاذنوہ ان

آیت کے الفاظ "بعد اذ انتم مسلمون" اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ آیت کریمہ کے مخاطب مسلمان تھے۔ اور یہ وہی لوگ تھے

---

[1] الدر المنثور بحوالہ عبد بن حمید عن الحسن تحت آیۃ ۳/ ۸۰ مکتبۃ آیۃ اللہ العظمٰی قم ایران ۲/ ۴۷

[2] الاکلیل فی استنباط التنزیل " " " مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۵۴

[3] تفسیر جلالین " " " اصح المطابع دہلی ۱/ ۴۰

یسجد والہ[1]

جنھوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انھیں سجدہ کرنے کی اجازت مانگی۔ (ت)

بیضاوی وارشاد العقل میں ہے:

دلیل ان الخطاب للمسلمین وھم المستأذنون لان یسجد والہ[2]

آیت میں یہ دلیل ہے کہ اس میں خطاب مسلمانوں کو ہے۔ اور یہ وہی لوگ ہیں کہ جنھوں نے حضور پاک سے انھیں سجدہ کرنے کی اجازت مانگی۔ (ت)

کبیر[3] میں قول کشاف نقل کرکے مقرر رکھا، فتوحات میں ہے:

یقرب ھذا الاحتمال قولہ فی اٰخر الاٰیۃ بعد اذ انتم مسلمون[4]

آیت کریمہ کے آخر میں "بعد اذ انتم مسلمون" کے الفاظ اس احتمال کے قریب ہونے کو چاہتے ہیں۔ (ت)

عنایۃ القاضی میں ہے:

ھذہ الفاصلۃ ترجیح القول بانھا نزلت فی المسلمین القائلین افلا نسجد لک[5]

یہ فاصلہ اس قول کی ترجیح ہے کہ آیت ان مسلمانوں کے حق میں نازل ہوئی کہ جو حضور پاک سے عرض کر رہے تھے کیا ہم آپ کو سجدہ نہ کریں؟ (ت)

تفسیر نیشاپوری میں بھی اس کی تقویت کی **اقول** وباللہ التوفیق (میں اللہ تعالٰی کی توفیق ہی سے کہتا ہوں) خطاب نصارٰی پر انتم مسلمون میں مجاز کی ضرورت ہے کہ نصارٰی نجران مسلمان کب تھے تو معنی[ع] یہ لینے ہونگے یا امر اٰباءکم الاولین بالکفر بعد ان کانوا مسلمین کیا عیسٰی تمہارے اگلے

ع **اقول** وتاویلی ھذا اصح و — **اقول** میری تاویل بیضاوی کے حاشیہ میں (باقی اگلے صفحہ پر)

---

[1] مدارک التنزیل تحت آیۃ ۳/۸۰ ۔ ۱/۱۹۶ و تفسیر کشاف تحت آیۃ ۳/۸۰ انتشارات آفتاب تہران ۱/۴۴۰
[2] انوار التنزیل (تفسیر بیضاوی) ؍؍ النصف الاول ص۹۶ و ارشاد العقل السلیم ؍؍ الجزء الثانی ص ۵۳
[3] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیۃ ۳/۸۰ المطبعۃ البہیۃ المصریۃ مصر الجزء الثامن ص ۱۲۱
[4] الفتوحات الالٰہیۃ ؍؍ ؍؍ مصطفی البابی مصر ۱/۲۹۱
[5] عنایۃ القاضی علی انوار التنزیل ؍؍ ؍؍ دار صادر بیروت ۳/۴۱

باپ داداؤں کو جو اُن کے زمانے میں دینِ حق پر تھے کفر کا حکم کرتے بعد اس کے کہ وہ ایمان لاچکے تھے اور
اور خطاب مسلمین پر کفر میں تاویل کی حاجت ہے کہ مسلمانوں نے ہرگز سجدۂ عبادت نہ چاہا۔

اولاً یہ صحابہ سے معقول تھا روزِ اول سے توحید کا آفتاب عالم آشکار فرمادیا تھا موافق مخالف نزدیک کا دور ہر شخص جانتا تھا ہر گھر میں چرچا تھا کہ یہ ایک اللہ کی عبادت کی طرف بلاتے اور شرک کے برابر کسی شئی کو دشمن نہیں رکھتے تو کسی صحابی سے عبادتِ نبی کی درخواست اور وہ بھی خود نبی سے کیونکر متصور تھی خصوصاً یہ سجدہ کی درخواست کرنے والے کون تھے، اجلّۂ صحابہ معاذ بن جبل وقیس بن سعد وسلمان فارسی حتی کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہم جیسا کہ فصلِ احادیث میں آتا ہے۔

ثانیاً حضور صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے جواب میں یہی فرمایا کہ ایسا نہ کرو، یہ نہ فرمایا کہ تم عبادتِ غیر کی درخواست کر کے کافر ہوگئے تمھاری عورتیں نکاح سے نکل گئیں، توبہ کرو، دوبارہ اسلام لاؤ، پھر عورتیں راضی ہوں تو اُن سے نکاح کرو۔

ثالثاً سب سے زائد یہ کہ مولٰے تعالٰے بھی تو خود اسی آیت میں اُن کو مسلمان بتا رہا ہے کہ تم تو مسلمان ہو کیا تمھیں کفر کا حکم دیں۔ لہذا امام محمد بن محمد حافظ الدین وجیز میں فرماتے ہیں:

قوله تعالٰی مخاطبا للصحابة رضی الله تعالٰی عنهم ایأمرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون، نزلت حین استأذنوا فی

اللہ عزوجل نے صحابہ رضی اللہ تعالٰے عنہم سے فرمایا کیا نبی تمھیں کفر کا حکم دیں بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو یہ آیت اُس وقت اُتری جب صحابہ نے رسول اللہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

واظهر من تاویل الشهاب فی حاشیة البیضاوی اذ قال وان جاز ان یقال للنصارٰی اٰیأمرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون ای منقادون و مستعدون لقبول الدین الحق ارخاء للعنان واستدراجا اھ ففیه مالا یخفی علی نبیه ۱۲ منه۔

شہاب کی اس تاویل سے اصح و اظہر ہے جو انہوں نے فرمایا کہ نصاری کو یہ کہنا کیا ہم تمھیں کفر کا حکم کرتے جب تم مسلمان ہوچکے اگر جائز ہے تو اس معنی میں کہ مطیع ہوچکے ہو اور دینِ حق کو قبول کرنے میں رغبت پیدا کرچکے ہو یہ بطور ارخاءِ عنان و استدراج ہے اھ، تو اس تاویل میں اعتراض ہے جو سمجھدار پر مخفی نہیں ہے ۱۲ منہ (ت)

---

[۱] عنایۃ القاضی علی انوار التنزیل تحت آیۃ ۳/ ۸۰ دار صادر بیروت ۳/ ۴۱

السجود لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولایخفی ان الاستئذان لسجود التحیۃ بدلالۃ بعد اذ انتم مسلمون، ومع اعتقاد جواز سجدۃ العبادۃ لایکون مسلما فکیف یطلق علیھم بعد اذ انتم مسلمون[1]

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سجدہ کرنے کی اجازت چاہی اور ظاہر ہے کہ انھوں نے سجدۂ تحیت کی درخواست کی تھی اس دلیل سے کہ فرماتا ہے کہ بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو، اور سجدۂ عبادت جائز مان کر مسلمان نہیں رہتا تو یہ کیونکر فرمایا جاتا کہ بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو۔ (ت)

اقول (میں کہتا ہوں) بعینہٖ یہی دلیل روشن کر رہی ہے کہ کفر سے کفر حقیقی مراد نہیں کہ کفر حقیقی کی درخواست کرکے بھی مسلمان نہیں رہتا پھر کیونکر فرمایا جاتا کہ بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو،

وقد کان استدل بہ البعض القائلون بان سجدۃ التحیۃ کفر مطلقا وذکرہ فی الوجیز دلیلا لھم[2] فانقلب الدلیل علی المدعی وثبت انھا لیست بکفر کما علیہ الجمھور والمحققون فاحفظ وتثبت وللہ الحمد۔

بعض لوگوں نے اس سے استدلال کیا ہے کہ جو سجدۂ تعظیمی کے علی الاطلاق کفر کے قائل ہیں۔ وجیز میں اُن کی دلیل ذکر فرمائی۔ پھر دلیل دعوے پر پلٹ آئی اور یہ ثابت ہوگیا کہ سجدہ تعظیمی کفر نہیں، جیسا کہ جمہور اور اہلِ تحقیق کا یہ موقف ہے۔ لہٰذا اس کو یاد رکھو اور اللہ تعالٰی ہی کے لئے حمد ہے۔ (ت)

لاجرم کفر سے مراد کفر دون کفر ہوگا جو محاورات شارع میں شائع ہے خصوصًا سجدہ کہ نہایت مشابہ پرستش غیر ہے فصل دوم میں زمین بوسی کی نسبت کافی شرح وافی وکفایہ شرح ہدایہ وتبیین شرح کنز و درمختار ومجمع الانہر و فتح اللہ المعین وجواہر اخلاطی وغیرہا سے آئے گا کانہ یشبہ عبادۃ الوثن[3] بت پرستی کے مشابہ ہے، تو سجدہ تو مشابہ تر کفر ہوگا، اس کی صورت بعینہا صورت کفر بلا ادنٰی تفاوت ہے تو کفر صوری ضرور ہے جیسا کہ فصل دوم میں خلاصہ ومحیط ومنح الروض ونصاب الاحتساب وغیرہا سے آتا ہے ان ھذا کفر صورۃ[4] "سجدہ صورت کفر ہے"۔

وھو احد مناشیٔ ھذا الاطلاق فی

اہلِ علم کے کلام میں جو اطلاق ہے اس میں یہ

---

[1] فتاوٰی بزازیہ علی ہامش الفتاوٰی الہندیۃ کتاب الفاظ تکون اسلاما او کفرا الخ نورانی کتب خانہ پشاور ۶/۳۴۳

[2] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ مطبع مجتبائی دہلی ۲/۲۴۵

[3] منح الروض الازہر علی الفقہ الاکبر فصل فی الکفر المصطفٰی البابی مصر ص ۱۹۳

کلامھم کما سیأتی بعونہ عزوجل۔ ؎۴۷ یک تنازع کی جگہ ہے جیساکہ اللہ تعالٰی عزت والے اور بڑی شان والے کی مدد سے عنقریب آئیگا۔ (ت)

بہرحال آیۂ کریمہ میں ایک طرف تجوز ہے لہٰذا امام خاتم الحفاظ نے دونوں شان نزول برابر رکھیں اور شک نہیں کہ ایک ایک آیت کے لئے کئی کئی شانِ نزول ہوتے ہیں اور قرآن کریم اپنے جمیع وجوہ پر حجت ہے کما فی التفسیر الکبیر و شرح المواھب للزرقانی وغیرھما (جیساکہ تفسیر کبیر اور شرح مواہب للزرقانی وغیرہما میں ہے۔ ت) تو قرآن عظیم نے ثابت فرمایا کہ سجدۂ تحیت ایسا سخت حرام ہے کہ مشابہ کفر ہے والعیاذ باللہ تعالٰی۔ صحابۂ کرام نے حضور کو سجدۂ تحیت کی اجازت چاہی اس پر ارشاد ہُوا کیا تمہیں کفر کا حکم دیں، معلوم ہوا کہ سجدۂ تحیت ایسی قبیح چیز ایسا سخت حرام ہے جسے کفر سے تعبیر فرمایا، جب خود حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے سجدۂ تحیت کا یہ حکم ہے پھر اوروں کا کیا ذکر، واللہ الہادی۔

فصل دوم چالیس حدیثوں سے تحریم سجدۂ تحیت کا ثبوت

حدیث میں چہل حدیث کی بہت فضیلت آئی ہے، ائمہ و علماء نے رنگ رنگ کی چہل حدیثیں لکھی ہیں ہم بتوفیقہ تعالٰی یہاں غیر خدا کو سجدہ حرام ہونے کی چہل حدیث لکھتے ہیں، یہ حدیثیں دو نوع:

نوع اول: سجدۂ غیر کی مطلقاً ممانعت۔

حدیث اول[۱]: جامع ترمذی و صحیح ابن حبان و صحیح مستدرک و مسند بزار و سننِ بیہقی میں ابوہریرہ

ع ہ رأیتہ فی جامع الترمذی وعزاہ فی الدر المنثور[۱] تحت قولہ عزوجل الرجال قوامون علی النساء للبزار والحاکم والبیہقی وفی نکاح الترغیب[۲] وذیل الجامع الصغیر لابن حبان اقتصر فی ھذا علی مرفوعہ مشیا من الکتاب علی موضوعہ و وقع فی کنز العمال[۳] رمزن للنسائی ھو تصحیف ت للترمذی ۱۲ منہ۔

میں نے یہ حدیث جامع ترمذی میں دیکھی ہے اور اس کو درمنثور نے آیۂ کریمہ "الرجال قوامون علی النساء" کی تفسیر میں بزار، حاکم اور بیہقی کی طرف منسوب کیا ہے اور ترغیب کے باب نکاح اور جامع صغیر کے ذیل میں اسکو ابن حبان کی طرف منسوب کیا اور اس میں صرف مرفوع حصہ پر اقتصار کیا ہے اپنی کتاب کے موضوع کے مطابق اور کنز العمال میں رمز "ن" نسائی واقع ہے (حالانکہ یہ رمز "ت" کی جگہ ان کو ذکر کردیا گیا ہے یعنی ترمذی کے بجائے غلطی سے نسائی کا رمز کردیا ہے ۱۲ منہ (ت)

---

[۱] الدر المنثور تحت آیۃ الرجال قوامون الخ ۲/۱۵۲ [۲] الترغیب والترہیب حدیث ۱۹ ۳/۵۴

[۳] کنز العمال حدیث ۴۴۷۹۴ ۱۶/۳۳۶ [۴] کنز العمال حدیث ۴۴۷۷۳ ۱۶/۳۳۲

رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:

قال جاءت امرأۃ الٰی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقالت یارسول اللہ اخبرنی ماحق الزوج علی الزوجۃ قال لوکان ینبغی لبشر ان یسجد لبشر لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا اذا دخل علیہا لما فضلہ اللہ علیہا ھذا لفظ البزار[1] والحاکم والبیھقی وعند الترمذی المرفوع منہ بلفظ لوکنت اٰمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا۔[2]

ایک عورت نے بارگاہِ رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ میں حاضر ہوکر عرض کی یارسول اللہ شوہر کا عورت پر کیا حق ہے۔ فرمایا اگر کسی بشر کو لائق ہوتا کہ دوسرے بشر کو سجدہ کرے تو میں عورت کو فرماتا کہ جب شوہر گھر میں آئے اسے سجدہ کرے اس فضیلت کے سبب جو اللہ نے اُسے اس پر رکھی ہے۔ یہ الفاظ بزار، حاکم اور بیہقی کے ہیں، امام ترمذی کے ہاں مرفوع الفاظ یہ ہیں کہ اگر کسی کو کسی کے لئے سجدہ کا حکم فرماتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (ت)

حدیث دوم[عہ]: بزار نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی:

قال دخل النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حائطا فجاء بعیر فسجد لہ فقالوا ھذہ بہیمۃ لاتعقل سجدت لک ونحن نعقل فنحن احق ان نسجد لک فقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایصلح لبشر ان یسجد لبشر ولو صلح لامرت المرأۃ

حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے ایک اونٹ نے حاضر ہوکر حضور کو سجدہ کیا صحابہ نے عرض کی یہ بے عقل چوپایہ ہے اس نے حضور کو سجدہ کیا ہم تو عقل رکھتے ہیں ہمیں زیادہ لائق ہے کہ حضور کو سجدہ کریں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے

عہ: شروح الشفاء للخفاجی والقاری و مناھل الصفا فی تخریج احادیث الشفا للامام خاتم الحفاظ ۱۲ منہ۔

شفاء شریف کی شروح خفاجی اور قاری کی اور مناہل الصفا فی تخریج احادیث الشفاء امام خاتم الحفاظ کی۔ ۱۲ منہ (ت)

---

[1] کشف الاستار عن زوائد البزار حدیث ۱۴۶۶ باب حق الزوج علٰی زوجتہ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۲/ ۱۷۹
المستدرک للحاکم کتاب النکاح ۲/ ۱۸۹ و الترغیب والترھیب بحوالہ البزار والحاکم ۳/ ۵۴

[2] جامع الترمذی ابواب الرضاع باب ماجاء فی حق الزوج علی المرأۃ امین کمپنی دہلی ۱/ ۱۳۸

ان تسجد لزوجها لما له من الحق علیها[1]۔

آدمی کو لائق نہیں کہ آدمی کو سجدہ کرے ایسا مناسب ہوتا تو میں عورت کو فرماتا کہ شوہر کو سجدہ کرے اُس حق کے سبب جو اس کا اس پر ہے۔

امام جلال الدین سیوطی نے مناہل الصفا میں فرمایا: اس حدیث کی سند حسن ہے۔

حدیث سوم: احمد و نسائی و بزار و ابو نعیم انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی،

قال کان اھل بیت من الانصار لھم جمل یسنون علیہ وانہ استصعب علیھم (فذکر القصۃ الی قولہ) فلما نظر الجمل الی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خر ساجدا بین یدیہ فقال لہ اصحابہ یارسول اللہ ھذہ بھیمۃ لا تعقل تسجد لك و نحن نعقل فنحن احق ان

یعنی انصار میں ایک گھر کا آبکشی کا اونٹ بگڑ گیا کسی کو پاس نہ آنے دیتا کھیتی اور کھجوریں پیاسی ہوئیں، سرکار میں شکایت عرض کی، صحابہ سے ارشاد ہُوا چلو باغ میں تشریف فرما ہوں، اونٹ اُس کنارے پر تھا، حضور انور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس کی طرف چلے، انصار نے عرض کی یارسول اللہ وہ کُتّے کی طرح (باؤلے) ہوگیا ہے مبادا حملہ کرے۔ فرمایا ہمیں اس کا اندیشہ نہیں۔ اونٹ حضور کو دیکھ کر

ع عزاہ لاحمد[2] فی الدر المنثور ولہ وللنسائی فی المواھب[3] وزاد فی الترغیب البزار قال المنذری ورواہ النسائی مختصرا[4] اھ ورأیتہ لابی نعیم فی دلائل النبوۃ ووقع فی الکنز[5] العمال رمزت للترمذی وھو تصحیف للنسائی عکس ما سبق علقہ الترمذی عن کثیرین تحت حدیث ابی ھریرۃ الاول منھم انس رضی اللہ تعالٰی عنھم ۱۲ منہ غفرلہ

درمنثور میں مسند احمد اور مواہب میں احمد اور نسائی کی طرف منسوب ہے اور ترغیب میں بزار کا اضافہ ہے، امام منذری نے کہا، اور اس کو نسائی نے مختصراً روایت کیا ہے اھ، اور میں نے ابونعیم کی دلائل النبوۃ میں دیکھا ہے اور کنز العمال میں رمز "ت" (ترمذی) کا ذکر ہے اور گزشتہ غلطی کے برعکس یہاں غلطی ہے اسکو ترمذی نے ابوہریرہ کی حدیث کے تحت حضرات سے بطور تعلیق روایت کیا ہے ان حضرات میں پہلے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہم میں ہیں۔ منہ

---

[1] مجمع الزوائد بحوالہ احمد والبزار باب فی معجزاتہ صلے اللہ علیہ وسلم الخ دار الکتاب بیروت ۹/ ۴-۱۴
نسیم الریاض فصل فی الآیات فی ضروب الحیوانات ۳/ ۸۰، ۸۱ و شرح الشفاء لملا علی قاری علی ہامش نسیم الریاض ۳/ ۸۰

[2] الدر المنثور ۲/ ۱۵۴ [3] المواہب اللدنیۃ معجزات کلام الحیوانات ۲/ ۵۴۹

[4] الترغیب والترہیب حدیث ۲۰ ۳/ ۵۵ [5] کنز العمال حدیث ۴۴۷۷۷ ۱۶/ ۳۳۳

تسجد لك قال لا يصلح لبشر ان يسجد لبشر ولو صلح ان يسجد بشر لبشر لامرت المرأة ان تسجد لزوجها من عظم حقه عليها[1] وعند النسائی مختصر۔

چلا اور قریب آکر حضور کے لئے سجدہ میں گرا حضور نے اس کے ماتھے کے بال پکڑ کر کام میں دے دیا وہ بکری کی طرح ہوگیا (آگے وہی ہے کہ) صحابہ نے عرض کی ہم تو ذی عقل ہیں ہم زیادہ مستحق ہیں کہ حضور کو سجدہ کریں۔ فرمایا آدمی کو لائق نہیں کہ کسی بشر کو سجدہ کرے ورنہ میں عورت کو مرد کے سجدے کا حکم فرماتا۔ امام منذری نے کہا اس حدیث کی سند جید ہے اور اس کے راوی مشاہیر ثقہ۔

حدیث چہارم[عہ]: امام احمد و بزار و ابونعیم انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

قال دخل النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حائطا للانصار ومعہ ابوبکر وعمر فی رجال من الانصار وفی الحائط غنم فسجدن لہ فقال ابوبکر یارسول اللہ کنا نحن احق بالسجود لک من ھذہ الغنم قال انہ لاینبغی فی امتی ان یسجد احد لاحد ولو کان ینبغی ان یسجد احد لاحد

حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انصار کے ایک باغ میں تشریف فرما ہوئے صدیق و فاروق اور کچھ انصار رضی اللہ عنہم ہمراہ رکاب تھے باغ میں بکریاں تھیں انھوں نے حضور کو سجدہ کیا، صدیق نے عرض کی یارسول اللہ! ان بکریوں سے ہم زیادہ حقدار ہیں اس کے کہ حضور کو سجدہ کریں۔ فرمایا بیشک میری امت میں نہ چاہئے کہ کوئی کسی کو سجدہ کرے

عہ: عزاہ فی المواھب[2] لابی محمد عبداللہ بن حامد الفقیہ فی کتاب دلائل النبوۃ لہ فقال الزرقانی مابعد للمصنف التجوز فقد رواہ احمد والبزار[3] اھ، وکذلک عزاہ لھما الامام السیوطی فی مناھل الصفا فی تخریج حدیث الشفاء ورأیتہ لابی نعیم فی دلائل النبوۃ والیہ عزا فی الخصائص[4] ۱۲ منہ۔

مواہب میں اس کو ابومحمد بن عبداللہ بن حامد فقیہ کی کتاب دلائل النبوۃ کی طرف منسوب کیا ہے تو زرقانی نے کہا مصنف کا مجازاً ذکر ہے تو اس کو احمد اور بزار نے روایت کیا اور یونہی امام سیوطی نے مناہل الصفا میں ان دونوں کی طرف منسوب کیا اور میں نے اس کو ابونعیم کی دلائل النبوۃ میں دیکھا ہے اور امام سیوطی نے خصائص میں اس کی طرف منسوب کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

[1] دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الثانی والعشرین الجزء الثانی عالم الکتب بیروت ص ۱۳۷
مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۱۵۸-۵۹

[2] المواہب اللدنیہ ۲/ ۵۵۱ [3] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ ۵/ ۱۴۳ [4] الخصائص الکبرٰی ۲/ ۲۶۵

لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا[1]

اور ایسا مناسب ہوتا تو میں عورت کو شوہر کے سجدے کا حکم فرماتا۔

ملا علی قاری نے شرح شفاء امام قاضی عیاض میں کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ علامہ خفاجی نے نسیم الریاض میں کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث پنجم[5]: بیہقی وابونعیم دلائل النبوۃ میں عبداللہ بن ابی اوفٰی رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

بینما نحن قعود مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا تاہ اٰت فقال یا رسول اللہ ناضح اٰل فلان قد ابق علیھم فنھض رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (فذکر القصۃ وفیہ سجود البعیر لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) قال فقال اصحابہ یا رسول اللہ بھیمۃ من البھائم تسجد لک لتعظیم حقک فنحن احق ان نسجد لک قال لا لوکنت اٰمرا احدا من امتی ان یسجد بعضھم لبعض لامرت النساء ان یسجدن لازواجھن[2]

ہم خدمت اقدس حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر تھے کسی نے آکر عرض کی فلاں گھر کا شتر آبکش بے قابو ہو گیا حضور اٹھے اور ہم ہمراہ رکاب اُٹھے ہم نے عرض کی: حضور! اُس کے پاس نہ جائیں۔ حضور تشریف لے گئے، اونٹ کی نظر جمال انور پر پڑنا اور اس کا سجدے میں گرنا۔ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ایک چوپایہ تو حضور کی تعظیم حق کے لئے حضور کو سجدہ کرے ہم زیادہ اس کے لائق ہیں کہ حضور کو سجدہ کریں۔ فرمایا: نہیں، اگر میں اپنی امت میں ایک دوسرے کو سجدہ کا حکم دیتا تو عورتوں کو فرماتا کہ شوہروں کو سجدہ کریں۔

حدیث ششم[6]: احمد مسند اور حاکم مستدرک اور طبرانی معجم کبیر اور بیہقی وابونعیم دلائل النبوۃ اور بغوی شرح سنہ میں یعلی بن مرہ ثقفی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی

قال خرج النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

ایک روز حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

---

[1] نسیم الریاض فصل فی الآیات فی ضروب الحیوانات مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات الہند ۳/۸۰

[2] دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الثانی والعشرون ذکر سجود البہائم عالم الکتب بیروت الجزء الثانی ص ۱۳۵

[3] " " " " " " " " " " " ص ۱۳۷

یوما فجاء بعیر یرغو حتی سجد له فقال المسلمون نحن احق ان نسجد للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال لوکنت اٰمرا احدا ان یسجد لغیر اللہ تعالیٰ لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا۔[1]

باہر تشریف لے جاتے تھے ایک اونٹ بولتا ہوا آیا قریب آکر حضور کو سجدہ کیا، مسلمانوں نے کہا ہمیں تو زیادہ لائق ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کریں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کسی کو غیر خدا کے سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو فرماتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔ جانتے ہو یہ اونٹ کیا کہتا ہے، یہ کہہ رہا ہے کہ اس نے چالیس برس اپنے آقاؤں کی خدمت کی جب بوڑھا ہوا انھوں نے اس کا چارہ کم اور کام زیادہ کر دیا اب کہ اُن کے یہاں شادی ہے چھُری لی کہ حلال کریں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسکے مالکوں سے فرما بھیجا کہ اونٹ یہ شکایت کرتا ہے، انھوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! واللہ وہ سچ کہتا ہے، فرمایا میں تو چاہتا ہوں کہ تم اسے میری خاطر سے چھوڑ دو۔ اُنھوں نے چھوڑ دیا۔ مطالع المسرات میں کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

حدیث ہفتم[2]: مسند امام احمد میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان فی نفر من المھاجرین والانصار فجاء بعیر فسجد له فقال اصحابه یا رسول اللہ تسجد لك البھائم والشجر فنحن احق ان نسجد لك فقال اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم ولو کنت اٰمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا۔[2]

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک جماعت مہاجرین وانصار میں تشریف فرما تھے کہ ایک اونٹ نے آکر حضور کو سجدہ کیا صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ چوپائے اور درخت حضور کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم تو زیادہ مستحق ہیں کہ حضور کو سجدہ کریں۔ فرمایا: اللہ کی عبادت کرو اور ہماری تعظیم، اگر میں کسی کو کسی کے سجدے کا حکم کرتا تو عورت کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔

اس حدیث کا صرف اخیر ٹکڑا کہ "اگر میں کسی کو سجدہ کا حکم کرتا تو عورت کو سجدۂ شوہر کا" سنن ابن ماجہ میں بھی ہے اور اسی قدر ترغیب میں ابن حبان اور در منثور میں ابوبکر بن ابی شیبہ کی طرف نسبت کیا۔

---

[1] مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۱۴۱
دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الثانی والعشرون ذکر سجود البھائم عالم الکتب بیروت الجزء الثانی ص ۱۳۶

[2] مسند احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/۷۶

حدیث ہشتم ۸: ابونعیم دلائل میں ثعلبہ بن ابی مالک رضی اللہ عنہ سے راوی:

قال اشترى انسان من بنى سلمة جملا ينضح عليه فادخله فى مربد فجرد كيما يحمل فلم يقدر احد ان يدخل عليه الا تخبطه فجاء رسول الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم فذكر له ذٰلك فقال افتحوا عنه فقالوا انا نخشى عليك يا رسول الله فقال افتحوا عنه ففتحوا فلما راٰه الجمل خر ساجدا فسبح القوم وقالوا يا رسول الله كنا احق بالسجود من هذه البهيمة قال لو ينبغى لشئ من الخلق ان يسجد لشئ دون الله لينبغى للمرأة ان تسجد لزوجها[1]

بنی سلمہ میں کسی نے ایک اونٹ آبکشی کو خرید کر سارمین کر دیا جب اسے لادنا چاہا جو پاس جاتا اس پر حملہ کرتا، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے، سرکار میں یہ حال معروض ہوا، ارشاد ہوا دروازہ کھولو، عرض کی: حضور! اندیشہ ہے۔ فرمایا: کھولو۔ کھول دیا، اونٹ کی نگاہ جمالِ انور پر پڑی تھی کہ حضور کے لئے سجدہ میں جا گرا۔ حاضرین میں سبحان اللہ سبحان اللہ کا شور پڑ گیا۔ پھر عرض کی: یا رسول اللہ! ہم تو اس چوپائے سے زیادہ سجدہ کرنے کے سزاوار ہیں۔ فرمایا: اگر مخلوق میں کسی کو کسی غیر خدا کے لئے سجدہ مناسب ہوتا تو عورت کو چاہئے تھا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔

حدیث نہم ۹: ابونعیم غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

قال خرجنا مع رسول الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم فى بعض اسفاره فرأينا منه عجبا من ذٰلك انا مضينا فنزلنا فجاء رجل فقال يا نبى الله انه كان لى حائط فيه عيشى وعيش عيالى ولى فيه ناضحان فاغتلما على فمنعانى انفسهما وحائطى وما فيه ولا يقدر احد ان يدنو منهما فنهض نبى الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم

ہم ایک سفر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی رکاب انور میں تھے ہم نے ایک عجیب بات دیکھی ہم ایک منزل میں اُترے وہاں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی: یا نبی اللہ! میرا ایک باغ ہے کہ میری اور میرے عیال کی وہی وجہ معاش ہے اس میں میرے دو شتر آبکش تھے دونوں مست ہو گئے ہیں نہ اپنے پاس آنے دیں نہ باغ میں قدم رکھنے دیں کسی کی طاقت نہیں کہ قریب جائے۔ حضور انور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم مع صحابہ کرام اُٹھ کر

---

[1] دلائل النبوۃ الفصل الثانی والعشرون ذکر سجود البہائم عالم الکتب بیروت الجزء الثانی ص ۱۳۶

باصحابه حتى اتى الحائط فقال لصاحبه افتح فقال يا نبی الله امرهما اعظم من ذلك قال افتح فلما حرك الباب اقبلا لهما جلبة كحفيف الريح فلما انفرج الباب ونظرا الى نبی الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم برکا ثم سجدا فاخذ نبی الله برؤسهما ثم دفعهما الى صاحبهما فقال استعملهما واحسن علفهما فقال القوم یا نبی الله تسجد لك البهائم فبلاء الله عندنا بك احسن حين هدانا الله من الضلالة واستنقذنا بك من المهالك افلا تأذن لنا فی السجود لك فقال النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم ان السجود لیس لی الا للحی الذی لا یموت ولو انی امرت احدا من هذه الامة بالسجود لامرت المرأة ان تسجد لزوجها[1]

اُس کے باغ کو گئے، فرمایا کھول دے، عرض کی یا نبی اللہ! ان کا معاملہ اس سے سخت تر ہے، فرمایا کھول، دروازے کو جنبش ہوئی تھی کہ دونوں شور کرتے ہوا کی طرح جھپٹے دروازہ کُھلا اور انہوں نے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا فوراً سجدے میں گر پڑے، حضور نے ان کے سر پکڑ کر مالک کے سپرد کر دئے اور فرمایا ان سے کام لے اور چارہ بخوبی دے۔ حاضرین نے عرض کی یا نبی اللہ! چوپائے حضور کو سجدہ کرتے ہیں تو حضور کے سبب ہم پر اللہ کی نعمت تو بہتر ہے اللہ نے گمراہی سے ہم کو راہ دکھائی اور حضور کے ہاتھوں پر ہمیں دنیا و آخرت کے مہلکوں سے نجات دی کیا حضور ہم کو اجازت نہ دیں گے کہ ہم حضور کو سجدہ کریں، نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا سجدہ میرے لئے نہیں وہ تو اُسی زندہ کے لئے ہے جو کبھی نہ مرے گا، امت میں کسی کو سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو سجدۂ شوہر کا۔

حدیث دہم ۱۰: طبرانی کبیر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

ان رجلا من الانصار کان له فحلان فاغتلما فادخلهما حائطا فسد علیهما الباب ثم جاء الى النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم فاراد ان یدعو له والنبی صلی الله تعالٰی علیه

"اس میں بھی حدیث ہشتم کی طرح دو اونٹوں کا مست ہونا ہے وہ سفر کا قصہ تھا اس میں یہ ہے کہ اُن کے مالک انصاری دعا کرانے آئے کہ اللہ تعالٰی اُن اونٹوں کو مسخر فرمادے اور حضور تشریف لے گئے دروازہ کھلوایا

[1] دلائل النبوۃ الفصل الثانی والعشرون ذکر سجود البهائم عالم الکتب بیروت الجزء الثانی ص ۱۳۶-۱۳۷

وسلم قاعد ومعہ نفر من الانصار (فساق الحدیث وفیہ) فقال افتح ففتح الباب فاذا احد الفحلین قریب من الباب فلما رأی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سجد لہ فشد رأسہ وامکنہ منہ ثم مشی الی اقصی الحائط الی الفحل الأخر فلما رأہ وقع لہ ساجدا فشد رأسہ وامکنہ منہ وقال اذھب فانھما لایعصیانک وفیہ قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لا آمر احدا ان یسجد لاحد ولو امرت احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا[1]

ایک دروازے کے قریب تھا دیکھتے ہی سجدے میں گرا حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے باندھ کر حوالۂ مالک کیا پھر منتہائے باغ پر تشریف لے گئے دوسرا وہاں ملا اس نے بھی سجدہ کیا اُسے بھی باندھ کر حوالہ کیا اور درخواستِ سجدہ پر ارشاد ہُوا میں کسی کو کسی کے سجدہ کے لئے نہیں فرماتا ایسا فرماتا ہوتا تو عورت کو سجدۂ شوہر کا حکم کرتا۔

تغایرِ سیاق دلیل ہے کہ یہ جدا واقعہ ہے۔ واللہ تعالٰے اعلم۔

حدیث یازدہم[11]: عبد بن حمید وابوبکر بن ابی شیبہ ودارمی واحمد وبزار وبیہقی جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰے عنہما سے راوی:

وھذا لفظ الدارمی فی حدیث طویل مشتمل علی معجزات قال خرجت مع النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی سفر (فذکر معجزتین الی ان قال) ثم سرنا ورسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بیننا کانما علی رؤسنا الطیر تظلنا فاذا جمل ناد حتی اذا کان بین سماطین خرساجدا (ثم ساق الحدیث الی ان قال) قال المسلمون

"میں ایک سفر میں ہمراہِ رکاب والا تھا قضائے حاجت کے لئے پردے کی ضرورت تھی، دو پیڑ چار گز کے فاصلے سے تھے مجھ سے فرمایا: اے جابر! اس پیڑ سے کہہ دے کہ دوسرے سے مل جا، فوراً مل گئے، بعد فراغ اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔ پھر سوار ہوا راہ میں ایک عورت اپنا بچّہ لے ملی، عرض کی: یارسول اللہ! اسے ہر روز تین دفعہ شیطان دباتا ہے، حضور نے اس سے بچّہ لے کر تین بار فرمایا: دُور ہو اے خدا کے دشمن! میں

---

[1] المعجم الکبیر حدیث ۱۲۰۰۳ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱/ ۳۵۶-۵۷

عند ذٰلك يا رسول اللہ نحن احق بالسجود لك من البهائم قال لاینبغی لشئ ان یسجد لشئ ولو کان ذٰلك کان النساء لازواجهن[1]

اللہ کا رسول ہوں، پھر بچہ اس کی ماں کو دے دیا، جب ہم پلٹتے ہوئے اُسی منزل میں پہنچے وہی بی بی اپنا بچہ اور دو دُنبے لئے حاضر ہوئی عرض کی یا رسول اللہ! میرا ہدیہ قبول فرمائیں، قسم اس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا کہ جب سے بچے کو خلل نہ ہوا۔ حضور نے فرمایا ایک دنبہ لے لو ایک پھیر دو، پھر ہم چلے اور رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہمارے بیچ میں تھے گویا ہمارے سروں پر پرندے سایہ کئے ہیں ناگاہ ایک اونٹ چھوٹا ہوا آیا جب دونوں قطاروں کے بیچ میں ہوا سجدہ کیا رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا مالک حاضر ہو، کچھ انصاری جوان حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ! یہ ہمارا ہے۔ فرمایا اس کا کیا قصہ ہے۔ عرض کی بیس برس سے ہم نے اس پر آبکشی نہ کی یہ فربہ چربی دار ہے اب چاہا کہ اسے حلال کرکے بانٹ لیں یہ ہم سے چھوٹ آیا۔ فرمایا یہ ہمارے ہاتھ فروخت کردو۔ عرض کی بلکہ یا رسول اللہ! وہ حضور کی نذر ہے۔ فرمایا اگر میرا ہے تو اس کے مرتے دم تک اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ یہ دیکھ کر مسلمانوں نے عرض کی، یا رسول اللہ! چوپاؤں سے زیادہ ہمیں لائق ہے کہ حضور کو سجدہ کریں۔ فرمایا "کسی کو کسی کا سجدہ مناسب نہیں ورنہ عورتیں شوہروں کو کرتیں"۔ امام جلیل سیوطی نے مناہل میں فرمایا: اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ امام قسطلانی نے مواہب شریف اور علامہ فاسی نے مطالع میں فرمایا: جیّد ہے۔ زرقانی نے کہا: اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔

حدیث دوازدہم[12]: بزار مسند اور حاکم مستدرک اور ابو نعیم دلائل اور امام فقیہ ابو اللیث تنبیہ الغافلین میں باسانید خود ہا بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی:

واللفظ لابی نعیم قال جاء اعرابی الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ قد اسلمت فارنی شیئا ازدد به یقینا فقال ما الذی ترید قال ادع تلك الشجرۃ ان تاتیك قال اذهب فادعها فاتاها الاعرابی

ایک اعرابی نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! میں اسلام لایا ہوں مجھے ایسی چیز دکھائیے کہ میرا یقین بڑھے۔ فرمایا، کیا چاہتا ہے۔ عرض کی: حضور! اس درخت کو بلائیں کہ حضور میں حاضر ہو۔ فرمایا: جا بُلا۔ وہ اعرابی درخت کے پاس گئے

---

[1] سنن الدارمی باب ما اکرم اللہ بہ نبیہ من ایمان الشجر بہ والبهائم والجن دار المحاسن للطباعۃ القاہرۃ ۱/۱۵

فقال اجيبي رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم فمالت على جانب من جوانبها فقطعت عروقها ثم مالت على الجانب الاٰخر فقطعت عروقها حتى اتت النبي صلى الله تعالیٰ عليه وسلم فقالت السلام عليك يا رسول الله فقال الاعرابي حسبي حسبي فقال لها النبي صلى الله تعالیٰ عليه وسلم ارجعي فرجعت فجلست على عروقها وفروعها فقال الاعرابي ائذن لي يا رسول الله ان اقبل رأسك ورجليك ففعل ثم قال ائذن لي ان اسجد لك قال لايسجد احد لاحد ولو امرت احدا ان يسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها لعظم حقه عليها[1] ولفظ الفقيه قال اتأذن لي ان اسجد لك قال لاتسجد لي ولايسجد احد لاحد من الخلق ولو كنت اٰمرا احدا بذلك لامرت المرأة ان تسجد لزوجها تعظيما لحقه[2]

اور کہا تجھے رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم یاد فرماتے ہیں۔ وہ فوراً ایک طرف کو اتنا جھکا کہ ادھر کے ریشے ٹوٹ گئے پھر ادھر اتنا جھکا کہ ادھر کے ریشے ٹوٹ گئے، پھر چلا اور حضور انور میں حاضر ہو کر صاف زبان سے کہا سلام حضور پر اے اللہ کے رسول۔ اعرابی نے کہا، مجھے کافی مجھے کافی۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے درخت سے فرمایا، پلٹ جا۔ فوراً واپس ہوا اور انھیں ریشوں پر مع شاخوں کے بدستور جم گیا۔ اعرابی نے عرض کی، یارسول اللہ! مجھے اجازت عطا ہو کہ سراقدس اور دونوں پائے مبارک کو بوسہ دوں حضور نے اجازت دی، پھر عرض کی اجازت عطا ہو کہ حضور کو سجدہ کروں۔ فرمایا: مجھے سجدہ نہ کرنا مخلوق میں کوئی کسی کو سجدہ نہ کرے میں کسی کے لئے اس کا حکم کرتا تو عورت کو حکم کرتا کہ حق شوہر کی تعظیم کے لئے اسے سجدہ کرے۔ حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث سیزدہم[13]: امام احمد وابن ماجہ وابن حبان وبیہقی عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے راوی:

واللفظ لابن ماجة قال لما قدم معاذ من

جب معاذ رضی اللہ تعالےٰ عنہ شام سے آئے تو رسول اللہ

---

[1] دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الثالث والعشرون عالم الکتب بیروت الجزء الثانی ص ۱۳۸

[2] تنبیہ الغافلین باب حق الزوج علی زوجتہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ص ۲۰۶

الشام سجد للنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال ماھذا یا معاذ، قال اتیت الشام فوافقتھم یسجدون لاساقفتھم وبطارقتھم فوددت فی نفسی ان نفعل ذٰلک بک فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فلا تفعلوا فانی لوکنت اٰمرا احدا ان یسجد لغیر اللہ تعالٰی لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا[1]۔

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سجدہ کیا، حضور نے فرمایا: معاذ! یہ کیا۔ عرض کی، میں ملک شام کو گیا وہاں نصارٰی کو دیکھا کہ اپنے پادریوں اور سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں تو میرا دل چاہا کہ ہم حضور کو سجدہ کریں۔ فرمایا: نہ کرو، میں اگر سجدۂ غیر خدا کا حکم دیتا تو عورت کو سجدۂ شوہر کا۔

اقول (میں کہتا ہوں) یہ حدیث حسن ہے اس کی سند میں کوئی ضعیف نہیں۔ ابن حبان نے اسے صحیح میں روایت کیا اور منذری نے اس کے صالح ہونے کا اشارہ کیا۔

حدیث چہاردہم ۱۴: حاکم صحیح مستدرک میں معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

انہ اتی الشام فرای النصارٰی یسجدون لاساقفتھم ورھبانھم ورای الیھود یسجدون لاحبارھم ورھبانھم فقال لای شیئ تفعلون ھذا؟ قالوا ھذا تحیۃ الانبیاء قلت فنحن احق ان نصنع بنبینا فقال نبی اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انھم کذبوا علی انبیاءھم کما حرفوا کتابھم لو امرت احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا من عظم حقہ علیھا[2]۔

وہ شام کو گئے دیکھا نصارٰی اپنے پادریوں اور فقیروں کو سجدہ کرتے ہیں اور یہود اپنے عالموں اور عابدوں کو۔ ان سے پوچھا یہ کیوں کرتے ہو۔ بولے یہ انبیا کی تحیت ہے۔ معاذ فرماتے ہیں میں نے کہا تو ہمیں زیادہ سزاوار ہے کہ ہم اپنے نبی کو کریں۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: وہ اپنے انبیاء پر بہتان کرتے ہیں جیسے انھوں نے اپنی کتاب بدل دی ہے کسی کو کسی کے سجدہ کا حکم فرماتا تو شوہر کے عظیم حق کے سبب عورت کو۔

---

[1] سنن ابن ماجہ ابواب النکاح باب حق الزوج علی المرأۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۴

[2] الدرالمنثور بحوالہ الحاکم عن معاذ بن جبل تحت آیۃ ۴/۳۴ مکتبہ آیۃ اللہ العظمٰی قم ایران ۲/۱۵۴
مجمع الزوائد عن معاذ رضی اللہ عنہ کتاب النکاح حق الزوج علی المرأۃ دارالکتاب بیروت ۴/۳۱۰-۳۰۱

حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث پانزدہم[۱۵]: امام احمد مسند اور ابوبکر بن ابی شیبہ مصنف اور طبرانی کبیر میں معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

انه لما رجع من اليمن قال يا رسول الله رأيت رجالا باليمن يسجد بعضهم لبعض افلا نسجد لك قال لو كنت اٰمرا بشرا يسجد لبشر لامرت المرأة ان تسجد لزوجها[۱]

وہ جب یمن سے واپس آئے عرض کی یا رسول اللہ! میں نے یمن میں لوگوں کو دیکھا ایک دوسرے کو سجدہ کرتے ہیں تو کیا ہم حضور کو سجدہ نہ کریں، فرمایا اگر میں کسی بشر کو بشر کے سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو سجدہ شوہر کا۔

اقول (میں کہتا ہوں) یہ حدیث صحیح ہے اس کے سب راوی رجال بخاری و مسلم ہیں اور جب دونوں حدیثیں صحیح رہیں لاجرم دو واقعے ہیں، اول بار شام میں یہود و نصارٰی کو دیکھ کر آئے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سجدہ کیا جس پر ممانعت فرمائی دوبارہ اہل یمن کو دیکھ کر آئے اب اپنے مولٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سجدہ کے کمال شوق میں یا تو پہلا واقعہ ذہن سے اتر گیا یا اس میں بوجہ مخالفت یہود و نصارٰی کہ آخر میں عمل نبوی اسی پر تھا نہی ارشاد کو محمل سمجھا اور بسبب احتمال نہی حتمی اس بار پہلے کی طرح سجدہ کیا نہیں صرف اذن چاہا اور ممانعت فرمائی گئی واللہ تعالٰی اعلم۔

حدیث شانزدہم[۱۶]: ابوداؤد سنن اور طبرانی کبیر میں اور حاکم و بیہقی قیس بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

قال اتيت الحيرة فرأيتهم يسجدون لمرزبان لهم فقلت رسول الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم احق ان يسجد له قال فاتيت النبي صلى الله تعالٰى عليه وسلم فقلت انى اتيت الحيرة فرأيتهم

میں شہر حیرہ میں (کہ قریب کوفہ ہے) گیا وہاں کے لوگوں کو دیکھا اپنے شہریار کو سجدہ کرتے ہیں میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم زیادہ مستحق سجدہ ہیں، خدمت اقدس میں حاضر ہو کر یہ حال و خیال عرض کیا، فرمایا بھلا اگر تم ہمارے

---

[۱] مسند احمد بن حنبل حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۵/۲۲۷-۲۲۸
الدر المنثور بحوالہ ابن ابی شیبہ و احمد تحت آیۃ ۴/۳۴ مکتبہ آیۃ اللہ العظمٰی قم ایران ۲/۱۵۳
المعجم الکبیر حدیث ۳۷۳ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ص ۱۷۴ و ۱۷۵

یسجد ون لمرزبان لھم فانت یارسول اللہ احق ان نسجد لك قال ارأیت لو مررت بقبری اکنت تسجد له قلت لا قال فلا تفعلوا لوکنت اٰمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت النساء ان یسجدن لازواجھن لما جعل اللہ لھم علیھن من الحق[1]

مزارِ کریم پر گزرو تو کیا مزار کو سجدہ کروگے۔ میں نے عرض کی: نہ۔ فرمایا: تو نہ کرو، میں کسی کو کسی کے سجدے کا حکم دیتا تو عورتوں کو شوہروں کے سجدے کا حکم فرماتا اُس حق کے سبب جو اللہ تعالٰی نے ان کا ان پر رکھا ہے۔

ابوداؤد نے سکوتاً اس حدیث کو حسن بتایا اور حاکم نے تصریحاً کہا یہ حدیث صحیح ہے اور ذہبی نے تلخیص میں اسے مقرر رکھا۔ کمافی الاتحاف (جیسا کہ اتحاف میں ہے۔ ت)

حدیث ہفدہم تا حدیث بست ویکم[17-21]: طبرانی معجم کبیر اور ضیاء صحیح مختارہ میں زید بن ارقم سے موصولاً، اور امام ترمذی جامع میں سراقہ بن مالک بن جعشم وطلق بن علی و ام المومنین ام سلمہ وعبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم سے تعلیقاً راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لوکنت اٰمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا۔[2]

اگر مجھے کسی کو کسی کے لئے سجدے کا حکم ہوتا تو عورت کو فرماتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔

حدیث بست ودوم[22]: عبد بن حمید امام حسن بصری سے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سجدہ کرنے کا اذن مانگنے پر وہ آیت اتری کہ کیا تمھیں کفر کا حکم دیں[3]۔ یہ حدیث فصل اول میں گزری۔

تذییل اول: مدارک شریف میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سجدہ کرنا چاہا حضور نے فرمایا:

لا ینبغی لمخلوق ان یسجد لاحد الا للہ

کسی مخلوق کو جائز نہیں کہ وہ کسی کو سجدہ کرے

---

[1] سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب فی حق الزوج علی المرأۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۲۹۱
المستدرک للحاکم " دار الفکر بیروت ۲/ ۱۸۷
السنن الکبرٰی کتاب القسم والنشوز باب ماجاء فی عظم حق الزوج علی المرأۃ دار صادر بیروت ۷/ ۲۹۱
[2] جامع الترمذی ابواب الرضاع باب ماجاء فی حق الزوج علی المرأۃ امین کمپنی دہلی ۱/ ۱۳۸
المعجم الکبیر عن زید بن ارقم حدیث ۵۱۱۶ و ۵۱۱۷ ۵/ ۲۰۹-۲۰۸ وکنز العمال حدیث ۴۴۷۹۹ ۱۶/ ۳۳۶
[3] الدر المنثور بحوالہ عبد بن حمید عن الحسن تحت آیۃ ۳/ ۸۰ آیۃ اللہ العظمی قم ایران ۲/ ۴۷

تعالٰی[1] ماسوائے اللہ تعالٰی کے۔(ت)

تذییل دوم: تفسیر کبیر میں بروایت امام سفیان ثوری سماک بن ہانی سے ہے:

قال دخل الجاثلیق علٰی علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ فاراد ان یسجد لہ فقال لہ علی اسجد للہ ولاتسجد لی[2]

امیر المومنین مولا علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ کی بارگاہ میں سلطنت نصارٰی کا سفیر حاضر ہوا، حضرت کو سجدہ کرنا چاہا، فرمایا: مجھے سجدہ نہ کر اللہ عزوجل کو سجدہ کر۔

حدیث بست وسوم[23]: جامع ترمذی میں بطریق الامام عبداللہ بن المبارک عن حنظلہ بن عبیداللہ اور سنن ابن ماجہ میں بطریق جریر بن حازم عن حنظلہ بن عبدالرحمٰن الدوسی اور شرح معانی الآثار امام طحاوی میں بطریق حماد بن سلمہ وحماد بن زید و یزید بن زریع و ابی ہلال کلھم عن حنظلۃ الدوسی انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:

قال قال رجل یارسول اللہ الرجل منا یلقی اخاہ اوصدیقہ اینحنی لہ قال لا[3]

ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم میں کوئی شخص اپنے بھائی یا دوست سے ملے تو اس کے لئے جھکے۔ فرمایا: نہ۔

امام طحاوی کے لفظ یہ ہیں:

انھم قالوا یارسول اللہ اینحنی بعضنا لبعض اذا التقینا قال لا[4]

صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! کیا ملتے وقت ہم ایک دوسرے کے لئے جھکے۔ فرمایا نہ۔

امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

نوع دوم: قبر کی طرف سجدہ کی ممانعت۔

حدیث بست و چہارم[24]: امام احمد و امام مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و امام طحاوی ابومرثد غنوی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[1] مدارک التنزیل (تفسیر النسفی) تحت آیۃ ۲/ ۳۴ دارالکتاب العربی بیروت ۱/ ۴۲

[2] مفاتیح الغیب " " " المطبعۃ البہیۃ المصریۃ مصر ۲/ ۲۱۳

[3] جامع الترمذی ابواب الادب باب ماجاء فی المصافحۃ امین کمپنی دہلی ۲/ ۹۷
سنن ابن ماجہ باب المصافحۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۷۱

[4] شرح معانی الآثار کتاب الکراہیۃ باب المعانقۃ " " " ۲/ ۳۹۹

لا تصلوا الی القبور و لا تجلسوا علیہا[1] — قبروں کی طرف نماز نہ پڑھو، نہ اُن پر بیٹھو۔

حدیث بست و پنجم[25]: طبرانی معجم کبیر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تصلوا الی قبر و لا تصلوا علی قبر[2] — نہ قبر کی طرف نماز پڑھو نہ قبر پر نماز پڑھو۔

تیسیر میں ہے اس حدیث کی سند حسن ہے۔

حدیث بست و ششم[26]: صحیح ابن حبان میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:

نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من الصلٰوۃ الی القبور[3] — قبروں کی طرف نماز پڑھنے سے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے منع فرمایا۔

امام مناوی نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

حدیث بست و ہفتم[27]: ابو الفرج کتاب العلل میں بطریق رشدین بن کریب عن ابیہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

الا لا یصلین احد الی احد و لا الی قبر[4] — خبردار ہرگز کوئی کسی آدمی کی طرف نماز میں منہ کرے نہ کسی قبر کی طرف۔

فیہ جبارۃ عن مندل عن رشدین۔

حدیث بست و ہشتم[28]: امام بخاری اپنی صحیح میں تعلیقاً اور امام احمد و عبدالرزاق و ابوبکر بن ابی شیبہ و وکیع بن الجراح و ابونعیم استاذ امام بخاری و ابن منیع مسنداً انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

رأنی عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ و انا اصلی الی قبر فقال القبر امامك — مجھے امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے قبر کی طرف نماز پڑھتے دیکھا فرمایا تمہارے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجنائز ۱/۳۱۲ و سنن ابی داؤد کتاب الجنائز ۲/۱۰۴
جامع الترمذی ابواب الجنائز ۱/۱۲۵ و شرح معانی الآثار ″ ۱/۳۳۶

[2] المعجم الکبیر عن ابن عباس حدیث ۱۲۰۵۱ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۱۱/۳۷۶

[3] کنز العمال بحوالہ حب عن انس ″ ۱۹۱۹۱ مؤسسۃ الرسالہ ۷/۳۴۴

[4] العلل المتناہیۃ لابی الفرج حدیث فی الصلوٰۃ الی النائم والمتحدث دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱/۴۳۴

فنهاني[۱] وفی روایة للوکیع قال لی القبر لاتصل الیه وفی روایة الفضل بن دکین فناداہ عمر القبر القبر فتقدم و صلی وجاز القبر۔

آگے قبر ہے قبر سے بچو قبر سے بچو اس کی طرف نماز نہ پڑھو۔ (اور فضل بن دکین کی روایت میں ہے کہ عمر نے پکارا قبر قبر۔ ت) یہ نماز ہی میں قدم بڑھا کر قبر کے آگے ہو گئے۔

حدیث بست ونہم[۲۹]: احمد، بخاری، مسلم، نسائی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال فی مرضہ الذی لم یقم منہ لعن اللہ الیھود والنصارٰی اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد قالت ولولا ذٰلک لابرز قبرہ غیرانہ خشی ان یتخذ مسجدا[۲] وفی روایة لھم عنہا عنہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اولٰئک شرار الخلق عند اللہ عزوجل یوم القیٰمة[۳]۔

رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے اپنی وفات اقدس کے مرض میں فرمایا: یہود و نصارٰی پر اللہ کی لعنت ہو انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو محلِ سجدہ بنالیا، اور فرمایا ایسا کرنے والے اللہ عزوجل کے نزدیک روزِ قیامت بدترین خلق ہیں۔ ام المومنین نے فرمایا: یہ نہ ہوتا تو مزار اطہر کھول دیا جاتا مگر اندیشہ ہوا کہ کہیں سجدہ نہ ہونے لگے لہٰذا احاطہ میں مخفی رکھا گیا۔

حدیث سیم[۳۰]: اجلّہ ائمہ مالک ومحمد وبخاری ومسلم وابوداؤد ونسائی ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[۱] کنز العمال بحوالہ عب، ش وابن منیع عن انس حدیث ۲۲۵۱۰ موسسۃ الرسالہ بیروت ۸/۱۹۳

[۲] صحیح البخاری کتاب الجنائز باب مایکرہ من اتخاذ المسجد علی القبور ؍؍ ؍؍ ؍؍ ۱/۱۷۷

؍؍ ؍؍ باب ماجاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر ؍؍ ؍؍ ۱/۱۸۶

؍؍ کتاب المغازی باب مرض النبی ووفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ ؍؍ ۲/۶۳۹

صحیح مسلم کتاب المساجد باب النہی عن بناء المسجد علی القبور ؍؍ ؍؍ ؍؍ ۱/۲۰۱

مسند احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/۱۲۱ و ۲۵۵

[۳] صحیح البخاری کتاب الصلوٰۃ باب ھل ینبش قبور مشرکی الجاہلیۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۶۱

صحیح مسلم کتاب المساجد باب النہی عن بناء المسجد علی القبور ؍؍ ؍؍ ۱/۲۰۱

قاتل اللہ الیھود والنصارٰی اتخذوا قبور انبیائھم مساجد[1]

یہود ونصارٰی کو اللہ مارے انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدے کا مقام کرلیا۔

حدیث سی ویکم[31]: مسلم اپنی صحیح اور عبدالرزاق مصنف اور دارمی سنن میں ام المومنین وعبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہم سے راوی:

قالا لما نزلت برسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم طفق یطرح خمیصۃ لہ علی وجھہ فاذا اغتم کشفھا عن وجھہ فقال وھو کذٰلک لعنۃ اللہ علی الیھود والنصارٰی اتخذوا قبور انبیائھم مساجد یحذر مثل ما صنعوا[2]

نزع روح اقدس کے وقت رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم چادر روئے اقدس پر ڈال لیتے جب ناگوار ہوتی منہ کھول دیتے۔ اسی حالت میں فرمایا: یہود ونصارٰی پر اللہ کی لعنت انھوں نے اپنے انبیاء کی قبریں مساجد کرلیں۔ ڈراتے تھے کہ ہمارے مزار پرانوار کے ساتھ ایسا نہ ہو۔

حدیث سی ودوم[32]: بزار مسند میں امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے راوی:

قال لی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی مرضہ الذی مات فیہ ائذن للناس علی فاذنت للناس علیہ فقال لعن اللہ قوما اتخذوا قبور انبیائھم مسجدا ثم اغمی علیہ فلما افاق قال یا علی ائذن للناس فاذنت لھم فقال لعن

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے وفات اقدس کے مرض میں مجھ سے فرمایا: لوگوں کو ہمارے حضور حاضر ہونے دو۔ میں نے اذن دیا۔ جب لوگ حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا: اللہ کی لعنت ہو اس قوم پر جس نے اپنے انبیاء کی قبریں جائے سجدہ ٹھہرالیں۔ پھر حضور پر غشی طاری

---

[1] صحیح البخاری کتاب الصلوٰۃ ۱/۶۲ و صحیح مسلم کتاب المساجد ۱/۲۰۱ وسنن ابی داوٗد باب البناء علی القبر ۲/۱۰۲

[2] صحیح البخاری کتاب الصلوٰۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۶۲

صحیح مسلم کتاب المساجد باب النہی عن بناء المسجد علی القبور " " " ۱/۲۰۱

المصنف لعبدالرزاق حدیث ۱۵۸۸ المکتب الاسلامی بیروت ۱/۴۰۶

کنز العمال بحوالہ عب عن عائشہ و ابن عباس حدیث ۲۲۵۱۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۸/۱۹۴

سنن الدارمی حدیث ۱۴۱۰ دار المحاسن للطباعۃ ۱/۲۶۷

اللہ قوما اتخذوا قبور انبیائھم مسجدا ثلثا فی مرض موتہ[1] ہو گئی جب افاقہ ہوا فرمایا: اے علی! لوگوں کو اذن دو، میں نے اذن دیا، فرمایا: اللہ کی لعنت ہے اس قوم پر جس نے اپنے انبیاء کی قبریں جائے سجدہ کرلیں۔ تین بار ایسا ہی ہوا۔

حدیث سی وسوم ۳۳: ابوداؤد طیالسی و امام احمد مسند اور طبرانی کبیر میں بسند جید اور ابونعیم معرفۃ الصحابہ اور ضیاء صحیح مختارہ میں اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال فی مرضہ الذی مات فیہ ادخلوا علی اصحابی فدخلوا علیہ وھو متقنع ببرد معافری فکشف القناع ثم قال لعن اللہ الیھود والنصارٰی اتخذوا قبور انبیائھم مساجد[2]

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مرض وفات شریف میں فرمایا: میرے اصحاب کو میرے حضور لاؤ، حاضر ہوئے، حضور نے رخ انور سے کپڑا ہٹا کر فرمایا: یہود و نصارٰی پر اللہ کی لعنت انھوں نے اپنے انبیاء کی قبریں محل سجدہ قرار دے لیں۔

حدیث سی وچہارم ۳۴: امام احمد و طبرانی بسند جید عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

ان من شرار الناس من تدرکھم الساعۃ و ھم احیاء ومن یتخذ القبور مساجد[3]

بیشک سب لوگوں سے بدتروں میں وہ ہیں جن کے جیتے جی قیامت قائم ہوگی اور وہ کہ قبروں کو جائے سجدہ ٹھہرالیتے ہیں۔

حدیث سی وپنجم ۳۵: عبدالرزاق مصنف میں مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من شرار الناس من یتخذ القبور مساجد[4]

بدتر لوگوں میں ہیں وہ کہ قبروں کو محل سجود قرار دیں۔

حدیث سی وششم ۳۶ و سی وہفتم ۳۷: صحیح مسلم میں جندب اور معجم طبرانی میں کعب بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے:

قال سمعت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قبل ان یموت بخمس وھو یقول الا ان من کان قبلکم کانوا یتخذون قبور انبیائھم وصالحیھم مساجد الا فلا تتخذوا القبور

میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی وفات پاک سے پانچ روز پہلے حضور کو فرماتے سنا خبردار! تم سے اگلے اپنے انبیاء اولیاء کی قبروں کو محل سجدہ گاہ قرار دیتے تھے، خبردار! تم ایسا

---

[1] کشف الاستار حدیث ۴۴۰ ۱/ ۲۱۹ و ۲۲۰ [2] کنز العمال حدیث ۲۲۵۲۳ ۸/ ۱۹۵
[3] مسند احمد بن حنبل ۱/ ۴۰۵ و ۴۳۵ و المعجم الکبیر حدیث ۱۰۴۱۳ ۱۰/ ۲۳۳ [4] المصنف لعبدالرزاق ۱/ ۴۰۵

مساجد انی انھاکم عن ذٰلک[1] | نہ کرنا ضرور میں تمھیں اس سے منع فرماتا ہوں۔

تنبیہ: شرح منتقی میں حدیث جندب پر کہا اس کے مانند مضمون طبرانی نے بسند جید زید بن ثابت اور بزار نے مسند میں ابوعبیدہ بن الجراح اور ابن عدی نے کامل میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا۔ اس کے ثبوت پر تین حدیثیں اور ہوں گی، واللہ تعالٰی اعلم۔

حدیث سی و ہشتم: عقیلی بطریق سہل ابن ابی صالح عن ابیہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

اللھم لا تجعل قبری وثنا لعن اللہ قوما اتخذوا قبور انبیائھم مساجد[2] | الٰہی! میرے مزار کریم کو بُت نہ ہونے دینا اللہ کی لعنت اُن پر جنھوں نے اپنے انبیا کی قبریں مسجد کرلیں۔

حدیث سی و نہم: امام مالک موطا میں عطا بن یسار سے مرسلاً اور بزار مسند میں بطریق عطا بن یسار ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے موصولاً راوی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اشتد غضب اللہ تعالٰی علٰی قوم اتخذوا قبور انبیائھم مساجد[3] | اللہ کا غضب اس قوم پر ہوا جس نے اپنے انبیاء کی قبروں کو محلِ سجدہ ٹھہرایا۔

حدیث چہلم: عبدالرزاق مصنف میں عمرو بن دینار سے مرسلاً راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

کانت بنو اسرائیل اتخذوا قبور انبیائھم مساجد فلعنھم اللہ تعالٰی[4] | بنی اسرائیل نے اپنے انبیاء کی قبروں کو محلِ سجدہ کرلیا تو اللہ عزوجل نے ان پر لعنت فرمائی۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔

افادہ: علامہ قاضی بیضاوی پھر علامہ طیبی شرح مشکوٰۃ پھر ملا علی قاری مرقاۃ میں لکھتے ہیں:

کانت الیھود والنصارٰی یسجدون لقبور انبیائھم ویجعلونھا قبلۃ ویتوجھون فی الصلٰوۃ نحوھا فقد اتخذوھا اوثانا فلذلک لعنھم ومنع المسلمین عن مثل ذٰلک[5] | یہود و نصارٰی اپنے انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کے مزاروں کو سجدہ کرتے اور انھیں قبلہ بنا کر نماز میں اُن کی طرف منہ کرتے تو انھوں نے ان کو بُت بنالیا۔ لہذا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اُن پر لعنت کی اور مسلمانوں کو اس سے منع فرمایا۔

---

[1] صحیح مسلم ۱/۲۰۱ والمعجم الکبیر حدیث ۸۹ ۱۹/۴ [2] الشفاء فصل فی حکم زیارۃ قبرہ ۲/۷۵

[3] موطا امام مالک باب جامع الصلٰوۃ ص ۱۵۹ وکشف الاستار حدیث ۴۴۰ ۱/۲۲۰

[4] المصنف لعبدالرزاق حدیث ۱۵۹۱ ۱/۴۰۶ [5] مرقاۃ المفاتیح حدیث ۷۱۲ ۲/۴۱۶

مجمع بحار الانوار میں ہے :

کانوا یجعلونھا قبلۃ یسجدون الیھا فی الصلٰوۃ کالوثن[1]	مزاراتِ انبیاء کو قبلہ ٹھہرا کر نماز میں ان کی طرف سجدہ کرتے تھے جیسے بُت۔

تیسیر نیز سراج منیر شروح جامع صغیر میں ہے :

اتخذوھا جھۃ قبلتھم[2] مراد حدیث یہ ہے کہ انھوں نے مزارات کو سمتِ سجدہ بنالیا۔

زواجر امام ابن حجر مکی میں ہے :

اتخاذ القبور مسجدا معناہ الصلٰوۃ علیہ اوالیہ[3]	قبروں کو محلِ سجدہ بنالینے کے یہ معنی ہیں کہ اُن پر یا اُن کی طرف نماز پڑھی جائے۔

علامہ تورپشتی نے شرح مصابیح میں دونوں صورتیں لکھیں :

احدھما کانوا یسجدون بقبور الانبیاء تعظیما لھم وقصد العبادۃ ، ثانیھما التوجہ الٰی قبورھم فی الصلٰوۃ[4]	ایک یہ کہ بقصدِ عبادت قبورِ انبیاء کو سجدہ کرتے دوسرے یہ کہ ان کی طرف سجدہ کرتے۔

پھر فرمایا : وکلا الطریقین غیر مرضیۃ دونوں صورتیں ناپسند ہیں۔ شیخ محقق لمعات میں اسے نقل کرکے فرماتے ہیں ، وفی شرح الشیخ ایضا مثلہ[5] (شیخ کی شرح میں بھی ایسا ہے۔ ت) شرح امام ابن حجر مکی میں بھی یونہی ہے تو ظاہر کہ قبر کو سجدہ اور قبر کی طرف سجدہ دونوں حرام ، اور ان احادیث کے تحت میں داخل ہیں اور دونوں کو وہ سخت وعیدیں شامل۔

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) بلکہ صورتِ دوم اظہر و ارجح ہے یہود سے عبادت غیر خدا معروف نہیں ، ولہذا علماء نے فرمایا کہ یہودیت سے نصرانیت بدتر ہے کہ نصارٰی کا خلاف توحید میں ہے اور یہود کا صرف رسالت میں۔

---

[1] مجمع بحار الانوار تحت لفظ "قبر" مکتبہ دارالایمان مدینۃ المنورۃ ۴/۱۹۶

[2] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث قاتل اللہ الیھود الخ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۲/۱۸۱

[3] الزواجر کتاب الصلٰوۃ اتخاذ القبور مساجد دارالفکر بیروت ۱/۲۴۶

[4] لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح عن التورپشتی باب المساجد الخ مکتبۃ المعارف العلمیہ لاہور ۳/۵۲

[5] " " " " " " " " " " "

درمختار میں ہے :

النصرانی شرمن الیھودی فی الدارین[1]

عیسائی، یہودیوں سے دونوں جہان میں بدتر ہیں۔ (ت)

ردالمحتار میں بزازیہ سے ہے :

لان نزاع النصارٰی فی الالٰھیات و نزاع الیھود فی النبوات[2]

اس لئے کہ عیسائیوں کا (ہم سے اختلاف) الٰہیات یعنی توحید میں ہے جبکہ یہودیوں کا اختلاف رسالت میں ہے (ت)

لاجرم محررمذہب سیدنا امام محمد نے مؤطا میں صورتِ دوم کے داخل وعید و مشمول حدیث ہونے کی طرف صاف اشارہ فرمایا، باب وضع کیا:

باب القبر یتخذ مسجدا او یصلی الیہ[3]

"باب" قبر کو سجدہ گاہ بنایا جائے یا اس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھی جائے۔ (ت)

اور اس میں یہی حدیث ابوہریرہ لائے،

قاتل اللہ الیھود اتخذوا قبور انبیائھم مساجد[4] واللہ تعالٰی اعلم۔

اللہ تعالٰی یہودیوں کو مارے کہ انھوں نے اپنے انبیائے کرام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

فصل سوم ڈیڑھ سو ۱۵۰ نصوص فقہ سے سجدۂ تحیت حرام ہونے کا ثبوت

اور وہ بھی دو۲ نوع ہیں :

نوعِ اوّل : تین قسم :

قسمِ اوّل : نفس سجدہ کا حکم کہ غیر خدا کے لئے مطلقاً حرام ہے۔

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) تحریم متفق علیہ ہے اور اسی قدر ہمارا مقصود، اور تکفیر میں

---

[1] درمختار کتاب النکاح باب نکاح الکافر مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۱۰

[2] ردالمحتار " " " دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۳۹۵

[3] مؤطا للامام محمد باب القبر یتخذ مسجداً الخ آفتاب عالم پریس لاہور ص ۱۷۲

[4] " " " " " "

عبارات چھ[6] طور پر آئیں گی :

(۱) غیر خدا کے لئے سجدہ کفر ہے۔ اس کا ظاہر اطلاق ہے۔

(۲) غیر خدا کو سجدہ مطلقاً کفر ہے اس میں تصریح اطلاق ہے۔

(۳) بحالِ اکراہ کفر نہیں ورنہ کفر، یہ قید اولین میں بھی ضروری ہے۔

(۴) غیر کی نیت سے کفر، اور اللہ عزوجل کے لئے نیت ہو یا کچھ نیت نہ ہو تو کفر نہیں۔

(۵) بہ نیت عبادت کفر، اور بہ نیت تحیت کفر نہیں، اور کچھ نیت نہ ہو جب بھی کفر۔

(۶) غیر کی طرف اصلاً کفر نہیں جب تک نیت عبادت نہ ہو، اور یہی صحیح و معتمد و حق و معتقد ہے اور باقی کفر صوری وغیرہ سے مؤول، وباللہ التوفیق۔

نص ۱: تبیین الحقائق امام فخر الدین زیلعی جلد اول ص ۲۰۲ (۲) غنیۃ المستملی محقق ابراہیم حلبی ص ۲۶۶ (۳) فتح اللہ المعین للعلامۃ السید ابی السعود الازہری جلد اول ص ۲۹۰ :

التواضع نہایتہ توجد فی السجود ولہذا السجود لغیر اللہ تعالٰی یکفر[1]	تواضع کا ختم سجدے پر ہے اس لئے غیر خدا کو سجدہ کفر ہے۔

(۴) نصاب الاحتساب قلمی باب ۴۹ (۵) کفایہ شعبی سے :

اذا سجد لغیر اللہ تعالٰی یکفر لان وضع الجبہۃ علی الارض لایجوز الا للہ تعالٰی[2]	غیر خدا کو سجدہ کرے تو کافر ہے کہ زمین پر پیشانی رکھنا دوسرے کے لئے جائز نہیں۔

نص ۶: مبسوط امام جلیل شمس الائمہ سرخسی (۷) اس سے جامع الرموز ص ۵۳۵ :

من سجد لغیر اللہ تعالٰی علٰی وجہ التعظیم کفر[3]	غیر خدا کو سجدۂ تعظیمی کرنے والا کافر ہے۔

نص ۸ : منح الروض الازہر فی شرح الفقہ الاکبر ص ۲۳۵ :

اقول وضع الجبین اقبح من وضع الخد	میں کہتا ہوں زمین پر ماتھا رکھنا رخسارہ رکھنے سے

---

[1] تبیین الحقائق باب صلٰوۃ المریض ۱/۲۰۲ و غنیۃ المستملی الثانی القیام سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۶۶
فتح المعین باب صلٰوۃ المریض کراچی ۱/۲۹۰

[2] فتاوٰی نور الہدی بحوالہ المبسوط کتاب الکراہیۃ فصل فیما یصیر بہ المسلم کافراً مکتبہ حقانیہ کوئٹہ ص ۴۳۹

[3] جامع الرموز کتاب الکراہیۃ مکتبۃ الاسلامیہ گنبد قاموس ایران ۳/۳۱۵

فینبغی ان لایکفر الا بوضع الجبین دون غیرہ لان ھذہ سجدۃ مختصۃ ﷲ تعالٰی۔[1]

بھی بدتر ہے تو چاہئے کہ اس میں کفر ہو نہ اور میں کہ یہ سجدہ ہے کہ اللہ عزوجل کے لئے خاص ہے۔

اقول اولا ان کان علی وجہ العبادۃ کفر ولو لم یزد علی تقبیل ارض او انحناء بل بمجرد النیۃ والافلا کفر فی المعتمد وھو الحق المعتقد و ثانیا الجبین احد جانبی الجبھۃ وھما جبینان وانما السجود وضع الجبھۃ فلیتنبہ۔

اقول (میں کہتا ہوں۔ت) اولاً اگر زمین پر بطورِ عبادت پیشانی رکھے تو کافر ہو جائے گا اگرچہ زمین چومنے یا صرف جھکنے بلکہ صرف نیت کرنے پر اکتفا کیا (اور اس سے مزید کچھ نہ کیا) تو قابلِ اعتماد مذہب میں کفر نہیں لہذا یہی حق، قابلِ اعتقاد ہے۔ ثانیاً "جبین" پیشانی کی ایک جانب اور طرف ہے، اور پیشانی میں دو جبینیں ہیں۔ اور سجدہ، زمین پر پیشانی رکھنے کا نام ہے۔ لہذا اس سے آگاہ ہونا چاہئے۔ (ت)

نص ۹ : شرح نقایہ علامہ قہستانی ص ۵۲۵ (۱۰) مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر جلد ۲ ص ۲۲۰ دونوں فتاوٰی ظہیریہ سے (۱۱) ردالمحتار علامہ شامی جلد ۵ ص ۲۷۸ جامع الرموز سے :

یکفر بالسجدۃ مطلقاً۔[2]

غیرِ خدا کو سجدے سے مطلقاً کافر ہو جائے گا۔

اقول (میں کہتا ہوں۔ت) امام عینی کے اختصار اور علی قاری کی نقل سے ظہیریہ میں یہ حکم جزمی نہیں بلکہ بعض کی طرف نسبت ہے کہ بعض نے مطلقاً کافر کہا کما سیأتی (جیسا کہ آگے آئے گا۔ت) مجمع الانہر وشامی دونوں کے مستند نقل علامہ قہستانی ہیں اور شک نہیں کہ امام عینی ان سے اوثق ہیں لہذا ہم نے یہاں ظہیریہ کو نہ گنا۔

نص ۱۲ : غایۃ البیان علامہ اتقانی قلمی کتاب الکراہۃ قبیل فصل من البیع :

اما السجود لغیر اللہ فھو کفر اذا کان من غیر اکراہ۔[3]

غیرِ خدا کو بلا اکراہ سجدہ کفر ہے۔

---

[1] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحاً وکنایۃً مصطفی البابی مصر ص ۱۹۳

[2] مجمع الانہر کتاب الکراہیۃ بیروت ۲/ ۵۴۲ و جامع الرموز کتاب الکراہیۃ ایران ۳/ ۳۱۵
ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۴۶

[3] غایۃ البیان کتاب الکراہیۃ قبیل فصل من البیع (قلمی)

نص ۱۳: منح الروض ص ۲۲۵:

اذا سجد بغیر الاکراہ یکفر عندھم بلاخلاف۔[1]

اگر بلا اکراہ سجدہ کیا تو باتفاقِ علماء کافر ہو جائے گا۔

اقول (میں کہتا ہوں۔ ت) دعوٰی اتفاق بمحل ہے **اولاً** بلکہ صحیح و مختار وہی تفصیل نیت عبادت وتحیت ہے جن پر نصوص کثیرہ مطلقہ عنقریب آتے ہیں۔

ثانیاً اجلہ اکابر نے خاص صورت عدمِ اکراہ میں بھی سجدۂ تحیت کفر نہ ہونے کی تصریحیں فرمائیں، فتاوٰی کبرٰی پھر خزانۃ المفتین قلمی کتاب الکراہیۃ نیز واقعات امام صدر شہید پھر خود یہی غایۃ البیان محل مذکور میں مسئلہ اکراہ لکھ کر فرمایا:

فھذا دلیل علی ان السجود بنیۃ التحیۃ اذا کان خائفا لایکون کفرا فعلی ھذا القیاس من سجد عند السلاطین علی وجہ التحیۃ لایصیر کافرا۔[2]

یہ اس کی دلیل ہے کہ سجدۂ تعظیمی، جبکہ خائف (اور خطرہ محسوس کرے) تو کفر نہ ہوگا، لہٰذا اسی پر یہ مسئلہ قیاس کیا گیا ہے کہ جو بادشاہوں کو سجدۂ تعظیمی کرے تو کافر نہ ہوگا۔

جامع الفصولین جلد دوم میں بعد مسئلہ اکراہ ہے:

فھذہ تؤید مامران من سجد للسلطان تکریما لایکفر۔[3]

یہ مسئلہ گزشتہ کلام کی تائید کرتا ہے کہ جس نے کسی بادشاہ کو بطورِ تعظیم سجدہ کیا تو (اس کاروائی سے) وہ کافر نہ ہوگا۔ (ت)

ثالثاً خود علی قاری کی عبارت آتی ہے کہ روضۂ انور کے سجدے کو صرف حرام کہا نہ کہ کفر۔

رابعاً بلکہ نص ۲۰ میں وہی کہیں گے کہ بعض علماء نے تکفیر کی اور ظاہر تر عدمِ تکفیر ہے، پھر اتفاق درکنار وہ قول راجح بھی نہیں ضعیف و مرجوح ہے۔

نص ۱۴: امام ابن حجر مکی کی اعلام بقواطع الاسلام ص ۵۵:

علم من کلامھم ان السجود بین یدی

کلامِ علماء سے معلوم ہوا کہ غیر کو سجدہ کبھی کفر ہے

---

[1] منح الروض الازھر شرح الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحا وکنایۃً مصطفی البابی مصر ص ۱۹۳

[2] خزانۃ الفتاوٰی کتاب الکراہیۃ قلمی نسخہ ۲/ ۲۱۳

[3] جامع الفصولین الفصل الثامن والثلاثون اسلامی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۱۲

الغیرمنه ماهوکفر ومنه ماهوحرام غیرکفر فالکفران یقصد السجود للمخلوق و الحرام ان یقصده ﷲ تعالٰی معظما به ذٰلك للمخلوق من غیران یقصده به اولایکون له قصد[1]

اور کبھی صرف حرام ۔ کفر تو یہ ہے کہ مخلوق کے لئے سجدہ کا قصد کرے اور حرام یہ کہ سجدہ اللہ کے لئے کرے اور مخلوق کی طرف کرنے سے اس کی تعظیم یا یہ کہ اصلاً کچھ نہ ہو۔

نص ۱۵ : جواہر الاخلاطی قلمی کتاب الاستحسان ۔ (۱۶) پھر ہندیہ جلد ۵ ص ۳۶۸ و ۳۶۹ (۱۷) نصاب الاحتساب باب ۴۹ (۱۸) یہ سب امام اجل فقیہ ابوجعفر ہندوانی سے :

وھذا لفظ النصاب وھواتم من قبل الارض بین ایدی السلطان اوالامیراوسجد له فان کان علی وجه التحیة لایکفر ولکن یصیرآثما مرتکبا للکبیرة وان کان سجد بنیة العبادة للسلطان اولم تحضره النیة فقدکفر[2]

جس نے بادشاہ یا سردار کے سامنے زمین چومی یا اسے سجدہ کیا اگر بطور تحیت تھا تو کافر تو نہ ہوا مگر گنہگار مرتکب کبیرہ ہوا، اور اگر پرستش بادشاہ کی نیت کی یا عبادت وتحیت کوئی نیت اس وقت نہ تھی تو بیشک کافر ہو گیا۔

نص ۱۹ : فتاوٰی امام ظہیر الدین مرغینانی (۲۰) اس کا مختصر للامام عینی (۲۱) اس سے غمز العیون والبصائر ص ۳۱ (۲۲) فتاوٰی خلاصہ قلمی قبیل کتاب الہبہ (۲۳) اس سے منح الروض ص ۲۳۵ :

وھذا لفظ الامام العینی قال بعضھم یکفر مطلقا وقال اکثرھم ھوعلی وجوہ ان اراد به العبادة یکفر وان اراد به التحیة لایکفر و یحرم علیه ذٰلك وان لم تکن له ارادة کفر عند اکثر اھل العلم[3]

غیر خدا کو سجدے سے بعض نے کہا مطلقاً کافر ہے، اور اکثر نے کہا اس میں کئی صورتیں ہیں اگر اس کی عبادت چاہی تو کافر ہے اور تحیت کی نیت کی تو کفر نہیں حرام ہے اور اگر کچھ نیت نہ تھی تو اکثر ائمہ کے نزدیک کافر ہے۔

خلاصہ کے لفظ یہ ہیں :

---

[1] اعلام بقواطع الاسلام مع سبیل النجاۃ مکتبۃ الحقیقۃ دارالشفقت استانبول ترکی ص ۳۸۸
[2] فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراہیۃ الباب الثامن والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۶۹-۳۶۸
[3] غمز عیون البصائر بحوالہ العینی فی مختصر الفتاوی الظہیریۃ الفن الاول ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۴۵

اما السجدة لهؤلاء الجبابرة فهي كبيرة هل يكفر قال بعضهم يكفر مطلقا وقال بعضهم (وفی نسخة الطبع اكثرهم) المسألة على التفصيل ان اراد بها العبادة يكفر وان اراد بها التحية لايكفر قال وهذا موافق لما قال وهذا موافق لما قال في سير الفتاوى والاصل[1]

رہا ان سلاطین کو سجدہ، وہ گناہ کبیرہ ہے اور کافر بھی ہوگا یا نہیں بعض نے کہا مطلقاً کافر ہوجائے گا اور اکثر نے فرمایا مسئلہ میں تفصیل ہے اگر عبادت چاہی کافر ہوجائے اور تحیت تو نہیں، اور یہی اُس مسئلہ کے موافق ہے جو فتاوٰی کی کتاب السیر اور امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ کی کتاب مبسوط میں ہے۔

علی قاری نے اسے یوں نقل بالمعنی کیا،

في الخلاصة من سجد لهم ان اراد به التعظيم اي كتعظيم الله سبحانه كفر وان اراد به التحية اختار بعض العلماء انه لا يكفر اقول وهذا هو الاظهر وفي الظهيرية قال بعضهم يكفر مطلقا[2]

خلاصہ میں ہے جس نے انھیں سجدہ کیا اگر تعظیم کا قصد تھا یعنی مثل تعظیم الٰہی تو کافر ہوگیا اور تحیت کا ارادہ تھا تو بعض علماء نے اختیار فرمایا کہ کافر نہ ہوگا۔ میں کہتا ہوں یہی ظاہر تر ہے، اور فتاوٰی ظہیریہ میں ہے کہ بعض نے کہا مطلقاً کافر ہوجائے گا۔

اقول ليس في الخلاصة لفظ التعظيم بل العبادة فلاحاجة الى ايراده ثم تفسيره بما يرجع الى العبادة الا ان يكون في نسخة لفظ التعظيم كما ان فيها بعضهم مكان اكثرهم كنسخة القلم والله تعالى اعلم.

اقول (میں کہتا ہوں کہ خلاصہ میں لفظ "تعظیم" نہیں بلکہ لفظ "عبادت" مذکور ہے لہذا اسکے لانے کی کچھ ضرورت نہیں پھر اس کی ایسے کلام سے تشریح کرنا کہ جو عبادت کی طرف راجع ہے مگر یہ کہ اس کے ایک نسخہ میں لفظ "تعظیم" موجود ہو جیسا کہ اس کے ایک "نسخہ" میں اکثرھم کی جگہ بعضھم جیسا کہ قلمی نسخہ میں۔ واللہ تعالٰی اعلم (ت)

نص ۲۴: امام اجل صدر شہید شرح جامع صغیر میں (۲۵) اُن سے امام سمعانی خزانۃ المفتین قلمی

---

[1] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الفاظ الکفر الفصل الثانی فی الجنس الحادی عشر مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۴/ ۳۸۹

[2] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحاً وکنایۃً مصطفی البابی مصر ص ۱۹۳

کتاب الکراہیۃ میں (۲۶) جواہر الاخلاطی قلمی کتاب الاستحسان (۲۷) اُس سے عالمگیریہ جلد ۵ ص ۳۶۸ (۲۸) جامع الفصولین جلد ۲ ص ۳۱۴ (۲۹) برمز من یعنی مجمع النوازل (۳۰) مرموز جز یعنی وجیز المحیط سے (۳۱) جامع الرموز ص ۵۳۵ (۳۲) محیط سے (۳۳) جامع الفصولین ص ۱۱ (۳۴) مجمع الانہر جلد ۲ ص ۵۲۰، اور یہ لفظ امام صدر شہید کے ہیں:

من قبل الارض بین یدی السلطان او امیرا وسجد لہ فان کان علی وجہ التحیۃ لایکفر ولکن ارتکب الکبیرۃ۔[1]

جس نے بادشاہ یا کسی سردار کے سامنے زمین چومی یا اسے سجدہ کیا اگر بطور تحیت ہو کافر نہ ہوگا ہاں مرتکب کبیرہ ہوا۔

جامع الرموز وغیرہ کے لفظ یہ ہیں:

لایجوز فانہ کبیرۃ[2] زمین بوسی وسجدۂ تحیت ناجائز وکبیرہ ہیں۔

جواہر و ہندیہ میں یوں ہے:

لایکفر ولکن یأثم بارتکابہ الکبیرۃ ھو المختار۔[3]

یعنی مذہب مختار میں زمیں بوسی وسجدۂ تحیت سے کافر تو نہ ہوگا مگر مجرم ہوگا کہ اس نے کبیرہ کیا۔

جامع الفصولین کے لفظ دوم یہ ہیں:

اثم لوسجد علی وجہ التحیۃ لارتکاب ماحرم۔[4]

سجدۂ تحیت سے گنہگار رہوگا کہ اس نے حرام کا ارتکاب کیا۔

مجمع الانہر کے لفظ یہ ہیں:

من سجد لہ علی وجہ التحیۃ لایکفر ولکن یصیر آثما مرتکبا للکبیرۃ۔[5]

سجدۂ تحیت سے کافر تو نہ ہوگا ہاں گنہگار و مرتکب کبیرہ ہوگا۔

---

[1] خزانۃ المفتین کتاب الکراہیۃ قلمی ۲/ ۲۱۳ و جامع الفصولین الفصل الثامن والثلاثون ۲/ ۳۱۴
[2] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الکراہیۃ مکتبۃ الاسلامیہ گنبد قاموس ایران ۲/ ۳۱۵
[3] فتاوٰی ہندیۃ بحوالہ جواہر الاخلاطی کتاب الکراہیۃ الباب الثامن والعشرون ۵/ ۳۶۸
[4] جامع الفصولین الفصل الثامن والثلاثون اسلامی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۱۴
[5] مجمع الانہر کتاب الکراہیۃ فصل فی بیان احکام النظر ونحوہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۵۴۲

نص ۳۵ : درمختار کتاب الحظر قبیل فصل البیع (۳۶) مجمع الانہر محل مذکور :

وھل یکفران علی وجہ العبادۃ والتعظیم کفر وان علی وجہ التحیۃ لاوصار آثما مرتکبا للکبیرۃ ۔[1]

اس سے کافر بھی ہوگا یا نہیں، اگر بروجہ عبادت و تعظیم کرے کافر ہے، اور بروجہ تحیت تو کافر نہیں مجرم ومرتکب کبیرہ ہے ۔

(۳۷) علامہ ابن عابدین جلد ۵ ص ۳۸۷ کلام مذکور در پر :

تلفیق القولین قال الزیلعی وذکر الصدر الشھید انہ لایکفر بھذا السجود لانہ یرید بہ التحیۃ وقال شمس الائمۃ السرخسی ان کان لغیر اللہ تعالٰی علی وجہ التعظیم کفر ۔[2]

یعنی یہاں دو قول تھے، ایک یہ کہ سجدۂ تعظیمی کفر ہے امام شمس الائمہ سرخسی کا یہی قول ہے ۔ دوسرا یہ کہ سجدۂ تحیت کفر نہیں ۔ امام صدر شہید کا یہی مختار ہے ۔ شارح نے دونوں کا ایک ایک حصہ لے کر یہ تفصیل کی کہ تعظیم مقصود ہو تو کفر اور تحیت تو نہیں ۔

اقول وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے ۔ ت) امام صدر شہید صرف نفی کفر فرماتے ہیں سجدۂ تحیت کے گناہ کبیرہ ہونے کی خود انھوں نے تصریح فرمائی کہ نص ۲۰ میں گزری اور تعظیم سے کبھی مطلق مراد لیتے ہیں بایں معنی تحیت بھی تعظیم ہے خصوصاً تحیت عظماء نص ۴۵ میں امام فقیہ النفس اور نص ۱۵ میں سیدی عبدالغنی قدس سرہٗ سے آتا ہے کہ تحیت وتعظیم کو ایک صورت رکھا اور عبادت کے مقابل لیا اور کبھی خاص تعظیم مثل تعظیم الٰہی مراد لیتے ہیں جیسا کہ نص ۲۳ میں منح الروض سے گزرا اس وقت وہ مساوی عبادت ہے اس کی نظیر قسم دوم میں خود صاحب درمختار کی درمنتقی سے آتی ہے کہ تعظیم کو تحیت کے مقابل لیا قول شمس الائمہ میں یہی مراد ہے، تو یہ تلفیق نہیں توفیق ہے دونوں مرادوں کی تحقیق ہے اور اللہ عزوجل ولی توفیق ہے ۔

نص ۳۸ : کتاب الاصل للامام محمد (۳۹) فتاوٰی کتاب السیر (۴۰) ان دونوں سے فتاوٰی خلاصہ قلمی آخر کتاب الفاظ الکفر (۴۱) فتاوٰی غیاثیہ ص ۱۰۷ (۴۲) محیط (۴۳) اس سے شرح فقہ اکبر ص ۳۵ (۴۴) نصاب الاحتساب باب ۴۹ (۴۵) وجیز امام کردری جلد ۶ ص ۳۴۳

---

[1] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ مطبع مجتبائی دہلی ۲/۲۴۵

[2] ردالمحتار " " " " " " دار احیاء التراث العربی بیروت ص ۲۴۶

(۴۶) اختیار شرح مختار (۴۷) اس سے علامہ شیخی زادہ شارح ملتقی جلد ۲ ص ۵۲۰:

اذا قال اھل الحرب لمسلم اسجد للملك والا قتلناك فالافضل ان لا یسجد لان ھذا کفر صورۃ والافضل ان لا یاتی بما ھو کفر صورۃ وان کان فی حالۃ الاکراہ[1]

جب حربی کافر کسی مسلمان سے کہیں بادشاہ کو سجدہ کر ورنہ ہم تجھے قتل کر دیں گے تو افضل یہ ہے کہ سجدہ نہ کرے کہ یہ صورۃً کفر ہے اور صورتِ کفر سے بچنا بہتر اگرچہ حالتِ اکراہ ہو۔

نص ۴۸: فتاوی امام قاضیخان جلد ۴ ص ۳۷۸ (۴۹) اُس سے فتاوی ہندیہ جلد ۵ ص ۳۶۸ (۵۰) نیز اشباہ والنظائر قلمی فن اول قاعدہ ثانیہ (۵۱) اس سے حدیقہ ندیہ امام عارف باللہ نابلسی جلد اول ص ۳۸۱ (۵۲) خزانۃ المفتین کتاب الکراہیۃ (۵۳) فتاوی کبری سے (۵۴) واقعات امام ناطفی (۵۵) اس سے عیون المسائل (۵۶) اس سے واقعات امام صدر شہید باب العین للعیون برمز وللواقعات (۵۷) اس سے غایۃ البیان علامہ ازاری قلمی کتاب الکراہیۃ محل مذکور (۵۸) واقعات ناطفی سے جامع الفصولین جلد دوم ص ۳۱۴:

لو قال للمسلم اسجد للملك والا قتلناك قالوا ان امروہ بذلك للعبادۃ فالافضل لہ ان لا یسجد کمن اکرہ علی ان یکفر کان الصبر افضل وان امروہ بالسجود للتحیۃ والتعظیم لا للعبادۃ فالافضل لہ ان یسجد[2]

اگر کافر نے مسلمان سے کہا بادشاہ کو سجدہ کر ورنہ تجھے قتل کر دینگے، علماء نے فرمایا اگر کافر اس سے سجدۂ عبادت کو کہہ رہا ہے تو افضل یہ ہے کہ سجدہ نہ کرے جیسے کفر پر اکراہ میں صبر افضل ہے، اور اگر سجدۂ تحیت کو کہہ رہا ہے تو افضل یہ ہے کہ سجدہ کر کے جان بچائے۔

اقول (میں کہتا ہوں) ان دس عبارات نے روشن کیا کہ غیر خدا کو سجدۂ تحیت شراب پینے اور سُور کھانے سے بدتر ہے۔ ان میں یہ حکم ہے کہ اگر قتل بلکہ قطع عضو بلکہ ضرب شدید ہی کی تخویف سے ان کے کھانے پینے پر اکراہ کیا جائے تو کھانا پینا فرض ہے ورنہ گنہگار ہوگا۔ علمگیری میں ہے:

اذا اخذ رجلا وقال لاقتلنك او

اگر کسی نے کسی شخص کو پکڑا اور کہا اس سُور کا

---

[1] منح الروض الازھر شرح الفقہ الاکبر بحوالہ المحیط فصل فی الکفر صریحاً وکنایۃً مصطفی البابی مصر ص ۱۹۳

[2] فتاوی ہندیۃ بحوالہ فتاوی قاضی خاں کتاب الکراہیۃ الباب الثامن والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۳۶۹

لتاکلن لحم ھذا الخنزیر یفترض علیہ التناول[1]

گوشت کھاتیے ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا، تو اس پر گوشت کھانا (اپنی جان کے تحفظ کیلئے) فرض ہے (ت)

درمختار میں ہے:

اکرہ علی اکل لحم خنزیر بقتل او قطع عضو او ضرب مبرح فرض فان صبر فقتل اثم[2]

اگر کسی کو قتل کی دھمکی یا قطع اندام یا ضرب شدید سے ڈراتے ہوئے سور کا گوشت کھانے پر مجبور کیا گیا (تو ایسی حالت میں) اس پر سور کا گوشت کھالینا (اپنی جان کے تحفظ کے لئے) فرض ہے (پھر اگر اس نے نہ کھایا) اور مصیبت پر صبر کیا اور قتل کر دیا گیا تو گنہگار ہوگا۔

لیکن یہاں اگر قتل سے بھی اکراہ ہو تو سجدۂ تحیت کرلینا صرف افضل کہا فرض کیسا واجب بھی نہ کیا یعنی جائز یہ بھی کہ قتل ہو جائے اور سجدۂ تحیت نہ کرے اگرچہ جان بچالینا بہتر ہے تو ظاہر ہوا کہ غیر خدا کو سجدۂ تحیت شراب پینے اور سور کھانے سے بھی بدتر ہے والعیاذ باللہ تعالٰی۔ اور ہوا ہی چاہئے کہ اکل خنزیر میں عبادت غیر خدا کی مشابہت نہیں، نہ اُسے بلا استحلال کسی نے کفر کہا بخلاف سجدۂ تحیت کہ ایک جماعت علماء نے اس پر حکم تکفیر آیا اور اس کا دوسرے کے لئے کرنا واحد قہار عزجلالہ کے حق پر دست اندازی ہے آدمی دین و انصاف رکھتا ہو تو یہی عبارات اس کی ہدایت کو بس، ولا یزید الظالمین الا خسارا (اور یہ ظالموں کو سوائے گھاٹے کے کچھ نہ بڑھائے گا۔ ت)

نص ۵۹: علمگیریہ جلد ۵ ص ۳۶۹ (۶۰) فتاوی غرائب سے،

لایجوز السجود الا للہ تعالٰی[3] سجدہ غیر خدا کے لئے جائز نہیں۔

نص ۶۱: اکلیل امام جلیل خاتم الحفاظ سے فصل اول میں گزرا: فیہ تحریم السجود لغیر اللہ تعالٰی[4]

---

[1] فتاوی ہندیۃ کتاب الاکراہ الباب الثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۳۸

[2] درمختار " مطبع مجتبائی دہلی ۲/۱۹۶

[3] فتاوی ہندیۃ بحوالہ فتاوی غرائب کتاب الکراہیۃ الباب الثامن والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۳۶۹

[4] الاکلیل فی استنباط التنزیل تحت آیۃ ۳/۸۰ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۵۴

اس آیت سے ثابت ہوا کہ غیر خدا کے لئے سجدہ حرام ہے۔

نص ۶۲: نصاب الاحتساب باب ۴۹ (۶۳) ایک تابعی جلیل سے کہ اکابر تابعین طبقۂ اولی خلافت فاروقی کے مجاہدین سے تھے:

ان السجود فی دین محمد صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم لا یحل الا للّٰہ تعالٰی[1]

بیشک محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دین میں اللہ عزوجل کے سوا سجدہ کسی کے لئے حلال نہیں۔

نص ۶۴: طریقہ محمدیہ قلمی نوع سیزدہم آفات قلب میں تذلل کو حرام بتا کر فرمایا:

ومنہ السجود والرکوع والانحناء للکبراء عند الملاقاۃ والسلام وردہ۔[2]

اسی حرام فروتنی سے ہے بزرگوں کے ملتے اور انھیں سلام کرتے یا جواب دیتے وقت انھیں سجدہ یا ان کے لئے رکوع کرنا یا قریب رکوع تک جھکنا۔

نص ۶۵: منح الروض ص ۲۲۷:

السجدۃ حرام لغیرہ سبحٰنہ تعالٰی[3]

غیر خدا کو سجدہ حرام۔

نص ۶۶: روضۂ امام اجل ابوزکریا نووی:

نص ۶۷: پھر امام ابن حجر مکی کی اعلام بقواطع الاسلام ص ۱۳:

ما یفعلہ کثیرون من الجہلۃ الظالمین من السجود بین یدی المشایخ فان ذٰلک حرام قطعاً بکل حال سواء کان للقبلۃ اولغیرھا وسواء قصد السجود للّٰہ تعالٰی اوغفل وفی بعض صورہ ما یقتضی الکفر عافانا اللّٰہ تعالٰی من ذٰلک[4]

وہ جو بہت ظالم جاہل پیروں کو سجدہ کرتے ہیں یہ ہر حال میں حرام قطعی ہے چاہے قبلہ کی جانب ہو یا اور طرف، اور چاہے خدا کو سجدہ کی نیت کرے یا اس نیت سے غافل ہو، پھر اسکی بعض صورتیں تو مقتضی کفر ہیں اللہ تعالٰی ہمیں اس سے پناہ دے۔

نص ۶۸: اعلام ص ۵۵:

---

[1] نصاب الاحتساب

[2] الطریقۃ المحمدیۃ التذلل للخلوق ھو الثالث عشر من آفات القلب مکتبہ حنفیہ کوئٹہ ۲/ ۲۳۸

[3] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحاً وکنایۃً المصطفٰی البابی حلبی مصر ص ۱۸۷

[4] اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ مکتبۃ الحقیقۃ دارالشفقت استانبول ترکی ص ۳۴۹

قد صرحوا بان سجود جهلة الصوفية بين یدی مشایخهم حرام وفی بعض صورہ مایقضی الکفر[1]

بیشک ائمہ نے تصریح فرمائی کہ پیروں کو سجدہ کہ جاہل صوفی کرتے ہیں حرام ہے اور اس کی بعض صورتیں حکمِ کفر لگاتی ہیں۔

نص ۶۹ : غایۃ البیان قلمی شرح ہدایہ للعلامۃ الاتقانی محل مذکور بحث سجدہ میں :

ومایفعله بعض الجہال من الصوفیة بین یدی شیخہم فحرام محض اقبح البدع فینہون عن ذٰلک لامحالة[2]

سجدہ کہ بعض جاہل صوفی اپنے پیر کے آگے کرتے ہیں نرا حرام اور سب سے بدتر بدعت ہے وہ جبرًا اس سے باز رکھے جائیں۔

نص ۷۰ : وجیز امام حافظ الدین محمد بن محمد کردری جلد ۶ ص ۳۴۳ :

وبھذا علم ان مایفعله الجہلة لطواغیتہم ویسمونه پایگاہ کفر عند بعض المشایخ وکبیرة عند الکل فلو اعتقدھا مباحة لشیخه فھو کافر وان امرہ شیخه به ورضی به مستحسنا له فالشیخ النجدی ایضا کافر ان کان اسلم فی عمرہ[3]

یہاں سے معلوم ہوا کہ سجدہ کہ جہال اپنے سرکش پیروں کو کرتے اور اُسے پایگاہ کہتے ہیں بعض مشائخ کے نزدیک کفر ہے اور گناہ کبیرہ تو بالاجماع ہے پس اگر اسے اپنے پیر کے لئے جائز جانے تو کافر ہے اور اگر اس کے پیر نے اسے سجدہ کا حکم کیا اور اسے پسند کرکے اس پر راضی ہوا تو وہ شیخ نجدی خود بھی کافر ہوا اگر کبھی مسلمان تھا بھی۔

اقول (میں کہتا ہوں) یعنی ایسے متکبر خدا فراموش خود پسند اپنے لئے سجدے کے خواہشمند غالبًا شرع سے آزاد بے قید و بند ہوتے ہیں یُوں تو آپ ہی کافر ہیں اور اگر کبھی ایسے نہ بھی تھے تو حرام قطعی یقینی اجماعی کو اچھا جان کر اب ہُوئے والعیاذ باللہ تعالٰی۔

الحمدللہ یہ نفس سجدۂ تحیت کے حکم میں ستّر نص ہیں کہ سجدہ اللہ واحد قہار ہی کے لئے ہے اور اُس کے غیر کے لئے مطلقًا کسی نیت سے ہو حرام حرام حرام کبیرہ کبیرہ کبیرہ، والحمد للہ حمدا کثیرا و صلی اللہ تعالٰی و بارک وسلم علٰی سیدنا و مولٰنا و اٰلہ و صحبہ تعزیزا و تعزیرا اٰمین!

---

[1] اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ مکتبۃ الحقیقۃ دار الشفقت استانبول ترکی ص ۳۸۸

[2] البنایۃ فی شرح الہدایۃ کتاب الکراہیۃ فصل فی الاستبراء وغیرہ المکتبۃ الامدادیۃ مکۃ المکرمۃ ۴/ ۲۵۶

[3] فتاوٰی بزازیۃ علٰی ہامش فتاوٰی ہندیۃ کتاب الفاظ تکون اسلامًا الخ نورانی کتب خانہ پشاور ۶/ ۳۴۳

قسم دوم: سجدہ تو سجدہ زمین بوسی حرام ہے، اس پر پندرہ نص قسم اول میں گزرے ۱۵ تا ۲۸ و ۲۴ تا ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ کہ دونوں اصالۃً دربارۂ تقبیل ارض ہیں ۲۶، اور سنئے کہ مجموع ۴۱ نص ہوں۔

نص ۷۱: جامع صغیر امام کبیر (۷۲) اُس سے فتاوٰی تاتارخانیہ (۷۳) اس سے عالمگیریہ جلد ۵ ص ۳۶۹ (۷۴) کافی شرح وافی قلمی ہر دو تصنیف امام جلیل ابوالبرکات نسفی صاحب کنز (۷۵) غایۃ البیان علامہ اتقانی قلمی شرح ہدایہ ہر دو در کتاب الکراہیۃ قبیل فصل فی البیع (۷۶) کفایہ امام جلال الدین کرمانی شرح ہدایہ جلد ۴ ص ۴۲ (۷۷) تبیین الحقائق امام زیلعی شرح کنز جلد ۶ ص ۲۵ (۷۸) تنویر الابصار امام شیخ الاسلام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ غزی (۷۹) درمختار علامہ مدقق علاء الدین محمد دمشقی کتاب الحظر محل مذکور (۸۰) مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر جلد ۲ ص ۵۲۰ (۸۱) فتح المعین علی الکنز جلد ۳ ص ۴۰۲ (۸۲) جواہر الاخلاطی قلمی کتاب الاستحسان (۸۳) تکملۃ البحر للعلامۃ الطوری جلد ۸ ص ۲۲۶ (۸۴) شرح الکنز للمسکین محل مذکور (۸۵) فتاوٰی غرائب (۸۶) اس سے فتاوٰی ہندیہ صفحہ مذکورہ، ان سولہ[16] نصوص جلیلہ میں ہے:

مایفعلونہ من تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضی بہ آثمان[1]	عالموں اور بزرگوں کے سامنے زمین چومنا حرام ہے اور چومنے والا اور اس پر راضی ہونے والا دونوں گنہگار۔

کافی و کفایہ و غایۃ و تبیین و دُرر و مجمع و ابوالسعود و جواہر نے زائد کیا، لانہ یشبہ عبادۃ الوثن[2] اس لئے کہ وہ بت پرستی کے مشابہ ہے۔

طوری کے لفظ یہ ہیں، لانہ اشبہ بعبدۃ الاوثان[3] ایسا کرنے والا بت پرستوں سے نہایت مشابہ ہے۔

نص ۸۷: علامہ سید احمد مصری طحطاوی جلد ۴ ص زیر قول مذکور دُر:

یشبہ عبادۃ الوثن لان فیہ صورۃ السجود لغیر اللہ تعالٰی[4]	زمین بوسی اس لئے بت پرستی کے مشابہ ہے کہ اس میں غیر خدا کو سجدے کی صورت ہے۔

---

[1] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ مطبع مجتبائی دہلی ۲/۲۴۵
[2] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ مطبع مجتبائی دہلی ۲/۲۴۵
[3] تکملۃ البحر الرائق کتاب الکراہیۃ فصل فی الاستبراء وغیرہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۸/۱۹۸
[4] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار " " " دارالمعرفۃ بیروت ۴/۱۹۲

اقول (میں کہتا ہوں) زمین بوسی حقیقۃً سجدہ نہیں کہ سجدہ میں پیشانی رکھنی ضرور ہے جب یہ اس وجہ سے حرام و مشابہ بت پرستی ہوئی کہ صورۃً قریب سجود ہے تو خود سجدہ کس درجہ سخت حرام اور بت پرستی کا مشابہ تام ہوگا والعیاذ باللہ تعالٰی۔

نص ۸۸ : غنیۃ ذوی الاحکام للعلامۃ الشرنبلالی جلد اول ص ۳۱۸ (۸۹) متن مواہب الرحمٰن سے :

یحرم تقبیل الارض بین یدی العالم للتحیۃ[۱]

عالم کے سامنے تحیت کی نیت سے زمین بوسی حرام ہے۔

نص ۹۰ : خادمی علی الدرر ص ۱۵۵ :

تقبیل الارض والانحناء لیس بجائز بل محرم[۲]

زمین چومنا اور جھکنا جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔

نص ۹۱ : ردالمحتار جلد ۵ ص ۳۷۹ (۹۲) درمنتقی شرح ملتقی سے اقسام بوسہ میں :

حرام للارض تحیۃ وکفر لہا تعظیما[۳]

زمین بوسی بطور تحیت حرام اور بروجہ تعظیم کفر ہے۔

نص ۹۳ : فتاوٰی ظہیریہ (۹۴) مختصر امام عینی (۹۵) اس سے غمز العیون ط ۳۱ (۹۶) شرح فقہ اکبر ص ۲۳۵ :

اما تقبیل الارض فہو قریب من السجود الا ان وضع الجبین او الخد علی الارض افحش واقبح من تقبیل الارض[۴]

زمین چومنا سجدے کے قریب ہے اور جبین یا رخسارہ زمین پر رکھنا اس سے بھی زیادہ فحش و قبیح ہے۔

قسم سوم : زمین بوسی بالائے طاق رکوع کے قریب تک جھکنا منع ہے اس پر ۶۴ و ۹ دو نص اور گزرے ہیں ۳ اور سنئے۔

---

[۱] غنیۃ ذوی الاحکام حاشیۃ الدرر والغرر کتاب الکراہیۃ فصل من ملک امۃ بشراء الخ میر محمد کتب خانہ کراچی ۱/۳۱۶

[۲] حاشیۃ الخادمی علی الدرر شرح الغرر " " فصل قولہ مشربۃ عن محرمہا مطبعہ عثمانیہ ص ۱۵۵

[۳] الدر المنتقی فی شرح الملتقی علی ہامش مجمع الانہر " فصل فی بیان احکام اللفظ داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۵۴۲

[۴] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحا وکنایۃ مصطفی البابی مصر ص ۱۹۳

نص ۹۷: زاہدی (۹۸) اس سے جامع الرموز ص ۳۱۵ (۹۹) اس سے رد المحتار جلد ۵ ص ۳۷۸
(۱۰۰) نیز شیخی زادہ علی الملتقی جلد ۲ ص ۵۲۰:

الانحناء فی السلام الی قریب الرکوع کالسجود۔[۱]
سلام میں رکوع کے قریب تک جھکنا بھی مثل سجدہ ہے۔

نص ۱۰۱: شرعۃ الاسلام (۱۰۲) اس کی شرح مفاتیح الجنان ص ۳۱۲:

(لا یقبلہ ولا ینحنی لہ) لکونھما مکروھین۔[۲]
نہ بوسہ دے نہ جھکے کہ دونوں مکروہ ہیں۔

نص ۱۰۳: احیاء العلوم جلد ۲ ص ۱۲۴ (۱۰۴) اتحاف السادہ جلد ۶ ص ۲۸۱:

(الانحناء عند السلام منھی عنہ) وھو من فعل الاعاجم۔[۳]
سلام کے وقت جھکنا منع فرمایا گیا اور وہ مجوس کا فعل ہے۔

(۱۰۵) عین العلم قلمی باب ثامن (۱۰۶) شرح علی قاری جلد اول ص ۲۴۰ (۱۰۷) ذخیرہ سے (۱۰۸) نیز محیط سے،

(لا ینحنی) لان الانحناء یکرہ للسلاطین وغیرھم ولانہ صنیع اھل الکتاب۔[۴]
سلام میں نہ جھکے کہ بادشاہ ہو یا کوئی کسی کے لئے جھکنے کی اجازت نہیں، اور ایک وجہ ممانعت یہ ہے کہ وہ یہود و نصارٰی کا فعل ہے۔

نص ۱۰۹: حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ جلد اول ص ۳۸۱:

معلوم ان من لقی احدا من الاکابر فحنی لہ راسہ اوظھرہ ولو بالغ فی ذلک فمرادہ التحیۃ والتعظیم دون العبادۃ فلا یکفر بھذا الصنیع
معلوم ہے کہ جو اکابر میں کسی سے ملتے وقت اس کے لئے سر یا پیٹھ جھکا ئے اگرچہ اس میں مبالغہ کرے اس کا ارادہ تحیت و تعظیم ہی کا ہوتا ہے نہ کہ اس کی عبادت کا، تو اس فعل سے کافر نہ ہوجائیگا

---

[۱] جامع الرموز کتاب الکراہیۃ ۳/۳۱۵ و مجمع الانہر ۲/۵۴۲
[۲] شرح شرعۃ الاسلام فصل فی سنن المشی و آدابہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۳۱۲
[۳] اتحاف السادۃ المتقین کتاب آداب الاخوۃ والصحبۃ الباب الثالث دارالفکر بیروت ۶/۲۸۱
[۴] شرح عین العلم لملا علی قاری بحوالہ المحیط والذخیرہ الباب الثامن امرت پریس لاہور ص ۳۱۳

وحال المسلم مشعر بذلك علی کل حال واما العبادۃ فلا یقصدھا الا کافر اصلی فی الغالب ولکن التملق الموصل الی ھذا المقدار من التذلل مذموم ولھذا جعله المصنف رحمه اللّٰه تعالٰی من التذلل الحرام ولم یجعله کفرا۔[1]

بہرحال خود مسلمان کا حال اس نیت کو بتا رہا ہے۔ عبادت کا ارادہ تو غالباً وہی کرے گا جو سرے سے کافر ہو، ہاں اتنی چاپلوسی جو اس حد کے ذلیل بننے تک پہنچا دے بد ہے اسی لئے جھکنے کو مصنف رحمہ اللہ تعالٰی نے حرام کہا کفر نہ ٹھہرایا۔

نص ۱۱۰: امام اجل عزالدین بن عبدالسلام (۱۱۱) اُن سے امام ابن حجر مکی فتاوٰی کبرٰی میں جلد ۴ ص ۲۴۷ (۱۱۲) ان سے امام عارف نابلسی حدیقہ ص ۳۸۱ میں:

الانحناء البالغ الی حد الرکوع لا یفعله احد لاحد کالسجود ولا باس بما نقص من حد الرکوع لمن یکرم من اھل الاسلام۔[2]

حدِ رکوع تک کوئی کسی کے لئے نہ جھکے جیسے سجدہ اور اس قدر سے کم میں حرج نہیں کہ کسی اسلامی عزت والے کے لئے جھکے۔

اقول ھذا ھو الجمع بین النصوص المتواترۃ المتظافرۃ علی المنع وبین ما فی الھندیۃ عن الغرائب تجوز الخدمۃ لغیر اللّٰه تعالٰی بالقیام واخذ الیدین والانحناء[3] اھ وقد اشاروا الیه فی النصوص الاربعۃ التی صدرنا بھا فتلك سبعۃ وباللّٰه التوفیق۔

اقول (میں کہتا ہوں) یہی جمع کرنا ہے (یعنی دونوں قولوں میں موافقت اور مطابقت پیدا کرنا) درمیان ان نصوص کثیرہ جو باہم ایک دوسرے کی مؤید ہیں، اور اس قول کے درمیان جو فتاوٰی عالمگیری میں فتاوٰی غرائب سے منقول ہے کہ کسی مخلوق (یعنی غیر خدا) کی قیام، مصافحہ کرنے اور جھکنے سے خدمت کرنا جائز ہے اھ بیشک اُنھوں (ائمہ کرام) نے اس کی طرف ان چار نصوص میں اشارہ فرمایا جن کو ہم پہلے لائے ہیں پس سات ہوگئیں اور اللہ تعالٰی ہی کے کرم سے حصولِ توفیق ہے۔ (ت)

نص ۱۱۳: واقعات امام ناطفی (۱۱۴) ملتقط امام ناصر الدین (۱۱۵) ان دونوں سے نصاب الاحتساب اول و آخر باب ۹ م (۱۱۶) جواہر اخلاطی کتاب الاستحسان (۱۱۷) اس سے عالمگیری جلد ۵

---

[1] الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ والخلق الثانی عشر مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/۵۴۷

[2] ″ ″ ″ ″ ″ ″ بحوالہ ابن حجر فی فتاوٰی ″ ۱/۵۴۷

[3] فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراہیۃ الباب الثامن والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۳۶۹

ص ۳۶۹ :

الانحناء للسلطان او لغیرہ مکروہ لانہ یشبہ فعل المجوس[1] بادشاہ ہو کوئی اس کے لئے جھکنا منع ہے کہ یہ مجوس کے فعل سے مشابہ ہے۔

۱۱۸ : مجمع الانہر جلد ۲ ص ۵۲۱ (۱۱۹) فصول عمادی سے :

یکرہ الانحناء لانہ یشبہ فعل المجوس[2] جھکنا منع ہے کہ وہ مجوس کے فعل سے مشابہ ہے۔

نص ۱۲۰ : مواہب الرحمن (۱۲۱) اس سے شرنبلالیہ جلد اول ص ۳۱۸ (۱۲۲) محیط (۱۲۳) اس سے جامع الرموز ص ۵۲۵ (۱۲۴) اس سے ردالمحتار جلد ۵ ص ۲۷۸ :

یکرہ الانحناء للسلطان وغیرہ[3] بادشاہ ہو خواہ کوئی اس کے لئے جھکنا منع ہے۔

۱۲۵ : فتاوی کبری للامام الہیتمی : الانحناء بالظہر یکرہ[4] پیٹھ جھکانا مکروہ ہے۔

۱۲۶ : عالمگیریہ جلد ۵ ص ۳۶۹ (۱۲۷) فتاوی امام تمرتاشی سے :

یکرہ الانحناء عند التحیۃ وبہ ورد النہی[5] سلام کرتے جھکنا منع ہے حدیث میں اس سے ممانعت فرمائی ہے۔

نوع دوم متعلق مزارات۔ یہ بھی تین قسم :

قسم اول : مزارات کو سجدہ یا ان کے سامنے زمین چومنا حرام اور حد رکوع تک جھکنا ممنوع۔

نص ۱۲۸ : منسک متوسط علامہ رحمۃ اللہ تلمیذ امام ابن الہمام (۱۲۹) مسلک متقسط شرح ملا علی قاری ص ۲۹۳ :

(لایمس عند زیارۃ الجدار) ولا یقبلہ (ولا یلتصق بہ ولا یطوف ولا ینحنی) زیارت روضۂ انور سید اطہر صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (رزقنا اللہ العود الیہا بقبولہ)

---

[1] فتاوی ہندیۃ کتاب الکراہیۃ الباب الثامن والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۳۶۹

[2] مجمع الانہر بحوالہ الفصول عمادی کتاب الکراہیۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۵۴۲

[3] ردالمحتار بحوالہ المحیط کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ دار احیاء التراث العربی ۵/۲۴۶

[4] الفتاوی الکبری لابن حجر مکی باب السیر دار الکتب العلمیہ بیروت ۴/۲۴۷

[5] فتاوی ہندیہ بحوالہ التمرتاشی کتاب الکراہیۃ الباب الثامن والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۳۶۹

ولا یقبل الارض فانه ای کل واحد (بدعة) غیر مستحسنة[1]

(ہمیں اللہ تعالٰی دوبارہ روضۂ اطہر کی زیارت نصیب فرمائے بشرطیکہ قبولیت ہو) کہ وقت نہ دیوارِ کریم کو ہاتھ لگائے، نہ چُومے، نہ اس سے چمٹے، نہ طواف کرے، نہ جھکے، نہ زمین چُومے کہ یہ سب بدعتِ قبیحہ ہیں۔

اقول (میں کہتا ہوں) بوسہ میں اختلاف ہے اور چھُونا چمٹنا اس کے مثل اور احوط منع اور علت خلافِ ادب ہونا،

لا ما قاله القاری فی القبلة انه من خواص بعض ارکان القبلة کیف وقد نصوا علی استحسان تقبیل المصحف وایدی العلماء وارجلهم والخبز۔

وہ بات نہیں جو مُلّا علی قاری سے بوسہ دینے کے بارے میں صادر ہوئی کہ وہ بعض ارکانِ قبلہ کے خواص میں سے ہے اور یہ کیسے ہوسکتا ہے اس لئے کہ ائمہ کرام نے مصحف شریف اور علمائے کرام کے ہاتھ پاؤں چُومنے کے مستحسن ہونے کی تصریح فرمائی، نیز روٹی کو بوسہ دینے کی صراحت فرمائی۔(ت)

اور جھکنے سے مراد بدستور تا حدِ رکوع، اور طواف سے یہ کہ نفسِ طواف بغرض تعظیم مقصود ہو کما حققناہ فی فتاوٰنا بما لامزید علیه (جیسا کہ ہم نے اپنے فتاوٰی میں بڑی تفصیل سے اسکی تحقیق کردی کہ جس پر اضافہ نہیں ہوسکتا۔ت)

نص ۱۳۰: شرح لباب صفحہ مذکورہ:

اما السجدة فلا شك انها حرام فلا یغتر الزائر بما یری من فعل الجاهلین بل یتبع العلماء العاملین[2]

رہا مزارِ انور کو سجدہ وہ تو حرام قطعی ہے تو زائر جاہلوں کے فعل سے دھوکا نہ کھائے بلکہ علمائے باعمل کی پیروی کرے۔

نص ۱۳۱: زواجر عن اقتراف الکبائر جلد اول ص ۱۱۰:

قوله صلی الله تعالٰی علیه وسلم لا تتخذوا

رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد کہ

---

[1] المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط مع ارشاد الساری فصل ولیغتنم ایام مقامہ الخ دار الکتاب بیروت ص ۳۴۲

[2] " " " " " " " " " " " " " " " " " " "

قبری وثنا یعبد بعدی ای لا تعظموہ تعظیم غیرکم لاوثانھم بالسجود لہ اونحوہ فان ذلک کبیرۃ بل کفر بشرطہ۔[1]

میرے مزار اقدس کو پرستش کا بُت نہ بنانا اس سے یہ مراد ہے کہ اس کی تعظیم سجدے یا اسکے مثل سے نہ کرنا جیسے تمھارے اغیار اپنے بتوں کے لئے کرتے ہیں کہ سجدہ ضرور کبیرہ ہے بلکہ نیت عبادت ہو تو کفر۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔

قسم دوم: مزار کو سجدہ درکنار کسی قبر کے سامنے اللہ عزوجل کو سجدہ جائز نہیں اگرچہ قبلہ کی طرف ہو۔

نص ۱۳۲: طحطاوی علی الدر جلد اول ص ۱۸۲:

قولہ مقبرۃ لان فیہ التوجہ الی القبر غالبا والصلٰوۃ الیہ مکروھۃ۔[2]

مقبرے میں نماز مکروہ ہے کہ اس میں غالباً کسی قبر کو منہ ہوگا اور قبر کی طرف نماز مکروہ ہے۔

نص ۱۳۳: حلیہ امام ابن امیر الحاج قلمی اواخر مایکرہ فی الصلٰوۃ (۱۳۴) ردالمحتار جلد اول ص ۳۹۴:

المقبرۃ اذا کان فیھا موضع اعد للصلٰوۃ ولیس فیہ قبرولا نجاسۃ وقبلتہ الی قبر فالصلٰوۃ مکروھۃ۔[3]

قبرستان میں جب کوئی جگہ نماز کے لئے تیار کی گئی ہو اور وہاں نہ قبر ہو نہ نجاست مگر اس کا قبلہ قبر کی طرف ہو جب بھی نماز مکروہ ہے۔

نص ۱۳۵: مجتبٰی شرح قدوری (۱۳۶) بحرالرائق جلد دوم ص ۲۰۹ (۱۳۷) فتح اللہ المعین جلد اول ص ۳۶۲:

یکرہ ان یطاء القبراو یجلس اوینام علیہ اویصلی علیہ اوالیہ۔[4]

مکروہ ہے کہ قبر کو پامال کرے یا اس پر بیٹھے یا اس پر چڑھ کر سوئے یا اس پہ یا اس کی طرف نماز پڑھے۔ (ت)

(۱۳۸) حلیہ آخر کتاب (۱۳۹) شامی ص ۹۲۵:

---

[1] الزواجر عن اقتراف الکبائر کتاب الصلٰوۃ باب اتخاذ القبور مساجد الخ دارالفکر بیروت ۱/ ۲۴۶
[2] حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار ” دارالمعرفۃ بیروت ۱/ ۱۸۳
[3] ردالمحتار علی الدرالمختار ” داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۵۴
[4] فتح المعین باب الجنائز ۹/ ۳۶۲ و بحرالرائق بحوالہ المجتبٰی کتاب الجنائز ۲/ ۱۹۴

تکرہ الصلوۃ علیہ والیہ لورود النھی عن ذٰلک[1]

قبر پر اور قبر کی طرف نماز منع ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے اس سے ممانعت فرمائی۔

نص ۱۴۰ : تبیین الحقائق امام زیلعی جلد اول ص ۲۴۶ :

یکرہ ان یبنی علی القبر او یقعد علیہ او یصلی الیہ نھی علیہ الصلوۃ والسلام عن اتخاذ القبور مساجد[2]

قبر کے اوپر کوئی چنائی قائم کرنا یا قبر پر بیٹھنا یا اس کی طرف نماز میں منہ کرنا سب منع ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے قبروں کو محل سجدہ قرار دینے سے منع فرمایا۔

نص ۱۴۱ : زواجر جلد اول ص ۱۱۷ :

من ثم قال اصحابنا تحرم الصلوۃ الی قبور الانبیاء والاولیاء تبرکا و اعظاما[3]

اسی وجہ سے ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ انبیاء واولیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے مزارات شریفہ کی طرف نماز حرام ہے اگرچہ صرف تبرک وتعظیم کی نیت ہو۔

نص ۱۴۲ : ایضا ص ۱۱۶ (۱۴۳) بعض ائمہ نے گناہان کبیرہ متعلقہ بقبور میں فرمایا والصلوۃ الیھا[4] قبر کے سامنے نماز پڑھنا گناہ کبیرہ ہے۔

نص ۱۴۴ : ارشاد الساری امام احمد قسطلانی (۱۴۵) تحقیق امام ابو الفرج سے :

یحرم ان یصلی متوجھا الی قبرہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[5]

حرام ہے کہ مزار انور حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی طرف منہ کرکے نماز پڑھے۔

اقول (میں کہتا ہوں) رکوع سجود والی نماز میں قبر سامنے ہونے کی کراہت اس کی نماز

---

[1] ردالمحتار باب صلوۃ الجنائز دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۶۰۶

[2] تبیین الحقائق باب الجنائز فصل السلطان احق بصلوتہ المطبعۃ الکبرٰی بولاق مصر ۱/۲۴۶

[3] الزواجر عن اقتراف الکبائر کتاب الصلوۃ باب اتخاذ القبور مساجد دار الفکر بیروت ۱/۲۴۶

[4] " " " " " " " " " " "

[5] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری باب ھل تنبش قبور الخ دار الکتاب العربی بیروت ۱/۴۳۰

ہونے کے سبب نہیں نماز تو نماز جنازہ بھی ہے اور اس میں میت کا سامنے ہونا شرط ورنہ نماز ہی نہ ہوگی اور بغیر نماز دفن کردیا تو جب تک ظن سلامت ہے قبر پر نماز پڑھنا خود حکم شریعت ہے تو قطعاً یہ کراہت نماز کے سبب نہیں بلکہ رکوع وسجود کے باعث اور یقیناً معلوم کہ نماز کا رکوع وسجود اللہ عزوجل ہی کے لئے ہے اور مصلی یقیناً استقبالِ قبلہ ہی کی نیت کرتا ہے نہ کہ توجہ الی القبر کی، بااینہمہ صرف قبر کا سامنے ہونا اللہ تعالٰی کے لئے سجدہ کو ممنوع کرتا ہے تو خود قبر کو سجدہ کرنا یا اُسے سجدہ میں قبلہ توجہ بنانا کس درجہ سخت اشد ممنوع وحرام ہوگا، انصاف شرط ہے اور اس قسم کے نصوص اور نوع دوم کی احادیث کی باقی تقریر وتقریب آئندہ آتی ہے وباللہ التوفیق۔

قسم سوم: نماز تو نماز قبر کی طرف مسجد کا قبلہ ہونا منع ہے اگرچہ نمازی کا سامنا نہ ہو مثلاً امام کے سامنے کوئی ستون یا انگل بھر دل کی آدھ گز اونچی لکڑی ہو کہ جماعت کا سامنا نہ رہا، پھر بھی مسجد کے قبلے میں قبر کی ممانعت ہے جب تک بیچ میں دیوار حائل نہ ہو۔

نص ۱۴۶: محررِ مذہب امام محمد کتاب الاصل (۱۴۷) اُن سے محیط (۱۴۸) ان سے ہندیہ جلد ۵:

اکرہ ان تکون قبلۃ المسجد الی الحمام والقبر[1]

میں مکروہ رکھتا ہوں اسے کہ مسجد کا قبلہ حمام یا قبر کی طرف ہو۔

نص ۱۴۹: غنیہ شرح منیہ ص ۳۶۶:

یکرہ ان تکون قبلۃ المسجد الی حمام او قبر لان فیہ ترک تعظیم المسجد۔[2]

مکروہ ہے کہ مسجد کا قبلہ حمام یا قبر کی طرف ہو کہ اس میں مسجد کی بے تعظیمی ہے۔

نص ۱۵۰: خلاصہ جلد اول ص ۵۶:

یکرہ ان تکون قبلۃ المسجد الی حمام او قبر اذا لم یکن بین المصلی وبین ھذہ المواضع حائل

مکروہ ہے کہ مسجد کا قبلہ حمام یا قبر کی طرف ہو جبکہ محل نماز اور ان مواضع میں دیوار کی مثل کوئی حائل نہ ہو ہاں بیچ میں دیوار ہو تو

---

[1] فتاوٰی ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الخامس نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۳۱۹

[2] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی کراہیۃ الصلوٰۃ فروع فی الخلاصہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۳۶۶

کالحائط وان کان حائط لایکرہ[1] مکروہ نہیں۔

اقول وباللہ التوفیق (میں اللہ تعالٰی کی توفیق ہی سے کہتا ہوں) یہاں دو مسئلے ہیں:
ایک یہ کہ قبر کے سامنے نماز ممنوع ہے، یہ حکم عام ہے مسجد میں ہو خواہ مکان میں خواہ صحرا میں، اور اس کا علاج سُترہ ہے کہ انگلی کا دل [موٹائی] اور آدھ گز طول رکھتا ہو، یا صحرا میں مصلی خاشع کے موضع نظر سے دُور ہونا کما فی جامع المضمرات ثم جامع الرموز ثم رد المحتار ذ الطحطاوی علی مراقی الفلاح (جیسا کہ جامع المضمرات، جامع الرموز، فتاوٰی شامی اور طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے۔ ت) اور امام کا سُترہ ساری جماعت کو کافی ہے تمام کتب میں اس کی تصریح ہے، گنگوہی نے کہ عداوتِ اولیائے کرام سے اپنے فتاوٰی حصہ اول صفحہ ۳ میں یہ حکم لگایا کہ "قبرستان میں سب کے واسطے امام اور مقتدی کے سُترہ کی حاجت ہے سُترہ امام کا مقتدی کو کافی ہونا مرورِ حیوان اور انسان میں کافی ہے قبور کا حضور مشابہ بشرک وبُت پرستی ہے اس میں کفایت نہیں ہر ہر نمازی کے سامنے پردہ واجب ہے[2]" یہ شرع مطہر پر افترا اور دل سے شریعت گھڑنا ہے۔

دوسرا یہ کہ مسجد کا قبلہ جانب قبر نہ ہو، یہ حکم مسجد سے خاص ہے یہاں تک کہ گھر میں جو جگہ نماز کے لئے مقرر کرلیں جسے مسجد البیت کہتے ہیں اُس کے قبلہ میں حمام یا بیت الخلا ہو تو کچھ حرج نہیں نہ قبر میں مضائقہ، کما نص علیہ فی المحیط والھندیۃ وغیرھما (جیسا کہ محیط، فتاوٰی عالمگیری اور ان دو کے علاوہ باقی کتب میں ائمہ کرام نے صراحت فرمائی۔ ت) جبکہ نمازی کے سامنے سُترہ ہو اس لئے کہ یہ حکم تعظیم مسجد کے لئے ہے کما افادہ المحقق ابراھیم الحلبی (جیسا کہ محقق ابراہیم حلبی نے اس کا افادہ پیش کیا ہے۔ ت) اور وہ جگہ حقیقۃً مسجد نہیں یہاں تک کہ اس میں جنب کو جانا بلکہ جماع بھی جائز ہے، ذخیرہ وحلیہ وغیرہما میں ہے:

لیس لمساجد البیوت حکم المساجد الا تری انہ یدخلہ الجنب من غیر کراھۃ ویأتی فیہ اھلہ ویبیع ویشتری	گھروں کی مساجد کا حقیقی مساجد جیسا حکم نہیں، کیا تم نہیں دیکھتے کہ مساجد بیوت میں بغیر کراہۃ جنبی (ناپاک) داخل ہوسکتا ہے اور وہاں

---

[1] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الصلوٰۃ الفصل الثانی مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/ ۶۰
[2] فتاوٰی رشیدیہ باب قضاء الفوائت محمد سعید اینڈ سنز مسافر خانہ کراچی ص ۲۸۸

من غیر کراھة۔[1]

وہ اپنی منکوحہ سے ہمبستری بھی کرسکتا ہے پھر اس میں بلاکراہت خرید وفروخت بھی ہوسکتی ہے۔ (ت)

مسجد حقیقی میں یہ کراہت نہ بُعد قلیل سے زائل ہو نہ اس سُترہ سے بلکہ دیوار درکار،

کما سمعت فظھر الجواب وللّٰہ الحمد عما اورد المحقق الحلبی فی الحلیۃ اذ قال لقائل ان یقول لایلزم من مفارقۃ مساجد البیوت لمساجد الجماعات فی الاحکام المذکورۃ عدم کراھۃ الاستقبال المذکور فی الصلوٰۃ فی البیوت بلاحائل بنیہ وبین ذٰلک بل ینبغی ان یکون ھذا مما یساوی فیہ الصلوٰۃ فی البیوت والصلوٰۃ فی مساجد الجماعات فلیتأمل اھ[2] وتقریر الجواب ظاھر مما قررنا فالتفرقۃ التی ذکر فی المحیط وغیرہ غیر قائمۃ والتسویۃ التی یریدھا المحقق حاصلۃ والحمد للّٰہ وعلٰی حبیبہ واٰلہ الصلوات الکاملۃ اٰمین۔

اللہ تعالٰی ہی کے لئے ستائش وخوبی ہے، لہذا اُس اِشکال کا جواب بالکل ظاہر اور واضح ہوگیا کہ جس کو محقق حلبی نے "الحلیہ" میں ذکر فرمایا کہ کسی کہنے والے کے لئے یہ گنجائش ہے کہ وہ یوں کہے کہ احکامِ مذکورہ میں مساجد بیوت (گھروں کی مسجدیں) اور مساجدِ جماعات (وہ مساجد جو نماز باجماعت کے لئے تعمیر ہوئیں) میں فرق بیان کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اگر لوگ گھروں کی مساجد میں آڑ اور پردہ کے بغیر نماز پڑھیں تو قبلہ کی طرف منہ کرنے میں کراہت نہ ہو (بلکہ اِس صورت میں ضرور کراہت ہونی چاہیے) بلکہ مناسب اور موزوں یہ ہے کہ اس حکم میں مسجدِ بیت اور مسجد جماعات دونوں برابر اور مساوی ہوں، اس کو سوچنا چاہیے اھ، جو کچھ ہم نے ثابت کیا اس سے تقریر جواب ظاہر ہوگئی، لہذا وہ تفرقہ جو محیط وغیرہ میں ذکر کیا گیا وہ قائم نہیں۔ اور وہ "تسویہ" جو محقق موصوف چاہتے ہیں وہ حاصل ہے، جملہ انواعِ تعریف اللہ تعالٰی کے لئے ثابت ہیں۔ اور اللہ تعالٰی کے محبوب کریم اور ان کی تمام آل پر کامل رحمتیں نازل ہوں، آمین۔ (ت)

ہم اس مختصر بیان کو چار فصل کرتے ہیں:

فصل اول اصحابہ وائمہ واولیاء وکتب پر بکر کے افترا خود اسی کے مستندات اور اجماع وفقہ و

---

[1]

[2] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

جماہیر اولیاء سے تحریم سجدہ تحیت کا ثبوت۔

31

فصل دوم : رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بکر کے افترا۔ حدیثوں سے تحریم سجدہ کا ثبوت۔

فصل سوم : اللہ عزوجل پر بکر کے افترا۔ خود اس کے منہ قرآن عظیم سے تحریم سجدہ کا ثبوت۔

فصل چہارم : سجدۂ آدم و یوسف علیہما الصلوٰۃ والسلام کی بحث اور دلائل قاہرہ سے بطلان استدلال مجوزین کا ثبوت۔

وباللہ التوفیق والوصول الی ذری التحقیق (اور اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے حصولِ توفیق ہے اور تحقیق کی چوٹی تک رسائی حاصل ہوسکتی ہے۔ت) ہر فصل میں اس کے متعلق بکر کے اور کمالاتِ کثیرہ کا بھی اظہار ہوگا کہ مسلمان دھوکے سے بچیں وباللہ الھادی (اور اللہ تعالےٰ ہی سیدھی راہ دکھانے والا ہے۔ت)

فصل اول صحابہ و ائمہ و اولیا و کتب بکر کے افترا خود اس کے مستندات اور اجماع و فقہ و جماہیر اولیائے سے تحریم سجدۂ تحیت کا ثبوت

(۱) بکر نے ص ۱۳ میں عالمگیریہ کی جلد خامس باب ۲۸ صفحہ ۳۷۸ کی طرف نسبت کیا :

قال الامام ابو منصور اذا قبل احد بین یدی احد الارض او انحنی لہ او طأطأ لہ راسہ فلاباس بہ لانہ یرید تعظیمہ لاعبادتہ۔

امام ابومنصور نے فرمایا اگر کوئی شخص کسی کے آگے زمین چُومے یا اس کے لئے جُھکے یا اپنا سر جھکائے تو اس طرح کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اِس سے وہ اس کی تعظیم کا ارادہ رکھتا ہے نہ کہ اس کی عبادت کرنے کا۔(ت)

یہ محض افترا ہے، عالمگیری میں اصلاً اس عبارت کا نشان نہیں نری خود ساختہ ہے کیا امر دین میں اغوا عوام کے لئے ایسی حرکات کسی مسلمان کہلانے والے کو زیبا ہیں۔

(۲) جلد خامس (۳) باب ۲۸ (۴) ص ۳۷۸ یہ تین شدید جرأتیں ہیں کذب صریح اور اتنی جسارت و شوخ چشمی سے کہ پوری تعیین مقام بھی کر دی جائے۔ (۵) اسی عالمگیری کی اسی جلد خامس کتاب الکراہیۃ باب ۲۸ ص ۳۶۸ میں ہے :

من سجد للسلطان علی وجہ التحیۃ اوقبل الارض بین یدیہ لایکفر ولکن یأثم لارتکابہ الکبیرۃ ھو المختار کذا فی جواھر الاخلاطی[1]

یعنی جواہر الاخلاطی میں ہے بادشاہ کے لئے سجدۂ تحیت یا اس کے سامنے زمین چومنے سے مذہبِ مختار میں کافر تو نہ ہوگا ہاں گنہگار ہوگا کہ اس نے کبیرہ کا ارتکاب کیا۔

اسے چھوڑا، ایک خیانت۔

(۶) اُسی میں وہیں ص ۳۶۹ میں ہے:

وفی الجامع الصغیر تقبیل الارض بین یدی العظیم حرام وان الفاعل والراضی آثمان کذا فی التتارخانیۃ۔[2]

یعنی جامع الصغیر پھر تاتارخانیہ میں ہے بڑے کے آگے زمین چُومنا حرام ہے اور چومنے والا اور وہ کہ اس پر راضی ہوا بیشک دونوں مجرم ہیں۔

دو خیانت۔

(۷) اسی میں اس کے متصل ہے:

وتقبیل الارض بین یدی العلماء والزھاد فعل الجھال والفاعل والراضی آثمان کذا فی الغرائب[3]

یعنی غرائب میں علماء ومشائخ کے سامنے زمین بوسی جاہلوں کا کام ہے اور فاعل و راضی دونوں گنہگار۔

تین خیانت (۸) اسی کے متصل ہے:

الانحناء للسلطان اولغیرہ مکروہ لانہ یشبہ فعل المجوس کذا فی جواھر الاخلاطی[4]

یعنی جواھر اخلاطی میں ہے بادشاہ خواہ کسی کے لئے جھکنا مکروہ ہے کہ فعل مجوس کے مانند ہے۔

چار خیانت اقول (میں کہتا ہوں) یہاں جھکنے سے بقدر رکوع جُھکنا مقصود ہے جس طرح رسم مجوس

---

[1] فتاوٰی ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب الثامن والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۳۶۸
[2] " " " " " " " ۵/۳۶۹
[3] " " " " " " " " "
[4] " " " " " " " " "

ہنود ہے۔

(۹) اسی کے متصل ہے:

ویکرہ الانحناء عند التحیۃ وبہ ورد النھی کذا فی التمرتاشی[1]

یعنی فتاوٰی امام تمرتاشی میں ہے سلام کرتے وقت جھکنا مکروہ ہے حدیث میں اس سے ممانعت آئی۔

پانچ خیانت۔ (۱۰) اسی کے متصل ہے:

تجوز الخدمۃ لغیر اللہ تعالٰی بالقیام و اخذ الیدین والانحناء ولا یجوز السجود الا للہ تعالٰی کذا فی الغرائب[1]

یعنی فتاوٰی غرائب میں ہے قیام اور مصافحے اور جھکنے سے غیر خدا کی خدمت جائز ہے اور سجدہ جائز نہیں مگر اللہ تعالٰی کے لئے۔

چھ خیانت **اقول** (میں کہتا ہوں) یہاں خفیف جھکنا مراد ہے کہ حدِ رکوع تک نہ پہنچے، حدیقہ ندیہ امام علام عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی میں ہے:

الانحناء البالغ حد الرکوع لا یفعل لاحد کالسجود ولا بأس بما نقص من حد الرکوع لمن یکرم من اھل الاسلام[2]

یعنی حدِ رکوع تک جھکنا غیر خدا کے لئے جائز نہیں جیسے سجدہ اور حدِ رکوع سے کم میں حرج نہیں کہ کسی اسلامی عزت والے کے لئے جھکیں۔

عالمگیری میں اگر کچھ نہ ہوتا تو دل سے عبارت گھڑ کر اس کے سر باندھنی تہمت تھی نہ کہ اس میں یہ ظاہر عبارات اپنے خلاف موجود ہوں اور اسی جلد اسی باب میں ہوں پھر وہ شدید جرأت ہزار افترا کا ایک افترا ہے۔

(۱۱) پھر کہا ص۱۳ اس کے بعد اسی کتاب میں لکھا ہے:

وقد تبین بذلک ان وضع الجباہ بین یدی المشائخ جائز بلا ریب۔

بیشک اس سے ظاہر اور واضح ہو گیا کہ مشائخ کرام کے رُو برو زمین پر اپنی پیشانیاں رکھ دینا بلاشک شبہ جائز ہے۔

---

[1] فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراہیۃ الباب الثامن والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/۳۶۹

[1] "

[2] الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ الخلق الثانی عشر مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/۵۴۷

اور ایک عبارت ۳ سطر کی گھڑلی۔ یہ بھی نرا کذب ہے۔

(۱۲) اُسی طرح ستّواں افترار کا ایک ہے۔

(۱۳) صفحہ ۱۴ میں جامع صغیر کی طرف نسبت کیا:

لاباس بوضع الخدین بین یدی المشائخ۔ مشائخ کے سامنے رخساروں کو رکھنے میں حرج نہیں۔ (ت)

یہ بھی خالص دروغ۔

(۱۴) ویساہی سوافترا کے برابر ہے جامع صغیر کی عبارت ابھی گزری کہ زمین چومنا حرام ہے نہ کہ زمین پر رخسارے رکھنا۔

(۱۵) اسی صفحہ میں فتاوٰی عزیزیہ کی نسبت ادعا کیا کہ "اُس میں بہت شرح وبسط سے تعظیمی سجدہ کی اباحت پر زور دیا ہے" یہ بھی صریح ہٹ دھرمی ہے، فتاوٰی عزیزیہ میں بعد ذکر شبہات یہ جواب قاطع دیا کہ اجماع قطعی ست بر تحریم سجدہ یعنی غیر خدا کو سجدہ تحیت حرام ہونے پر اجماع قطعی قائم ہے۔

(۱۶) تو یہ بھی ستّواں افترا کے مثل ہے۔

(۱۷) یہیں یہی مضمون فتاوٰی سراجیہ کی نسبت کیا، یہ بھی خالص جھوٹ ہے سراجیہ میں بہت شرح وبسط درکنار اس کا نشان تک نہیں۔

(۱۸) یہی ادعا شرح مشکوٰۃ شیخ محقق کی نسبت کیا، یہ بھی محض بہتان۔ اُسی میں تو یہ ہے سجدہ برائے زندہ باید کرد کہ ہرگز نمیرد و ملک او زائل نگردد[2] (سجدہ اُس زندے (خدا) کے لئے کرنا چاہئے جو کبھی مرتا نہیں، اور اس کی بادشاہی کبھی زوال پذیر نہیں ہوتی۔ ت)

(۱۹) صفحہ ۱۲ میں عالمگیری سے نقل کیا:

وان امروہ بالسجود للتحیۃ والتعظیم لاللعبادۃ فالافضل لہ ان یسجد۔ اگر کفار نے کسی کو سجدہ تحیۃ اور تعظیمی کرنے کا نہ کہ سجدہ عبادت کرنے کا، تو افضل یہ ہے کہ وہ سجدہ کرے اھ۔ (ت)

اور اس کی یہ سرخی دی "تعظیمی سجدہ کرنا افضل ہے" یعنی وہی سجدہ جس کی بحث ہے کہ بحالت اختیار زید

---

[1] فتاوٰی عزیزیہ سجدہ تحیۃ مطبع مجتبائی دہلی
[2] اشعۃ اللمعات اول ص ۱۰۷

عمرو کو سجدۂ تحیت کرے، اسے عالمگیری میں افضل لکھا، یہ بھاری خیانت ہے۔ عالمگیری کی عبارت یہ ہے:

ولو قال اهل الحرب للمسلم اسجد للملك والا قتلناك قالوا ان امروه بذلك للعبادة فالافضل له ان لا یسجد کمن اکره علی ان یکفر کان الصبر افضل۔[1]

یعنی اگر حربی کفار مسلمان سے کہیں کہ بادشاہ کو سجدہ کرو ورنہ ہم تجھے قتل کردیں گے، یہ جبر اگر انھوں نے سجدۂ عبادت پر کیا تو افضل یہ ہے کہ نہ کرے اور جان دے دے جیسے کفر پر اکراہ میں صبر افضل ہے[2] (اور اگر یہ جبر سجدۂ تحیت پر کیا تو افضل یہ ہے کہ کرلے اور جان بچالے)۔

اس کے بعد وہ عبارت ہے وان امروہ بالسجود للتحیۃ[2] (اگر دارِ حرب والے اسے سجدہ تحیت کرنیکا حکم دیں ت) اول سے وہ ساری عبارت اُڑادی کہ عوام نہ جانیں کہ کلام حالتِ اکراہ میں ہے جہاں یہ جانتا ہو کہ نہ کرے تو قتل کیا جائے گا، ایسی جگہ جان بچالینے کو افضل کہا ہے۔

(۲۰) غالباً ایسا حوالہ دینے والا سوئر اور شراب بھی بحالت اختیار حلال کرلے گا کہ آخر بحالت اضطرار اُن کی اباحت تو خود قرآن عظیم میں ہے۔

(۲۱) یہاں تک تو خیانت ہی تھی اب کمال سفاہت و خودکشی ملاحظہ ہو اُس عبارت سے استناد کیا جو اس کے زعم باطل کی پوری قاتل ہے سجدۂ تحیت پر قتل سے اکراہ ہو اس وقت سجدہ کرلینا صرف افضل کہا، معلوم ہوا کہ جائز یہ بھی ہے کہ نہ کرے اور قتل ہوجائے۔ تو ظاہر ہوا کہ سجدۂ تحیت ایسا سخت حرام ہے جس سے بچنے کو جان دے دینا اور قتل ہوجانا روا ہے تو سوئر کھانے سے بھی سخت تر حرام ہوا کہ مضطر یا مکرہ اگر اسے بقدر ضرورت نہ کھائے اور مرجائے یا مارا جائے گنہگار مرے کما نصوا علیہ قاطبۃ (جیسا کہ بالاتفاق اُن سب نے اس کی تصریح فرمائی۔ ت)، عالمگیری میں ہے:

السلطان اذا اخذ رجلا و قال لا قتلنك او لتأكلن لحم هذا الخنزیر یفترض علیه التناول فان لم یتناول حتی قتل کان آثما۔[3]

اگر بادشاہ نے کسی شخص کو گرفتار کیا اور کہا کہ اس سور کا گوشت کھایئے ورنہ میں تجھے قتل کردوں گا تو اس پر کھانا فرض ہے، اگر اس نے نہ کھایا یہاں تک وہ قتل کردیا گیا تو وہ گناہگار ہوگا۔ (ت)

---

[1] و [2] فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراہیۃ الباب الثامن والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۶۹
[3] فتاوٰی ہندیۃ کتاب الاکراہ الباب الثانی " " " ۵/ ۳۸

درمختار میں ہے :

اکرہ علی اکل لحم خنزیر بقتل او قطع عضو او ضرب مبرح فرض فان صبر فقتل اثم [1]

قتل یا قطع اندام یا ضرب شدید کی دھمکی دے کر سور کے گوشت کھانے پر مجبور کیا گیا تو اس پر کھانا فرض ہے (پھر اگر اس نے نہ کھایا) اور صبر کیا تو گناہگار ہوگا۔ (ت)

اکلِ خنزیر میں اگر اتنا ہی اکراہ ہو کہ نہ کھایا تو انگلی کاٹی جائے تو کھانا فرض، کھائے گا تو گنہگار، اور غیر خدا کو سجدۂ تحیت میں اگر قتل سے اکراہ ہو جب بھی سجدہ ضرور نہیں اور جان دے دینی جائز اگرچہ بہتر حفظ جان تھا، کتنا فرق عظیم ہوا اور ہونا ہی تھا کہ اکلِ خنزیر میں عبادت غیر کی مشابہت نہیں بخلاف سجدہ تو اس کا دوسرے کے لئے کرنا واحد قہار جل وعلا کے خاص حق پر دست درازی ہے۔ آدمی انصاف و دین رکھتا ہو تو صرف یہی نمبر اُس کی ہدایت کو بس ہے ولا یزید الظلمین الا خسارا (ظالموں کو سوائے نقصان اور گھاٹے کے کچھ نہیں بڑھاتا۔ ت)

(۲۲) پھر کہا "اس قسم کا مضمون فتاوٰی قاضی خاں میں بھی ہے" اس قسم کا مضمون نہیں بلکہ وہ عبارت ہی فتاوٰی قاضی خاں کی ہے عالمگیری نے اُسی سے نقل کی ہے تو اس کا حوالہ بھی وہی سخت فریب دہی ہے۔

(۲۳) نہیں نہیں نری فریب دہی نہیں بلکہ خودکشی اور اپنے منہ اپنے زعم باطل کی پوری بیخکنی بکر مذکور نے اسی تحریر ص ۱۲ میں کہا ہے "ہدایہ، ردالمحتار، فتاوٰی قاضی خان نہایت معتبر کتابیں ہیں، قرآن و حدیث کے غور و احقاق کے بعد ان کو مرتب کیا ہے" اُسی فتاوٰی قاضی خان سے ایک ہی صفحے بعد خود وہ عبارت پیش کی جس نے ثابت کر دیا کہ سجدۂ تحیت اکلِ خنزیر سے بھی بدتر حرام ہے عرب تو علی اہلہا کہتے تھے یہاں علی نفسہا تجی براقش۔

(۲۴) یہ تو فتاوٰی قاضیخان کا فیصلہ تھا بکر کی دوسری مسلم کتاب ممدوح کتاب منقح کتاب ردالمحتار کی سنئے درمختار میں فرمایا :

ما یفعلونہ من تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام

علماء و بزرگان کے سامنے زمین بوسی جو لوگ کرتے ہیں حرام ہے اور کرنے والا اور اس پر

[1] درمختار کتاب الاکراہ مطبع مجتبائی دہلی ۲/۱۹۶

والفاعل والراضي به آثمان لانه یشبه عبادة الوثن [1] — راضی ہونے والا دونوں گنہگار ہیں اس لئے کہ وہ بت پرستی کے مشابہ ہے۔

ایسی عمدہ پُر تحقیق کتاب ردالمحتار نے اسے مقرر رکھا۔

(۲۵) پھر درمختار میں فرمایا:

وھل یکفران علی وجه العبادة والتعظیم کفر وان علی وجه التحیة لا وصار آثما مرتکبا للکبیرة [2] — یعنی آیا زمین بوسی سے کافر ہوگا یا نہیں، اگر بطور عبادت وتعظیم ہے کافر ہو جائے گا اور اگر بطور تحیت ہے کافر نہ ہوگا۔ ہاں مجرم ومرتکب کبیرہ ہوگا۔

اس پر اُسی نہایت معتمد کتاب ردالمحتار نے فرمایا:

تلفیق لقولین قال الزیلعی وذکر الصدر الشھید انه لایکفر بھذا السجود لانه یرید به التحیة وقال شمس الائمة السرخسی ان کان لغیر الله تعالیٰ علیٰ وجه التعظیم کفر اھ قال القھستانی وفی الظھیریة یکفر بالسجدة مطلقا [3] — خلاصہ یہ کہ یہاں دو قول تھے، ایک یہ کہ سجدہ سے مطلقاً کافر ہو جائے گا یہی فتاوٰی ظہیریہ میں ہے۔ اور امام شمس الائمہ سرخسی بھی سجدۂ تعظیمی کو مطلقاً کفر فرماتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ مرتکب کبیرہ ہوگا مگر کفر نہیں، امام صدر شہید نے اسی کو اختیار فرمایا اس لئے کہ اس سے تحیت مقصود ہوتی ہے نہ کہ عبادت۔

شارح نے ان دونوں قولوں کو یُوں جمع فرمایا کہ کافر کہنے والوں کی مراد وہ ہے کہ بروجہ عبادت ہو، اور صرف گناہ کبیرہ کہنے والوں کی مراد وُہ ہے کہ محض بروجہ تحیت ہو۔ کہئے اس اعلیٰ معتمد کتاب نے بھی دُوہی قول بتائے کفر یا گناہ کبیرہ۔ جواز کا بھی کہیں پتا دیا۔

(۲۶) پھر اسی پُر تحقیق کتاب نے اور رجسٹری کی، اس کے متصل فرمایا:

وفی الزاھدی الایماء فی السلام الی قریب — یعنی مجتبیٰ میں ہے کہ سلام میں رکوع کے قریب

---

[1] درمختار کتاب الحظر والاباحة باب الاستبراء وغیرہ مطبع مجتبائی دہلی ۲/۲۴۵

[2] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

[3] ردالمحتار 〃 〃 〃 〃 داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/۲۴۶

الرکوع کالسجود وفی المحیط انہ یکرہ الانحناء للسلطان وغیرہ [1]

تک جھکنا بھی سجدے کے مثل ہے ، اور محیط میں فرمایا کہ بادشاہ وغیرہ کسی کے لئے جھکنا ہو منع ہے۔

(۲۷) ہنوز بس نہیں چند سطر بعد اقسامِ بوسہ میں فرمایا:
حرام للارض تحیۃ وکفر لہا تعظیماً [2]۔

زمین بوسی بطورِ تحیت حرام ہے اور بطورِ تعظیم کفر۔

افسوس کہ خود بکر کی معتمد کتابیں زعمِ بکر کو کیسا کیسا باطل کر رہی ہیں و للہ الحمد اور آگے آگے دیکھئے کیا ہوتا ہے فصل چہارم آنے دیجئے۔

(۲۸) صـ۲۳ "سجدہ تعظیمی تمام بزرگوں کو کیا جاتا تھا" یہ جھوٹ، لاکھوں جھوٹ کا ایک جھوٹ، اور عامۂ اولیائے کرام پر تہمت ہے جس کا رُد خود اُسی کی مستند سے عنقریب آتا ہے۔

(۲۹ تا ۴۵) صفحہ ۲۲ "ہر خاندان ہر سلسلہ کے بزرگوں کو تعظیمی سجدہ کرنے کا ثبوت کتابوں میں ہے" حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر افترا، حضرت شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی پر افترا، حضرت بہاؤ الحق والدین نقشبندی پر افترا، حضرت شیخ عبدالواحد بن زید پر افترا، حضرت خواجہ فضیل بن عیاض پر افترا، حضرت ابراہیم بن ادہم پر افترا، حضرت ہبیرہ بصری پر افترا، حضرت سید الطائفہ جنید پر افترا، حضرت حبیب عجمی پر افترا، حضرت ممشاد دینوری پر افترا، حضرت بایزید بسطامی پر افترا، حضرت معروف کرخی پر افترا، حضرت سری سقطی پر افترا، سلطان ابواسحٰق گازرونی پر افترا، حضرت نجم الدین کبریٰ پر افترا، حضرت علاؤ الدین طوسی پر افترا، حضرت ضیاء الدین عبدالقاہر پر افترا، یہ حضرات سلسلوں اور خانوادوں کے سردار ہیں ثبوت دے ان کو کب سجدہ ہوا اور انھوں نے جائز رکھا۔ یہ افترا بھی ہزاروں افتراؤں کا ایک ہے۔

(۴۶ تا ۴۸) ان سے بھی بدرجہا سخت سے سخت بیباکی یہ کہ "حضرت علی وصحابہ کبار سے لے کر تمام بڑے بڑے علماء مشائخ اولیاء سے سجدہ تعظیمی ثابت ہے" صـ۲۳۔ یہ مولیٰ علی پر افترا، صحابہ کبار پر افترا، تمام ائمہ کرام پر افترا۔ یہ تین افترا لاکھوں افتراؤں کا مجموعہ ہیں۔ بکر سچا ہے تو مولیٰ علی یا کسی

---

[1] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/۲۴۶
[2] " " " " " " " " " ۵/۲۴۶

صحابی یا کسی امام تابعی یا امام اعظم، امام شافعی، امام مالک، امام احمد، امام ابو یوسف، امام محمد، امام بخاری، امام مسلم یا ان کے یا ان کے کسی ایک شاگرد سے ثبوت صحیح دکھائے کہ انھوں نے کسی غیر خدا کو سجدہ کیا یا اسے جائز بتایا ورنہ قرآن مجید میں جو کچھ کا ذہن پر ہے اس سے ڈرے اور جلد سے جلد توبہ کرے، کذب فی الدنیا سے کذب فی الدین سخت تر ہے اور بحکم حدیث لعنتہ ملٰئکۃ السماء والارض[1] (اس پر آسمان وزمین کے فرشتوں کی لعنت ہے۔ ت) کا استحقاق ہے اور زید وعمرو پر افترا سے صحابہ وائمہ پر افترا خبیث تر ہے اور قرآن کریم میں انما یفتری الکذب الذین لایؤمنون[2] (جھوٹ وہی لوگ تراشتے (اور باندھتے ہیں) جو درحقیقت ایمان نہیں رکھتے۔ ت) کا احقاق ہے والعیاذ باللہ تعالٰی ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی الاعلٰی (اللہ تعالٰی کی پناہ، گناہوں سے بچنا اور حصولِ نیکی کی طاقت سوائے اللہ تعالٰی بلند وبالا کی توفیق دئے بغیر کسی میں نہیں۔ ت)

(۴۹) آگے افترا واختراع کی اور بھی پوری تند چڑھی کہ "ان سب کا اجماع مسئلہ سجدۂ تعظیمی میں ثابت ہے اور کوئی شخص انکار کی مجال نہیں رکھتا تو پس[عہ] اگر سجدۂ تعظیمی گمراہی بھی ہے تو اجماعِ امت سے گمراہی اس کی جاتی رہی" ص۲۳۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (یقیناً ہم اللہ تعالٰی کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ ت) سچ فرمایا حدیث مجید نے:

حبك الشیئ یعمی ویصم[3] کسی چیز کی محبت تجھے اندھا و بہرا کردیتی ہے۔ (ت)

تعصب آدمی کو اندھا بہرا کردیتا ہے۔ سچ فرمایا رب العزۃ عزجلالہ نے:

فانھا لاتعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور[4] آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں وہ دل اندھے ہوجاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

سجدۂ غیر پر امت کرشن کا فر کا ضرور اجماع ہے جس پنڈت سے چاہو پوچھ لو جس مندر میں چاہو دیکھ لو لیکن امتِ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم وسلم اس ملعون تہمت سے بری ہے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون[5] (عنقریب ظالموں کو معلوم ہوجائے گا کہ وہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ ت)

[عہ] تو بھی دو پس ہی لکھے، فصاحت، ف کہاں چھوڑی یوں کہا ہوتا فتوپس کہ تینوں زبانیں جمع ہوجاتیں ۱۲ منہ

[1] کنز العمال بحوالہ ابن عساکر عن علی حدیث ۲۹۰۱۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۱۹۳

[2] القرآن الکریم ۱۶/ ۱۰۵

[3] مسند احمد بن حنبل باقی حدیث ابی الدردا المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۱۹۴

[4] القرآن الکریم ۲۲/ ۴۶

[5] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

بلکہ ابھی بکر کے مستند فتاوٰی عزیزیہ سے سُن چکے کہ غیر کے لئے سجدۂ تحیت حرام ہونے پر اجماع قطعی ہے۔

(۵۰) طرفہ یہ کہ "گمراہی بھی ہے تو اجماع سے جاتی رہی" یعنی امت گمراہی پر اجماع تو کرلیتی ہے لیکن اس اجماع سے گمراہی کی کایا پلٹ ہوکر ہدایت ہوجاتی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون، زہے گمراہی وجنون، لایعقلون شیئا ولایھتدون[1] (نہ وہ کچھ سمجھتے ہیں اور نہ راہ پاتے ہیں۔ ت)

(۵۱) صفحہ ۲۰ پر لطائف اشرفی کی عبارت نقل کی اور اس کی ابتداء سے یہ عبارت چھوڑ دی:

اما وضع جبهه بین یدی الشیوخ بعضے از مشایخ روا داشتہ اما اکثر مشایخ اعراض کردہ اند و اصحاب خود را از ان امتناع ساختہ کہ سجدۂ تحیت درامت پیشین بود حال منسوخ ست[2]

مشایخ کرام کے سامنے پیشانی زمین پر رکھنا، بعض نے اس روایت کو جائز فرمایا لیکن اکثر مشایخ نے اس کا انکار کیا ہے (اور اس سے اظہارِ نفرت فرمایا) اور اپنے اصحاب کو اس سے منع فرمایا کہ سجدۂ تحیت پہلی اُمتوں میں جائز تھا لیکن اس اُمت میں منسوخ ہے۔ (ت)

یہ کتنی بھاری خیانت ہے اس کلام لطائف میں بہت لطائف تھے:

اولاً سجدۂ تحیت کی منسوخی جس کا بکر کو انکار ہے۔

ثانیاً بکر کے ادعائے کاذب اجماع کا رَد کہ اکثر اولیاء انکار سجدہ پر ہیں۔

ثالثاً بلکہ ممانعت سجدہ پر اجماع کا ثبوت کہ بکر نے خود اپنے ادعائے کاذب اجماع کی یونہی مرمت کی ہے کہ "اکثر کا اجماع ہے ولذلک ثم حکم الکل اکثر کے واسطے کل کا حکم ہے" ص ۲۴۔ اسی کی مستند لطائف سے ثابت ہوا کہ اکثر مشایخ کرام ممانعت سجدہ پر ہیں اور اکثر کے واسطے کل کا حکم ہے تو تحریم سجدہ پر اجماع اولیائے کرام ثابت ہوا اور اجماع علماء خود ظاہر، اور بکر کی دوسری مستند فتاوٰی عزیزیہ میں مصرح تو غیر خدا کے لئے سجدہ تحیت ہونے پر اولیاء وعلماء کا اجماع ہوا تو بکر خود اپنی مستندوں سے اجماع کا منکر اور علمائے کرام و اولیائے عظام سب کا مخالف ہے وکفٰی بہ خسرانا مبینا (اور یہی کھلا گھاٹا کافی ہے۔ ت)۔

رابعاً بکر کے اس کذب صریح وافترائے قبیح کا رَد کہ "سجدۂ تعظیمی تمام بزرگوں کو کیا جاتا تھا" ص ۲۳۔ وہ فرماتے ہیں جمہور اولیاء منع فرماتے تھے یہ کہتا ہے سب اولیاء روا رکھتے تھے ع

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

(دیکھو تو سہی راستے کا فرق کہ کہاں سے کہاں تک ہے۔ ت)

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۱۷۰

[2] لطائف اشرفی لطیفہ ہفدہم مکتبہ سمنانی کراچی حصہ دوم ص ۲۹

خامسًا الحمدُ للہ فوائد الفواد وغیرہ کی سند کا خود ہی جواب دے لیا جب جمہور اولیا ممانعت پر ہیں اور اکثر کے لئے حکم کل تو اجماعِ اولیا تحریم پر ہوا اجماع کے مقابل کوئی قول سند نہیں ہو سکتا خود بکر نے کہا "اجماع ثابت ہے کوئی شخص انکار کی مجال نہیں رکھتا" صہ۲۳۔

عبارات لطائف میں تین لطائف اور بھی ہیں آئندہ کا انتظار کیجئے لطائف کے اس کلام میں بکر پر یہ قاہر رد سمجھے کہ تمام کارروائی دریا بُرد تھی لہذا وہ ٹکڑا اصاف کتر لیا دین میں ایسی دغابازی کیا شانِ اسلام ہے۔

(۵۲) صہ۲۳ میں دلیل العارفین، فوائد السالکین، تحفۃ العاشقین کا نام لیا اور عبارت نقل نہ کی جہاں بحوالہ صفحہ عبارت نقل کی وہاں تو وہ صریح کذب جری کی راہ لی یہاں کیا اعتبار ہے اور اگر اُن میں وہ مضمون ہو اور بکر نے خیانت بھی نہ کی ہو تو **اولًا** اسی کا ثبوت درکار کہ یہ کتابیں حضرات منسوب الیہم رضی اللہ تعالٰی عنہم کی ہیں، بہت کتابیں محض جھوٹ نسبت کرکے چھاپ دی ہیں جس کا ذکر آخر فصل سوم میں آتا ہے۔

(۵۳) **ثانیًا** اگر بیان ثقات سے ثابت بھی ہو کہ اُن حضرات کی کوئی کتاب اس نام سے تھی تو بلاشبہہ یہ مشہور متداول نہیں بلکہ کتب غریبہ ہیں اور غریبہ پر اعتماد جائز نہیں، علامہ سید احمد حموی غمز العیون و البصائر شرح الاشباہ والنظائر میں محقق بحر صاحب بحرالرائق سے ناقل:

لایجوز النقل من الکتب الغریبۃ التی لم تشتہر[1]۔ | غیر مشہور کتابوں سے نقل جائز نہیں۔

فتح القدیر و بحرالرائق و نہرالفائق و منح الغفار وغیرہا میں ہے:

لووجد بعض نسخ النوادر فی زماننا لایحل عزو ما فیہا الی محمد ولا الی ابی یوسف لانہا لم تشتہر فی عصرنا فی دیارنا ولم تتداول نعم اذا وجد النقل عن النوادر مثلًا فی کتاب مشہور معروف کالہدایۃ والمبسوط کان ذلک تعویلا علی ذلک الکتاب[2]۔

اگر ہمارے زمانے میں نوادر کا کوئی نسخہ پایا جائے تو اس میں جو کچھ ہے اُسے ابویوسف یا محمد کی طرف نسبت کرنا حرام ہے اس لئے کہ وہ کتاب ہمارے زمانے میں یہاں مشہور و متداول نہیں ہاں نوادر سے اگر مثلًا ہدایہ یا مبسوط جیسی کسی مشہور معروف کتاب میں نقل ہو تو اُس نقل کا ماننا اس مشہور کتاب کے اعتماد پر ہوگا۔

اپنے زمانے میں غیر مشہور کی قید سے افادہ فرمایا کہ پہلے اگر مشہور بھی تھی تو اب معتبر نہیں، نہ کہ

---

[1] غمز عیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر خطبۃ الکتاب ادارۃ القرآن کراچی ۱/۱۶

[2] فتح القدیر کتاب ادب القاضی مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۶/۳۶۰

وہ رسالے کہ کبھی مشہور نہ تھے نہ ہیں، کسی الماری سے کوئی نسخہ نقل ہو کر چھپ جانا اُسے کتاب مشہور نہ کر دے گا۔

(۵۴) ثالثاً تمام مدارج طے ہونے کے بعد یہی جواب کافی ووافی کہ جمہور اولیاء وجمیع ائمہ منع پر ہیں تو اجماع ہوا اور اجماع کے خلاف اقوال شاذ مستند نہیں ہو سکتے۔

(۵۵) یہی مباحث معدن المعانی میں ہیں۔

(۵۶) جب بکر کی جرأتیں یہاں تک ہیں تو اس تحریف کی کیا شکایت کہ لطائف میں دربارۂ سجدۂ ملائکہ ملتقط سے نقل ہوا:

کان السجدۃ لہا طرفان طرف التحیۃ و طرف العبادۃ فالتحیۃ کانت لاٰدم والعبادۃ للّٰہ تعالٰی[1]۔

یعنی اُس سجدے کی دو طرفیں تھیں، طرفِ تحیت وطرفِ عبادت۔ ان میں تحیت تو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے تھی اور عبادت اللہ عزوجل کے لئے۔

اسے یوں بنا لیا[2] کہ "سجدہ کی دو قسمیں ہیں: ایک سجدۂ تحیت، ایک سجدۂ عبادت۔ پس سجدۂ تحیت آدمی کے لئے ہے اور سجدۂ عبادت خدا تعالٰی کے لئے" شاید وہی کے شاعر نے بکر ہی سے کہا تھا کہ ؎

عیار ہو بیباک ہو جو آج ہو تم ہو ۔۔۔ بندے ہو مگر خوف خدا کا نہیں رکھتے

(۵۷) ایسا ہی جل عبارت کشاف سے کھیلا اس کی اصل عبارت یہ ہے:

فان قلت کیف جاز لہم ان یسجد والغیر اللہ قلت کانت السجدۃ عندھم جاریۃ مجری التحیۃ والتکرمۃ کالقیام و المصافحۃ وتقبیل الید ونحوھا مما جرت علیہ عادۃ الناس من افعال شھرت فی التعظیم والتوقیر[2]۔

یعنی اگر تو کہے کہ یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اُن کے بیٹوں کو غیر خدا کے لئے سجدہ کیسے جائز ہو گیا، تو میں کہوں گا اُن کے یہاں سجدۂ تحیت کا رواج تھا جیسے قیام ومصافحہ ودست بوسی وغیرہ افعال تعظیم وتوقیر جن کا لوگوں میں رواج ہے۔

اسے یہ بنا لیا کہ ص ۱۳ "سجدہ تعظیمی قرنِ اول سے جاری ہے" اول تو رواج حال میں سجدہ کا نام

---

[1] لطائف اشرفی فی طوائف صوفی لطیفہ ہفدہم مکتبہ سمنانی کراچی حصہ دوم ص ۲۹

[2] الکشاف (تفسیر الزمخشری) تحت آیۃ ۱۲/۱۰۰ انتشارات آفتاب تہران ۲/ ۳۴۳

کہاں تھا قیام و مصافحہ و دست بوسی کا ذکر تھا جس کا صاف یہ مطلب کہ جیسے اب یہ افعال تحیت ہیں یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں سجدہ تحیت تھا، پھر جرت علیہ عادۃ الناس "سے اتنا ثابت کہ زمخشری کے زمانے میں ان کا رواج ہے قرن اول کا یہاں کون سا حرف تھا" نہ قرن اول میں قیام و دست بوسی عادت ناس تھی "وقوع خاص وعادت ناس میں جو فرق نہ کرے جاہل ہے تو یہ کشاف پر دوہرا افترا ہے۔

(۵۸) بلکہ اس کی عبارت میں بھی قطع و برید سے نہ چوکا" وہ جو اس نے سوال قائم کیا تھا کہ اگر تو کیے انھیں غیر خدا کے لئے سجدہ جائز ہوگیا صاف اڑا دیا جس سے کھلتا تھا کہ ہماری شریعت میں ناجائز ہے جس پر سوال ناشی ہوا، اگر ہماری شریعت میں بھی جائز ہوتا تو سوال کا کیا منشا تھا۔

(۵۹) اسی طرح کشاف میں عبادت و تحیت کا فرق بتا کر کہا:

یجوز ان یختلف الاحوال و الاوقات فیہ[1]
اس میں احوال و اوقات کا اختلاف ہوسکتا ہے۔

یعنی جب جائز تھا اب حرام۔ یہ کسے کہا "سجدہ تحیت کو یا سجدہ عبادت کو۔ کیا وہ بھی کسی زمانے میں غیر خدا کے لئے جائز ہوسکتا ہے، یہ ہے کل جمع کشاف کا کلام جس پر وہ صریح تہمت رکھدی کہ "بہت شرح و بسط سے تعظیمی سجدہ کی اباحت پر زور دیا ہے" ص۱۴۔ ؎

غرض او مفتری نتواں بر آمد ‌ ‌ ‌ ‌ کہ او از خود سخن می آفریند

(جھوٹ کہنے والے سے یہ نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ خود بات کو گھڑ لیتا ہے۔ ت)

(۶۰) شاہ عبدالعزیز صاحب کو قولی افترا کے ساتھ فعلی افترا سے بھی نہ چھوڑا کہ "وہ خود والدین و اولیاء اللہ کے مزارات پر سجدہ تعظیمی ادا کرتے تھے" ص۱۴۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین[2] اپنی برہان لاؤ اگر سچے ہو۔

(۶۱) یہ وہی شاہ عبدالعزیز صاحب ہیں جن کے فتاوٰی سے سُن چکے کہ سجدہ تحیت باجماع قطعی حرام ہے، یہ وہی شاہ صاحب ہیں جو تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں:

در امتہائے سابقہ جائز بود چنانچہ در قصہ
پہلی امتوں میں سجدہ تعظیمی جائز تھا جیسا کہ

---

[1] الکشاف عن حقائق التنزیل تحت آیۃ ۲/۳۴ انتشارات آفتاب تہران ۱/۲۷۳
[2] القرآن الکریم ۲/۱۱۱

حضرت یوسف و اخوانِ ایشاں واقع شدہ کہ وخروالہ سجداً در شریعت ما ایں طریق ہم فیما بین مخلوقات حرام ست بدلیل احادیث متواترہ کہ دریں باب وارد شدہ۔[1]

حضرت یوسف اور ان کے بھائیوں کے واقعہ میں مذکور ہے کہ انھوں نے یوسف کو سجدہ کیا، لیکن ہماری شریعت میں یہ طریقہ بھی لوگوں کا آپس میں اختیار کرنا حرام ہے اُن متواتر حدیثوں کی وجہ سے جو اس باب میں وارد ہوئیں۔ (ت)

تو یہ افترا بھی سوا افترا ہے۔

(۶۲) جس کی یہ قاہر تصریحیں ہوں اس کے ایک محاورہ کے لفظ مسجودِ خلائق کو معنی حقیقی شرعی پر حمل کرنا اور اس سے اس کے نزدیک جواز نکالنا صریح ہٹ دھرمی ہے یوں تو شاہ صاحب سے بدرجہا اعلم و اعظم حضرت شیخ محقق مولنا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی مدارج شریف میں ہے رب عزوجل نے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نسبت فرمایا:

تسمیہ کردم اورا محمد و احمد و محمود دگر وانیدم اورا عابد و معبود۔[2]

میں نے ان کا نام محمد، احمد اور محمود رکھا۔ اور میں نے ان کو عابد اور معبود بنایا (یعنی خدا کی عبادت کرنے والا اور لوگوں کا محبوب اور مخدوم)۔ (ت)

اب یہاں بھی کہنا کہ حضرت محدث دہلوی "معبود" کا لفظ کسی بندے کے حق میں لکھتے ہیں یا کسی خدا کے سجدۂ تحیت بالائے طاق عبادتِ مخلوق بھی جائز کرلینا۔ اور یہ "کسی خدا" بھی عجیب لفظ ہے معلوم نہیں بکر کے نزدیک کتنے خدا ہیں شاید کرشن مت کے چھپن کروڑ لئے ہوں۔

(۶۳) بکر نے جو مضمون فوائد الفواد سے نقل کیا بعینہٖ یہی مضمون سیرالاولیاء میں حضرت سلطان الاولیا رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:

وریں حال کہ او پیش ما بود وحید الدین قریشی درآمد و سر بر زمین نہاد شیخ سعدی خوش گوید ؎

ہر جا کہ روئے زندہ دلے بر زمین تست
ہر جا کہ دست غمزدہ در دعائے تست

اسی حال میں کہ جب وہ میرے سامنے تھا وحید الدین قریشی آیا اور اس نے سر زمین پر رکھا۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کیا خوب فرماتے ہیں: ؎

"جس جگہ چہرہ تازہ ہو تو وہ تیری زمین پر بچھا ہے

---

[1] فتح العزیز (تفسیر عزیزی) تحت آیۃ ۲/۳۴ مطبع مجتبائی دہلی ص ۱۷۷

[2] مدارج النبوۃ

بزرگے دیگر گوید ؎

شعاع روز بھی تابد از جبین کسے
کہ در پرستش تو بر نہد بخاک جبین[1]

اور جس جگہ غمزدہ ہو تو یا تھ تجھ سے دُعا کیلئے ہیں۔"
ایک دوسرے بزرگ فرماتے ہیں ؎
"ابد تک روشن شعاع کسی کی پیشانی سے پھوٹتی ہیں کہ تیری پرستش کے لئے وہ پیشانی زمین پر رکھ دیتا ہے۔" (ت)

یہاں تو نہ زرا مسجود بلکہ پرستش موجود، اب کہہ دینا کہ حضرت سلطان الاولیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ معاذ اللہ غیر خدا کے لئے سجدۂ عبادت روا جانتے تھے جیسے یہاں پرستش بمعنی عبادت نہیں بلکہ خدمت، یونہی وہاں مسجود بمعنی مخدوم و مطاع۔ یہ خود مشہور معنی ہیں اور عام محاورہ میں مستعمل، مگر عناد کا کیا علاج۔

(۶۴) بکر کو ہر قسم اختراع میں کمال ہے لغت میں بھی اجتہاد ہے، لفظ کے معنی بھی دل سے تراش لئے جاتے ہیں، عالمگیری پر افترائی عبارت نمبر اول میں یہ لفظ گھڑے "او طاطا راسہ فلا باس" جس کا صاف ترجمہ یہ تھا "یا سر خم کیا تو حرج نہیں" "اُسے یہ بنالیا" "یا اپنے سر کو زمین پر رگڑے تو کچھ مضائقہ نہیں"۔ بکر سے پوچھئے طاطا کا ترجمہ "زمین پر رگڑنا" کہاں کی زبان ہے۔ مقام حیرت ہے جب اصل عبارت ہی اپنی ساختہ پرداختہ تھی جس کا عالمگیری میں نقل نہ پڑا تو سرے سے اوسجد لہ کیوں نہ گھڑ لیا اس کی کیا ضرورت آڑے آئی کہ لفظ طاطا رکھ کر ترجمہ بھی جھوٹا کرے مگر یہ کہ اختراع میں اپنی مہارت دکھائی کہ عبارت بھی دل سے تراشیں پھر اس جھوٹ کا ترجمہ بھی جھوٹ در جھوٹ گھڑیں ظلمٰت بعضھا فوق بعض[2] (اتنے زیادہ اندھیرے ہیں کہ وہ ایک دوسرے پر چھائے ہوئے ہیں۔ ت)

(۶۵) سیر الاولیا میں تھا: مرید زمین بوسید[3]، اس کا ترجمہ یہ تراشا گیا: "مرید زمین پر سر بسجود ہو گیا"۔ اگر ترجمہ کتاب پر ہے حسب عادت بکری افترا ہے تو ظاہر ورنہ فحوائے حدیث صحیح مسلم فھو احد الکاذبین[4] (تو وہ ایک جھوٹا ہے۔ ت) فقد وقت ہے لطائف میں تھا "بعضے اصحاب روایت شرعی ہم آوردہ آند" جس کا ترجمہ بکر نے یہ کیا "بعض اصحاب شرع کی روایت بھی لاتے ہیں" کہ استمرار پر دلالت کرے حالانکہ اس کا حاصل صرف اس قدر کہ کوئی صاحب اس پر روایت شرعی بھی لائے

---

[1] سیر الاولیار باب ششم نکتہ دربیان اعتقاد مرید الخ موسسۃ انتشارات اسلامی لاہور ص ۳۵۰
[2] القرآن الکریم ۲۴/۴۰
[3] سیر الاولیار باب ششم موسسۃ انتشارات اسلامی لاہور ص ۳۵۰
[4] لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی لطیفہ ہفدہم مکتبہ سمنانی کراچی حصہ دوم ص ۲۹

جس سے ظاہر کہ مصنف لطائف نے نہ وہ روایت آپ دیکھی نہ اس پر ایسا اعتماد کہ جزماً فرماتے کہ یہاں روایت شرعی بھی ہے بلکہ ایک شخص مجہول کا حوالہ دیا یہ سند نہیں ہوسکتا کہ ارشاد حضرت قدوۃ الکبرا تو درکنار قولِ صاحبِ لطائف بھی نہیں، نہ ناقل معلوم بلکہ مجہول الاسم والمسمّٰی۔

(۶۶ تا ۶۹) اُس ناقل مجہول کی نقل کی حالت یہاں سے کھلتی ہے کہ اُس نے ایک مضمون میں نقل کیا کہ نبی و پیر و بادشاہ و والدین و مولیٰ کو سجدۂ تحیت جائز ہے اور بے دھڑک کہہ دیا "یہ سب بیان فتاوٰی قاضیخان اور صغیر خانی اور تیسیر اور سراجی اور خانی اور کافی میں ہے"، فتاوٰی قاضی خان پر افترا، صغیر خانی پر افترا، سراجی پر افترا، ھاتوا برھانکم ان کنتم صدقین[1] (لوگو! اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو۔ ت)

(۷۰) جہالت کی یہ حالت کہ فتاوٰی قاضی خاں کو جدا گنا اور خانی کو جدا، حالانکہ یہ وہی ہے۔

(۷۱) تیسیر جسے بکر نے ص۱۴۲ پر فتاوٰی تیسیر کہا ہمارے مذہب کا کوئی فتاوٰی اس نام کا نہیں اُس ناقل اور اب اس کے متبع بکر پر لازم کہ بتائے یہ کیا کتاب کس کی تصنیف اور اس میں یہ مضمون کہاں ہے۔

(۷۲) ملتقط کے معنی میں جو تحریف کی نمبر ۳۲ میں گزری اُسی سلسلہ میں لکھا ۱۴۲ "حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے سجدۂ تحیت مثل سلام کے ہے اور کچھ حرج نہیں اگر بڑوں کے سامنے رخسارے رکھے جائیں" یہ اگر مقولہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما شامل کیا تو ابن عباس پر افترا ہے ورنہ ملتقط پر۔

(۷۳) اگر ابن عباس نے گزشتہ امتوں میں سجدۂ تحیت کو بجائے سلام کہا تو ہمیں کیا مضر اور مخالف کو کیا مفید اور اگر یہ مطلب کہ ابن عباس اب سجدۂ تحیت کو مثل سلام کہتے ہیں تو قطعاً ان پر افترا۔

رہا یہ کہ پھر صاحب لطائف نے ایسی افترا بھری نقل کو درج کتاب کیوں کیا، جب انھوں نے فرما دیا کہ بعض یہ روایت لائے وُہ بری الذمہ ہوگئے جیسے بہت محدثین احادیث باطلہ موضوعہ روایت کرتے اور جانتے کہ جب ہم نے سند لکھ دی ہم پر الزام نہ رہا علاوہ بریں مولٰنا ملک العلماء بحر العلوم فواتح الرحموت میں فرماتے ہیں:

العدول من غیر الائمۃ لایبالون عمن اخذوا و رووا الاترٰی الشیخ علاء الدولۃ السمنانی کیف اعتمد علی الرتن الھندی وای رجل

یعنی اماموں کے سوا اور ثقہ عادل حضرات اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ کس سے لیتے کس سے روایت کرتے ہیں حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی قدس سرہ کو نہ دیکھا کیونکر رتن ہندی پر اعتماد فرمالیا حضرت

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۱۱۱

یکون مثلہ فی العدالۃ[1] ممدوح کے برابر کون عادل ہوگا۔

(۷۴) ص۱۴ پر جہاں چند حوالوں میں بے نقل عبارت صرف نام گنائے ہیں جن میں خاص کر معارف و سراجیہ وعزیزیہ وشرح مشکوٰۃ کے حوالے یقیناً جھوٹ ہونا اوپر واضح ہوچکا اور فتاوٰی تیسیر کوئی فتاوٰی ہی نہیں انھیں میں چھٹا نام معین الدین واعظ کی تفسیر سورۂ یوسف کا ہے بکر جب اس قدر شدید الاجترار کثیر الافتراء ہے تو اس حوالے پر کیا اعتماد، اور ہو تو تصریحات ائمہ وارشادات حدیث کے مقابل ایک واعظ کی بات سے کیا استناد، یہ حقیقت ہے بکر کی سندوں کی، ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت بلند مرتبہ اور عظیم شان والے اللہ تعالٰی کی توفیق دینے کے سوا کسی میں نہیں۔ ت)

فصل دوم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر بکر کے افترا اور حدیث سے تحریم سجدۂ تحیت کا ثبوت

(۷۵) بھلا یہاں تک تو لغت وفقہ وائمہ وصحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم ہی پر افترا تھے مگر بکر کی بڑھتی ہمت کیا صبر کرے حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر بھی افترا سے باز نہ آئی ص۹ پر کہا، خود آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ہے: کلامی لاینسخ کلام اللہ[2] میرا کلام خدا کے کلام کو منسوخ نہیں کرسکتا" یہ حدیث ابن عدی و دارقطنی نے بطریق محمد بن داؤد القنطری عن جبرون بن واقد الافریقی روایت کی، ابن عدی نے کامل اور ابن الجوزی نے علل میں کہا یہ حدیث منکر ہے، ذہبی نے میزان میں کہا جبرون متہم ہے اس نے قلت حیا سے یہ حدیث روایت کی، ترجمہ قنطری میں کہا یہ حدیث باطل ہے، ترجمہ افریقی میں کہا یہ حدیث موضوع ہے، امام حجر نے لسان المیزان میں دونوں جگہ ان کے یہ کلام مقرر رکھے۔ بعد وضوح امر ایک منکر، باطل، موضوع حدیث متہم بالکذب کی روایت کو کہنا کہ حضور نے فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر افترا کی جرأت ہے۔

(۷۶) بکر مدعی حنفیت حنفیت سے جدا چلا، مذہب حنفی میں بیشک آیت حدیث سے منسوخ ہوسکتی ہے کما ھو مصرح فی کتب اصولھم قاطبۃ (جیسا کہ اصول کی عام کتابوں میں اس کی تصریح موجود ہے۔ ت) احکام میں حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا کلام اللہ عزوجل ہی کا کلام ہے تو کلام خدا کلام خدا ہی سے منسوخ ہوا۔

---

[1] فواتح الرحموت بذیل المستصفی الاصل الثانی منشورات الشریف الرضی قم ایران ۲/ ۱۷۵

[2] الکامل فی ضعفاء الرجال ترجمہ جبرون بن واقد الافریقی دارالفکر بیروت ۲/ ۶۰۲

قال اللہ تعالیٰ وما ینطق عن الھوی ۝ ان ھو الا وحی یوحی ۝[1] (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) یہ نبی اپنی خواہش سے کچھ نہیں فرماتے وہ تو نہیں مگر وحی کہ بھیجی گئی۔

(۷۷) صفحہ ۱۵ پر سرخی دی: "آنحضرت نے خود سجدے کی اجازت دی" یعنی غیر خدا کو سجدہ تحیت کی جس کی بحث ہے یہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر منہ بھر کر شدید افترا ہے ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین[2] اپنی برہان لاؤ اگر سچے ہو۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون[3] ایسے جھوٹ افترا۔ وہی کرتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے۔

لا الٰہ الا اللہ بلکہ حضور نے اسے حرام فرمایا۔

(۷۸) اس سرخی کے نیچے کہا: "مشکوٰۃ میں ابن خزیمہ بن ثابت سے ہے کہ انھوں نے خواب میں آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی پیشانی پر اپنے آپ کو سجدہ کرتے دیکھا انھوں نے یہ خواب حضرت سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا تیرا خواب سچا ہے آپ فوراً لیٹ گئے اور ابن خزیمہ کو اپنی پیشانی پر سجدہ کرنے کی اجازت دی"۔ مسلمانو! اس ظلم عظیم کو دیکھو کہاں پیشانی پر سجدہ کہاں خود حضور کو سجدہ۔ شاید مکر جا نماز یا زمین پر سجدہ کرتے یہ سمجھتا ہوگا کہ وہ اس کپڑے یا زمین کے ٹکڑے کو سجدہ کر رہا ہے۔

(۷۹) بے علمی کی یہ حالت کہ مشکوٰۃ شریف میں تھا:

عن ابن خزیمۃ بن ثابت عن عمہ ابی خزیمۃ انہ رأی فیما یری النائم[4] یعنی ابن خزیمہ بن ثابت اپنے چچا ابو خزیمہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے خواب دیکھا۔

وہ خواب راوی خواب کی طرف نسبت کر دیا کہ "ابن خزیمہ بن ثابت نے خواب دیکھا" اور اس جہالت کے صدقے میں رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر ایک افترا دانستہ کر دیا کہ "ابن خزیمہ کو اپنی پیشانی پر سجدہ کی اجازت دی"۔

(۸۰) ایسی ہی بے علمی اور اس کے سبب نادانستہ افترا یہ ہے کہ حدیث میں تھا:

---

[1] القرآن الکریم ۵۳/۳

[2] " " ۲/۱۱۱

[3] " " ۱۶/۱۰۵

[4] مشکوٰۃ المصابیح کتاب الرؤیا الفصل الثانی مطبع مجتبائی دہلی ص ۳۹۶

فاضطجع له وقال صدق رؤیاک۔[1]

حضور نے پہلوئے مبارک پر آرام کرکے ابوخزیمہ سے فرمایا اپنا خواب سچ کرلو۔

مرقاۃ میں ہے:

(صدق رؤیاک) امر من التصدیق ای اعمل بمقتضاھا۔[2]

اپنے خواب کی تصدیق کردیجئے، یعنی لفظ صَدِّقْ یہ تصدیق کا امر ہے یعنی اس کے مقتضا کے مطابق عمل کیجئے۔ (ت)

عربی سمجھ میں نہ آئے تو شیخ محقق کا فارسی ترجمہ سُنئے:

گفت آنحضرت صدق رؤیاک راست گردان خواب خود را کہ دیدہ سجدہ کن بر جبہۃ من۔[3]

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، اپنے خواب کی تصدیق کرو جو تم نے دیکھا ہے لہذا میری پیشانی پر سجدہ کیجئے۔ (ت)

سے یہ بنالیا کہ "آپ نے فرمایا، تیرا خواب سچا ہے۔"

(۱۸) ممانعت سجدۂ غیر اللہ کے بارے میں حدیث ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کہ مسند امام احمد میں ہے نقل کی جس میں ایک اونٹ کا حاضر ہوکر حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سجدہ کرنا اور اس پر صحابہ کی خواہش کہ انھیں بھی اجازتِ سجدہ ملے اور حضور کا اجازت نہ دینا ہے۔[4] اور خود کہا صـ۹ "اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ حدیث صاف صاف سجدۂ غیر اللہ کی مخالفت کرتی ہے اور کوئی گنجائش رسولِ خدا کے صریح الفاظ کے خلاف عذر کرنے کی باقی نہیں رہتی پھر جو تحریف کلام الرسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی رگ اُچھلی اُن صاف صاف صریح الفاظِ نبوی کی یُوں تبدیل و تغییر کی، صـ۹ "حدیث کے الفاظ میں یہ ہے کہ اگر سجدۂ غیر اللہ جائز ہوتا تو میں بیوی کو شوہر کے سجدہ کا امر کرتا اور امر سے وجوب ہوتا ہے لہذا حضور کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ سجدۂ تعظیمی وجوب کے حد میں جائز ہوتا تو میں عورت پر مرد کا سجدہ واجب کرتا یعنی سجدۂ تعظیمی واجب نہیں بلکہ مباح ہے۔" یہ "یعنی" رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر صریح افترا ہے حدیث کے کون سے حرف میں ہے کہ "بلکہ مباح ہے" جب حسب اقرار تحریر شرط میں صرف ذکر جواز

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح کتاب الرؤیا الفصل الثانی مطبع مجتبائی دہلی ص ۳۹۶

[2] مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ " " المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۴۰۶

[3] اشعۃ اللمعات " " " مکتبہ نوریہ رضویہ ۳/ ۶۵۲

[4] مسند احمد بن حنبل عن عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۷۶

ہے کہ "اگر سجدہ غیر اللہ جائز ہوتا" اور جزا میں وہ امر ہے کہ یقیناً منتفی یعنی عورت کو سجدہ کا حکم ہونا اور انتفائے جزا انتفائے شرط ہے تو حدیث کا صاف مفاد سجدہ کا عدم جواز ہوا یعنی جائز ہوتا تو عورت کو حکم ہوتا لیکن عورت کو حکم نہ ہوا تو معلوم ہوا کہ سجدہ جائز نہیں ذکر امر جزا میں ہے کہ "عورت پر سجدہ واجب کرتا" جزا کا وجوب شرط میں کیسے داخل ہوگیا جواز پر ایجاب کا ترتب بعید نہیں کہ واجب نہ ہو سکے گا مگر وہ جو جواز رکھتا ہو تو حاصل یہ کہ اگر سجدہ غیر میں جواز کی گنجائش ہوتی تو میں عورت پر مرد کے لئے واجب کر دیتا لیکن وہ جائز نہیں ہو سکتا لہذا عورت کو اس کا حکم نہ دیا۔

(۸۲) طرفہ جہالت جبکہ عورت پر وجوب امر سے ہوتا تو قبل امر وجوب نہ ہونا چاہیے تھا، نہ یہ کہ سجدہ غیر خدا واجب ہوتا تو میں عورت پر حکم سے واجب کر دیتا۔

(۸۳) صحابہ نے اجازت ہی تو طلب کی تھی نہ کہ ایجاب، تو نفی وجوب سے اس کا کیا جواب۔

(۸۴) بکر نے تتمۂ حدیث نقل کیا ص۴ ، ولکن لا ینبغی لبشر ان یسجد لغیر اللہ۔ اور خود اس کا ترجمہ کیا "لیکن آدمی کو زیبا نہیں کہ سوا خدا ... کی کو سجدہ کرے۔" پھر اس کا یہ مطلب گھڑنا کہ واجب نہیں مباح ہے کیسی کھلی تحریف ہے۔

(۸۵) حدیث قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ سنن ابی داود شریف میں ہے جنھوں نے شہر حیرہ میں لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے حاکم کو سجدہ کرتے ہیں واپس آکر حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے حضور کو سجدہ کی اجازت مانگی، ارشاد ہوا:

لا تفعلوا لو کنت آمر احدا ان یسجد لاحد لامرت النساء ان یسجدن لازواجھن لما جعل اللہ لھم علیھن من حق۔[1]

نہ کرو اگر میں کسی کو کسی کے لئے سجدہ کا حکم دینے والا ہوتا تو ضرور عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں اس حق کے سبب جو شوہروں کا ان پر ہے۔

یہاں صریح صیغۂ نفی موجود ہے لا تفعلوا سجدہ نہ کرو۔ اب بکر سے کہو اپنی اصول دانی لے کر چلے۔ ص۹ "شارع علیہ السلام کسی بات کا حکم امر کے صیغہ سے دیں تو وہ کام واجب ہوتا ہے۔ یونہی شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی بات سے بصیغۂ نہی منع فرمائیں تو وہ کام حرام ہوتا ہے۔ ثابت ہوا کہ سجدہ غیر حرام ہے اور حدیث کا وہ مطلب گھڑنا کہ "واجب نہیں بلکہ مباح ہے" محض افترائے ناکام۔

---

[1] سنن ابی داود کتاب النکاح باب فی حق الزوج علی المرأۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۲۹۱

(۸۶) بکرے ہوشیار حدیث اُم المومنین صدیقہ نقل کی جس میں صریح صیغۂ نہی تھا اور عوام کو دھوکا دینے کو لکھ دیا ص۹ " اسی حدیث کو سجدۂ تعظیمی کے مخالف سند میں پیش کیا کرتے ہیں سوا اس کے اور کوئی ثبوت ان کے پاس نہیں ہے" اول تو سند کا حدیث میں حصہ جھوٹ، ہم نے بکر ہی کی مسلم سندوں سے ثابت کر دیا کہ غیر خدا کو سجدۂ تحیت حرام حرام حرام، سُور کھانے سے بھی بدتر حرام۔

(۸۷) پھر حدیث کا اس ایک میں حصہ سفید جھوٹ، وہ حدیث صدیقہ شاید بکر نے مشکوٰۃ سے لی ہو کہ بکر کی اس تک رسائی ص۱۵ سے نمبر ۴۲ میں ہو چکی ہے مشکوٰۃ کے اُسی باب اُسی فصل میں اس سے دو حدیث اوپر حدیث قیس رضی اللہ تعالٰی عنہ موجود تھی جس میں صریح ممانعت موجود، اس نے چھپالیا اور کہہ دیا " اور کوئی ثبوت ان کے پاس نہیں "۔

(۸۸) نیز وہیں مشکوٰۃ میں تیسری حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ کا پتا دیا تھا اُسے بھی اُڑا دیا اور کہہ دیا کہ " اور کوئی ثبوت نہیں " دین میں یہ چالاکیاں مسلمان کہلاکر نازیبا ہیں، حدیث معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ مسند امام احمد میں بسند رجال صحیح بخاری و صحیح مسلم یوں ہے:

حدثنا وکیع ثنا الاعمش عن ابی ظبیان عن معاذ بن جبل انہ لما رجع من الیمن قال یا رسول اللہ رأیت رجالا بالیمن یسجد بعضھم لبعض افلا نسجد لک قال لو کنت اٰمرا بشرا یسجد لبشر لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا۔[1]

(ہم سے وکیع نے بیان کیا کہ اعمش نے ابی ظبیان سے انھوں نے معاذ بن جبل سے روایت کیا) یعنی جب معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ یمن سے واپس آئے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے یمن میں کچھ لوگوں کو دیکھا آپس میں ایک دوسرے کو سجدہ کرتے ہیں تو کیا ہم حضور کو سجدہ نہ کریں، فرمایا: میں اگر آدمی کو آدمی کے سجدہ کا حکم دینے والا ہوتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

(۸۹) اپنے ہی پاؤں میں تیشہ زنی، یہ کہ حدیث ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا کے تتمہ میں وہ الفاظ بڑھا دئے:

لاینبغی لبشر ان یسجد لغیر اللہ۔

کسی انسان کے لئے لائق نہیں کہ وہ اللہ تعالٰی کے سوا کسی اور کو سجدہ کرے۔

---

[1] مسند احمد بن حنبل حدیث معاذ بن جبل المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۲۲۸ ۔ ۲۲۷

اُس کی مبلغ علم مشکوٰۃ میں یہ حدیث ام المومنین کا تتمہ نہیں بلکہ چوتھی حدیث سلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو سجدہ کرنا چاہا حضور نے فرمایا:

لاینبغی لمخلوق أن یسجد لاحد الا للہ تعالٰی۔ | کسی مخلوق کو سزاوار نہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرے۔

اوردہ الامام النسفی فی المدارک[1] (امام نسفی اس کو مدارک میں لائے ہیں۔ ت)

یہ چار واقعہ جدا جدا ہیں حدیث صدیقہ میں اونٹ کا سجدہ دیکھ کر صحابہ نے اجازت چاہی۔

قیس رضی اللہ تعالٰے عنہ نے حیرہ متصل کوفہ میں معاذ رضی اللہ تعالٰے عنہ نے یمن میں سجدۂ حکام دیکھ کر اجازت مانگی اور ہر بار ایک ہی جواب ارشاد ہوا کسی بار اجازت نہ فرمائی۔

سلمان رضی اللہ تعالٰے عنہ نے خود سجدہ ہی کرنا چاہا منع فرمادیا۔

ان تین حدیثوں میں ایک فائدہ اور ہے جس کے لئے بکر نے ان کو چھپایا کہ عنقریب ظاہر ہوگا ان شاء اللہ تعالٰے۔

(۹۰) حدیث صدیقہ رضی اللہ تعالٰے عنہا پر بکر کا ظلم اشد و اخبث حد سے گزر گیا، صفحہ ۹ پر کہا "سب سے بڑی بات تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضور نے صحابہ کی خواہش کو سجدۂ عبادت تصور کرکے جواب دیا تھا جبھی تو فرمایا کہ اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کا احترام و اکرام بجالاؤ آپ کے ذہن میں سجدہ تعظیمی ہوتا تو عبادت رب کا حوالہ نہ دیتے اور احترام و تعظیم کو عبادت سے الگ کرکے ظاہر نہ فرماتے اس وقت تو آپ کے ذہن میں سجدۂ عبادت تھا"۔

انا للہ و انا الیہ راجعون ○ کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا○[2] | (یقیناً ہم اللہ تعالٰے کے لئے ہیں اور بلاشبہہ اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں) کیا بڑا بول ہے جو اُن کے منہ سے نکل رہا ہے وہ تو نرا جھوٹ بک رہے ہیں۔

مسلمانو! محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم جن پر قرآن کریم میں اُترا:

---

[1] مدارک التنزیل (تفسیر النسفی) تحت آیۃ ۲/۳۴ دارالکتاب العربی بیروت ۱/۴۲

[2] القرآن الکریم ۱۸/۵

یایہا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم[1] — اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو بیشک کچھ گمان گناہ ہیں۔

وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم جو خود فرماتے،

ایاك والظن فان الظن اکذب الحدیث[2]۔ — گمان سے دور رہ کہ گمان سے بڑھ کر کوئی جھوٹ بات نہیں الحدیث۔

وُہ اپنے صحابہ کرام حاضرانِ بارگاہ پر یہ بدگمانی کہ یہ میری عبادت چاہتے ہیں مجھے دوسرا خدا بنانے کی خواہش رکھتے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون o (ہم اللہ تعالٰی کا مال ہیں اور یقیناً اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ت) کلا واللہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو تو یہ گمان نہ ہُوا نہ اس درخواست سے کسی عاقل کو تعظیم وتکریم کے سوا کوئی گمان عبادت گزرتا مگر بجہ نے محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر یہ خبیث بدگمانی کرکے اپنے لئے استحقاقِ جہنم کرلیا اگر توبہ نہ کرے۔

(۹۱) یہی نہیں بلکہ اس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر اور سخت تر الزام ہے حضور نے یہ سمجھا کہ صحابہ میری عبادت کیا چاہتے ہیں اس پر نہ غضب فرمایا نہ انکار نہ صحابہ کو توبہ کی ہدایت نہ تجدیدِ اسلام ونکاح کا حکم اس کا ذکر تک نہ کیا، یہ ہلکی سی بات فرماکر چپ ہورہے کہ میں اس کا حکم کرتا تو عورت کو معاذ اللہ وہ گمان فرمایا ہوتا تو اسی قدر فرماتے یا یہ کہ ارے تم عبادتِ غیر جاہ کر مرتد ہوگئے ارے توبہ کرو اسلام لاؤ اپنی عورتوں سے پھر نکاح کرو۔ایک بادیہ نشین ناواقف کے منہ سے اتنی بات نکلی تھی کہ ہم حضور کو اللہ کے یہاں شفیع لاتے ہیں اور اللہ کو حضور کے پاس۔ اس پر وہ غضب شدید فرمایا کہ درو دیوار تجلی شانِ جلال سے بھر گئے دیر تک سبحٰن اللہ سبحٰن اللہ سبحٰن اللہ فرماتے رہے، پھر اس اعرابی سے فرمایا، اجعلتنی للہ ندا کیا تُو نے مجھے اللہ کا ہمسر ٹھہرایا، ویحك اتدری ما اللہ افسوس تجھ پر ارے تُو جانتا ہے کہ اللہ کیا ہے، پھر اس واحد قہار کی عظمت بیان فرمائی رواہ ابوداؤد[3] یہاں مخلص صحابہ حاضرانِ بارگاہ علیہم الرضوان

---

[1] القرآن الکریم ۴۹/ ۱۲

[2] صحیح البخاری کتاب الادب باب قولہ تعالٰی یایہا الذین اٰمنوا اجتنبوا الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۹۶

[3] سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی الجہمیۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۹۴

سے معاذ اللہ دوسرا خدا بنانے غیر خدا کی پوجا کرنے کی خواہش سمجھتے اور ساکت رہتے ہیں کیا یہ ممکن ہے، کلّا واللہ کیا یہ شانِ رسالت ہے حاشا للہ، جو رسول کو کفر وارتداد پر سکوت کرنے والا ٹھہرائے وُہ خود کفر وارتداد کے گھاٹ تک پہنچ گیا کہ نبی کی ایسی شدید توہین کی ھم للکفر یومئذٍ اقرب منہم للایمان[1] (وہ اس دن ایمان کی بہ نسبت کفر کے زیادہ قریب تھے۔ ت) بکر نے تو یہ سمجھا کہ میں نے حدیثِ صدیقہ کی مدافعت میں اپنا زورِ علم وقلم دکھایا اور یہ نہ جانا کہ اس کے جہل و بیباکانہ قول نے اُسے کہاں تک پہنچایا، سچ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے:

ان الرجل لیتکلم بالکلمۃ لایری بہا بأسا یھوی بہا سبعین خریفا فی النار[2]

بیشک آدمی ایک بات کہتا ہے جس میں کچھ برائی نہیں سمجھتا اس کے سبب ستر برس کی راہ جہنم میں اتر جاتا ہے۔

اور فرمایا:

ان الرجل لیتکلم بالکلمۃ من سخط اللہ ما یظن ان تبلغ ما بلغت فیکتب اللہ علیہ بہا سخطہ الی یوم القیمۃ[3]

بیشک آدمی ایک بات ناراضی خدا کی کہتا ہے اُس کے گمان میں نہیں ہوتا کہ کہاں تک پہنچی، اس کے سبب اللہ اس پر قیامت تک اپنا غضب لکھ دیتا ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اللہ عزوجل کی طرف شکر ہے اس پُرفتن زمانے سے کہ جسے اُلٹے سیدھے دو حرف اردو کے لکھنے آگئے وہ مصنف ومحقق ومجتہد بن بیٹھا اور دین متین میں اپنی ناقص عقل فاسد رائے سے دخل دینے لگا، قرآن وحدیث وعقاید وارشاداتِ ائمہ سب کا مخالف ہو کر پہنچا جہاں پہنچا، ویتوب اللہ علی من تاب ومن یتول

اور اللہ توبہ فرماتا ہے جو کوئی توبہ کرے، اور

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۱۶۷

[2] جامع الترمذی ابواب الزہد باب ماجاء من تکلم بالکلمۃ لیضحک الناس امین کمپنی دہلی ۲/ ۵۵
مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲/ ۲۳۶ و ۲۹۷
سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب کف اللسان فی الفتنۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۹۴

[3] مسند احمد بن حنبل حدیث بلال بن حارث المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۴۶۹
المعجم الکبیر حدیث ۱۱۲۹ مکتبۃ فیصلیۃ بیروت ۱/ ۳۶۶

فان اللہ ھو الغفور الحمید۔ | جو کوئی پھر جائے تو بیشک اللہ تعالٰی بخشے والا تعریف والا ہے۔(ت)

(۹۲) رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو اونٹ کا سجدہ کرنا کیا حضور کو معبود و خدا بنا کر تھا، حاشَ للہ۔ معجم کبیر طبرانی میں یعلٰی بن مرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ سے ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما من شیئ الا یعلم انی رسول اللہ الا کفرۃ الجن والانس[۱] | ہر چیز مجھے اللہ کا رسول جانتی ہے سوائے کافر جن اور آدمیوں کے۔

یونہیں حیرہ و یمن میں لوگوں کا زمینداروں کو سجدہ کرنا قطعاً سجدۂ تحیت ہی تھا نہ کہ سجدۂ عبادت۔ انھیں سجدوں کی بنا پر صحابہ نے حضور کو سجدے کی اجازت مانگی تھی جس سے کسی عاقل کا بھی وہم معبود و الٰہ بنانے کی طرف نہیں جاسکتا، محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم پر ایسی باطل سمجھ کا الزام کیسی دریدہ دہنی ہے۔

(۹۳) غنیمت ہے کہ سجدۂ غیر کی سخت شناعت خود مکر کے منہ ثابت ہوئی۔ صحابہ وہ صحابہ جن کے کانوں میں ہر وقت لا الٰہ الا اللہ کے نغمے گونج رہے تھے جنھیں بات بات میں توحید کا سبق دیا جاتا جن کے دلوں میں اللہ کی وحدانیت پر ایمان پہاڑوں سے زیادہ گراں و متمکن تھا قرآن عظیم بار بار جن کے ایمان کی گواہی دے چکا تھا دوسرے کو سجدۂ تحیت ایسی سخت چیز ہے کہ اس کا فعل نہیں صرف اس کی خواہش سنتے ہی اُن کے یہ تمام فضائل جلیلہ اور ان کے ایمان و توحید کی قوت سب حضور کے ذہن اقدس سے اُتر گئے اور یہی خیال گیا کہ یہ مجھے خدا بنانا چاہتے ہیں تو ایسا ناپاک فعل دوسروں کو کیونکر حلال ہوسکتا ہے۔

(۹۴) بیشک سجدہ افعالِ عبادت سے ہے، سجدۂ عبادت و سجدۂ تحیت میں سوائے نیت کوئی فرق نہیں، سجدہ تو سجدہ زمین بوسی کی نسبت درمختار سے گزرا کہ یشبہ عبادۃ الوثن[۲] بت پرستی کے مشابہ ہے اور بکر کی مسلم کامل التحقیق ردالمحتار نے اُسے مسلّم رکھا اور اخلاص عبادت یہ ہے کہ عبادت غیر کی مشابہت سے بھی بچے، لہذا حضور نے ذکر عبادت فرمایا کہ افعالِ عبادت صرف اپنے رب کے لیے

---

[۱] المعجم الکبیر حدیث ۶۷۲ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۲۲/ ۲۶۲

[۲] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۴۵

کرواسے اس ناپاک محمل پر ڈھالنا جس سے وُہ تین الزام شدید شانِ رسالت پر عائد کئے سخت خلاف دین ہے۔

(۹۵) خود بکر نے اسی سجدۂ تحیت کو کہا ہے ص۱۱ "سجدہ ایک ایسی چیز تھی جس میں سجدۂ عبادت شریک تھا اور خدا کی عظمت کے انتہائی طریقہ میں خواہ مخواہ آدم کا شرک ہوتا تھا اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کی خود مرضی تھی کہ میری خلافت کی تعظیم وہی ہونی چاہئے جو خود میری ہے اس واسطے آدم کی عزت ایسے طریقے سے کرائی جو خدا کے سوا کسی کو زیبا نہ تھا تاکہ سند ہوجائے کہ آدم خلافت کے بعد مجازی حیثیت سے اس آخری تعظیم کا مستحق ہے جو حقیقت میں عبادت کی آخری شان ہے ایسی چیز سے ممانعت کے لئے "اعبدوا ربکم"[1] (اپنے رب کی عبادت کرو۔ ت) فرمانا کیا مستبعد تھا۔

(۹۶) حدیثِ قیس وحدیثِ معاذ وحدیثِ سلمان رضی اللہ تعالٰی عنہم میں تو اعبدوا نہیں یہاں تو لا تفعلوا اور لا ینبغی ہے یہاں کس ذریعہ سے اُس بدگمانی پر ڈھالے گا اسی لئے ان کو چھپایا اور کہہ دیا تھا کہ اور کوئی ثبوت نہیں۔

(۹۷) بکر نے چاند سورج بلکہ بُت کو سجدہ اور مہادیو کی ڈنڈوت حلال کرلی جیسے یہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عبادت کا ذکر فرمایا اور اس سے بکر نے یہ ٹھہرالیا کہ صرف سجدہ عبادت کو منع کیا ہے یونہی آیہ کریمہ لاتسجدوا للشمس ولا للقمر[2] (لوگو! سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو۔ ت) جس میں سجدۂ شمس وقمر سے ممانعت اور سجدۂ الٰہی کا حکم ہے اس کا تتمہ یہ ہے ان کنتم ایاہ تعبدون[2] اگر تم اسے پوجتے ہو۔ یہاں بھی اللہ عزوجل نے عبادت کا ذکر فرمایا ہے تو یہاں بھی چاند سورج کو صرف سجدۂ عبادت کی ممانعت ہوئی، اب بُت ہو یا بھوت کسی بلا کو سجدۂ تحیت کی ممانعت پر قرآن کریم میں کوئی آیت نہ رہی، کیا بکر کوئی آیت دکھا سکتا ہے، ہرگز نہیں، اب بکر اپنی لفاظیاں یاد کرے اور "انسانی" کی قید سے ہاتھ اٹھا کر یوں کہے جو اس نے ص۶ پر کہا ہے "قرآن میں کسی سجدۂ تعظیم کی ممانعت نہیں، ایسی کوئی آیت نہیں جہاں کسی سجدۂ تعظیم کی ممانعت کی گئی ہو" اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تعظیمی سجدہ کے خلاف قرآن خاموش رہنا چاہتا ہے یعنی وہ مسلمانوں سے

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۲۱
[2] القرآن الکریم ۴۱/ ۳۷
[2] القرآن الکریم ۴۱/ ۳۷

نہ یہ کہتا ہے کہ غیر خدا کو سجدہ کرو نہ یہ کہتا ہے کہ تم پر سجدۂ تعظیمی حرام کیا گیا ہے تم کسی غیر خدا کو سجدہ نہ کرنا " یہ " کسی " کا لفظ یاد رکھنے کے قابل ہے ، اس کے بعد صٓ کا نتیجہ دیکھئے " پس جب قرآن نے ایسا کوئی صاف حکم نہیں دیا تو سجدۂ تعظیمی کا حرام ہونا یا ناجائز ہونا ثابت نہیں ہو سکتا " دیکھئے کیسی کھلم کھلائیت کی سجدہ سے تعظیم اور بے نیت عبادت مہادیو کی ڈنڈوت حلال کی ہے ، کیوں نہ ہو جن کا کرشن نبی ہو ان کا دین آپ ہی ایسا ہو۔

(۹۸) چاند سورج کو سجدہ کی ممانعت جو قرآن کریم نے فرمائی اس پر بجر کا یہ عذر صٓ ۹۵ کہ " اس آیت میں غیر انسان کے سجدہ کا ذکر ہے اور گفتگو سجدۂ انسانی میں ہے سورج چاند اور چیز ہے انسان خلیفۃ اللہ دوسری چیز ہے "۔

اولاً عجب یا د رہا ہے اس کے طور پر آیت میں تو چاند سورج کو سجدۂ عبادت کی ممانعت ہے کہ فرمایا : ان کنتم ایاہ تعبدون[1] (اگر تم خاص اس کی عبادت کرتے ہو ۔ ت) سجدۂ عبادت میں خلیفہ و غیر خلیفہ کا کیا فرق۔

ثانیاً سجدۂ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے استناد کی خود بیخکنی کر لی اس آیت میں غیر انسان کے سجدہ کا ذکر ہے (یعنی ملائکہ نے سجدہ کیا) اور گفتگو سجدۂ انسانی میں ہے (کہ انسان دوسرے کو سجدہ کرے) فرشتہ اور چیز ہے انسان خلیفۃ اللہ دوسری چیز ہے ۔ غیر خلیفہ نے خلیفہ کو سجدہ کیا اس سے خود خلیفہ کا سجدہ کرنا کیسے جائز کر لیا علی نفسہا تجنی براقش ۔

(۹۹) قرآن کریم میں سجدۂ تحیت کی ممانعت نہ سوجھنی قرآن عظیم سے غفلت پر مبنی ، کیا قرآن مجید نے نہ فرمایا :

اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول[2] — حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔

کیا قرآن عزیز نے نہ فرمایا :

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ۔[3] — جس نے رسول کی اطاعت کی بیشک اس نے اللہ کی اطاعت کی ۔

کیا قرآن حکیم نے نہ فرمایا :

---

[1] القرآن الکریم ۴۱/ ۳۷
[2] القرآن الکریم ۴/ ۵۹
[3] " " ۴/ ۸۰

ومن یعص اللہ ورسولہ فان لہ نار جھنم [1]

جو نافرمانی کرے اللہ اور اس کے رسول کی بیشک اس کے لئے جہنم کی آگ ہے۔

کیا قرآن حمید نے نہ فرمایا:

وما اتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب [2]

رسول جو تمھیں عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

کیا قرآن جلیل نے نہ فرمایا:

فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما [3]

اے محبوب! تمھارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک تمھیں حاکم نہ بنائیں اپنے آپس کے اختلاف میں پھر جو تم فیصلہ فرما دو اپنے دلوں میں اس سے تنگی نہ پائیں اور خوب اچھی طرح مان لیں۔

کیا رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے اس نزاع کا فیصلہ نہ فرمادیا کہ لا تفعلوا سجدۂ تحیت نہ کرو، تو قطعاً قرآن عظیم ہی سجدۂ تحیت سے منع فرما رہا ہے اور جو اس فیصلہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کو نہ مانے اس کا حکم جو ارشاد ہوا اللہ تعالٰے مسلمان کو اس سے پناہ دے۔

(۱۰۰) قرآن مجید میں تصریح نہ پانے پر بکر کا وہ حکم صٹ جب قرآن نے کوئی صاف حکم نہ دیا تو ناجائز ہونا ثابت نہیں ہوسکتا، وہ شدید بدمذہبی ہے جس کی خبر عالم ماکان ومایکون صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے پہلے ہی دی ہے:

الا انی اوتیت القراٰن ومثلہ معہ الا یوشک رجل شبعان علی اریکتہ یقول علیکم بھذا

سُنتے ہو مجھے قرآن عطا ہوا اور اس کے ساتھ اس کا مثل۔ خبر نزدیک ہے کہ کوئی پیٹ بھرا اپنے تخت پر پڑا کہے یہی قرآن لئے رہو

---

[1] القرآن الکریم ۷۲/۲۳
[2] القرآن الکریم ۵۹/۷
[3] القرآن الکریم ۴/۶۵

القرآن فما وجدتم فیه من حلال فاحلوه وما وجدتم فیه من حرام فحرموه وان ما حرم رسول الله کما حرم الله الا لا یحل لکم الحمار الاهلی ولا کل ذی ناب من السباع [1] الحدیث۔

اس میں جو حلال پاؤ اسے حلال جانو اور اس میں جو حرام پاؤ اسے حرام مانو حالانکہ جو چیز رسول اللہ نے حرام کی وہ اسی کے مثل ہے جو اللہ نے حرام فرمائی۔ سُن لو پالتو گدھا تمھارے لئے حلال نہیں، نہ کوئی کیلے والا درندہ۔ الحدیث (ت)

سجدۂ تحیت بھی رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے حرام فرمایا تو وہ حرام ہے اگرچہ قرآن کریم میں اسکی حرمت کی تصریح عوام کو نہ سُوجھے۔

(۱۰۱ و ۱۰۲) رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے دو مثالیں ارشاد فرمائیں پالتو گدھا اور کیلے والا درندہ ان کی حرمت قرآن میں مصرح نہیں اور رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے انھیں حرام فرمایا، بکر کیوں ماننے لگا وہ یہی کہے گا حاش کہ "جب قرآن نے کوئی صاف حکم نہ دیا تو حرام یا ناجائز ہونا ثابت نہیں ہوسکتا" تو بکر نے گدھا اور کتّا حلال کرلیا۔

(۱۰۳ تا ۱۱۰) انھیں پر بس نہیں قرآن مجید میں لحم خنزیر کا ذکر ہے گُردے کلیجی کھال اوجھڑی تلی ہڈی کا نام کہاں ہے بلکہ سری پائے بھی عرفاً لحم میں نہیں تو بکر نے سوئر کے اجزا بھی حلال ماننے کہ "جب قرآن نے صاف حکم نہ دیا ناجائز ہونا ثابت نہیں ہوسکتا۔"

(۱۱۱ تا ۱۱۳) غرض صاف حکم قرآن میں دلیل کا حصر کرکے بکر نے سنت، اجماع، قیاس تین اصول شرع کو رَد کرکے چکڑالوی مذہب لیا۔

فصل سوم اللہ عزوجل پر بکر کے افترا اور خود اسی کے منہ قرآن عظیم سے تحریم سجدۂ تحیت کا ثبوت

(۱۱۴) سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر افترا اگرچہ بعینہٖ اللہ عزوجل پر افترا ہے مگر بکر تو صریح خاص کا طالب ہے قرآن میں تصریح نہ ہو تو حدیث نہیں سنتا لہذا بالخصوص رب العزت پر بھی جرائتیں کیں ص۹۵ میں اس کی عبارت دیکھ چکے خود مانا کہ سجدۂ تحیت سے "خدا کی عظمت کے انتہائی طریقے میں آدم کا شرک ہوتا تھا" پھر اسی کو اللہ کی مرضی ٹھہرایا کہ "خدا کی خود مرضی تھی کہ میری خلافت کی تعظیم وہی چاہیے جو خود میری ہے" یہ اللہ پر

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ الفصل الثانی مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۹

افترا ہے اور کھلا شرک اس کے ذمہ باندھنا۔ ایسے ہی افتراؤں کو کفر فرمایا،

انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون[1] ایسے افترا وہی کرتے ہیں جو مسلمان نہیں۔

(۱۱۵) ص۶ پر کہا "خدا نے اپنی عبادت کے سجدے کے لئے کعبہ کو سمت قرار دیا ہے اس میں ایک بڑا فلسفہ پوشیدہ ہے وہ یہ کہ خدا سجدۂ عبادت اور سجدۂ تعظیم میں امتیاز قائم کرنا چاہتا تھا تاکہ مسلمان جان جائیں کہ سمت کعبہ کا سجدہ عبادت ہے جو غیر خدا کو جائز نہیں اور غیر مقرر سمت کے سجدے جائز ہیں۔ سمتِ کعبہ مقرر ہونے سے پہلے خدا نے فرمایا تھا،

اینما تولوا فثم وجہ اللہ[2] تم جدھر متوجہ ہو خدا اُسی طرف ہے۔

یعنی جس سمت سجدہ کرو خدا ہی کو ہوگا مگر بعد میں سمتِ کعبہ مقرر ہوگئی اس کی وجہ یہی تھی کہ خدا سجدۂ عبادت و سجدۂ تعظیم میں فرق کرنا چاہتا تھا جو اس سمت نے کر دیا۔" یہ اللہ عزوجل پر دوسرا افترا ہے۔ بکر جلد بتائے کہ سمتِ کعبہ مقرر فرمانے کی یہ وجہ اللہ عزوجل یا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کہاں بتائی ہے

ام تقولون علی اللہ مالا تعلمون[3] (کیا تم اللہ تعالٰی کے متعلق وہ کہتے ہو جو تم نہیں جانتے۔ ت)

اللہ و رسول کی طرف بے ثبوت بات نسبت کرنی بھی افترا ہے ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین[4] (اپنی دلیل پیش کرو اگر تم اپنے دعوٰی میں سچے ہو۔ ت) نہ کہ غلط بات جس کی غلطی ابھی ظاہر ہوتی ہے۔

(۱۱۶) کریمہ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ[5] (تم جدھر منہ کرو اسی طرف اللہ تعالٰی کا جلوہ ہے۔ ت)

حسبِ حدیث جامع ترمذی شریف قبلۂ تحری میں ہے اُس کا یہ مطلب ٹھہرانا کہ اس آیت کے نزول تک سمتِ قبلہ مقرر نہ تھی، اللہ عزوجل نے اختیار دیا تھا جدھر چاہو نماز پڑھو، یہ اللہ تعالٰی پر تیسرا افترا ہے، تقررِ قبلہ روزِ اول سے ہے۔

ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبٰرکا[6] سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے (زمین پر) تعمیر کیا گیا وہ ہے جو مکہ مکرمہ میں بابرکت شان سے موجود ہے۔ (ت)

(۱۱۷) بفرض باطل امتیاز سجدۂ عبادت و سجدۂ تحیت ہی کے لئے وضع قبلہ ہوتی تو یوں کہ وہ سجدہ جو

---

[1] القرآن الکریم ۱۶/۱۰۵
[2] القرآن الکریم ۲/۱۱۵
[3] القرآن الکریم ۲/۸۰
[4] القرآن الکریم ۲/۱۱۱
[5] القرآن الکریم ۲/۱۱۵
[6] القرآن الکریم ۳/۹۶

دوسرے کو کفر ہے اُس سجدہ سے ممتاز ہوجائے جو صرف حرام ہے اللہ عزوجل کا جواز سجدہ تحیت کے لئے یہ امتیاز رکھنا اللہ عزوجل پر چوتھا افترا ہے ۔

(۱۱۸) سجدۂ تحیت وسجدۂ عبادت کا امتیاز اللہ عزوجل اور خود ساجد کے نزدیک نیت سے ہے ساجد اور اُس کا رب جانتا ہے کہ یہ سجدہ کس نیت سے ہے ساجد کو ممتاز قطعی کے امتیاز کی حاجت، اور اگر یہ امتیاز ناظر کے لئے رکھا ہے تو جبکہ سجدۂ تحیت کے لئے کوئی سمت مقرر نہیں سمت کعبہ بھی ہوگا پھر دونوں سجدوں کا خلط ہوگیا اور امتیاز نہ رہا ناظر اس وقت نہیں کہہ سکتا کہ یہ سجدۂ عبادت ہے یا سجدۂ تحیت ۔ بالجملہ یہ امتیاز ساجد کے لئے رکھا تو لغو وفضول اور ناظر کے لئے تو ناقص ومدخول ۔ اللہ عزوجل ان دونوں سے پاک ومنزّہ ہے ، اور اگر امتیاز محض ذہنی ہے کہ جس میں تقیید سمت ملحوظ ہو سجدۂ عبادت ہے ورنہ سجدۂ تحیت ، تو کام پھر نیت کی طرف عود کر گیا ناظر کو اس سے کیا فائدہ اور ساجد کو اس کی کیا حاجت ۔ امتیاز نیت ان میں بالذات تھا یہ بالعرض کس لئے ۔ بہرحال اللہ عزوجل کی طرف اس کی نسبت اللہ پر سخت جرأت ۔

(۱۱۹) نوافل میں بیرونِ شہر سواری پر اور نوافل وفرائض سب میں بہنگام تحری اور اُس مریض کو بوجہ مرض اور اُس بار بکو کہ بخوفِ دشمن استقبال پر قادر نہ ہو سمتِ کعبہ مقرر نہیں اور یہ سب سجدۂ عبادت ہیں تو امتیاز باطل ۔

(۱۲۰) بکر ہی کی مستند عبارات عالمگیری وفتاوٰی قاضیخان سے گزرا کہ اگر کفار بادشاہ کے لئے سجدۂ عبادت پر اکراہ کریں صبر افضل ہے ظاہر ہے کہ کفار تعیین سمت کعبہ نہ چاہیں گے بلکہ جدھر بادشاہ ہو تو یہ بے تقرر سمت کیونکر سجدۂ عبادت ہوگیا ولکن الجھلۃ یفترون (لیکن نادان لوگ جھوٹ گھڑتے ہیں ۔ ت)

(۱۲۱) طرفہ یہ کہ یہ امتیاز خدا نے ایسا خفیہ مقرر کیا کہ اس کے رسول کو بھی خبر نہ ہوئی بالا بالا بکر کو چھپی پاتی بھیج دی صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سجدے کی اجازت حضور سے مانگی وہ کب تعیین سمت سے تھی اگر اجازت ملتی تو جدھر حضور جلوہ افروز ہوتے اُسی طرف سجدہ کیا جاتا اور بزعمِ بکر میں خدا سجدۂ عبادت کا وہ امتیاز مقرر کر چکا تھا کہ یہ پابندی سمت ہو تو اس درخواست سے کسی طرح سجدۂ عبادت مفہوم نہ ہوسکتا تھا لیکن بکر کہتا ہے صہ۹ "حضور نے صحابہ کی خواہش کو سجدۂ عبادت تصور کیا اُس وقت آپ کے ذہن میں سجدۂ عبادت تھا" اب دو حال سے خالی نہیں ، یا تو بکر کے نزدیک خدا نے ایسا بیہودہ بے معنی امتیاز مقرر کیا جس سے رسول تک کو تمیز

نہ ہوئی تو امتیاز کیا خاک ہوا یا زعمِ بکر میں معاذ اللہ رسول کی عقل اتنی موٹی بکر کی مت سے بھی گئی گزری کہ خدا کے واضح امتیاز کے بعد بھی تمیز نہ ہوئی اور دونوں کفر صریح ہیں ہم نہ کہتے تھے کہ جاہل کو مصنف ہی بننا سخت آفت کا سامنا ہے نہ کہ محقق نہ کہ مجتہد نہ کہ شارح کہ تصنیف تو تیار ہو جاتی ہے اور ایمان رخصت' لاحول ولاقوۃ الّا باللہ العلی العظیم (گناہ سے بچاؤ اور نیکی کی قوت بجز اللہ تعالٰی بلند مرتبہ بڑی شان والے کے کرم کے بغیر کسی میں نہیں۔ ت)

(۱۲۲) جب یہ ٹھہری کہ ص۶ "سمتِ کعبہ کا سجدہ عبادت کا سجدہ ہے جو غیر خدا کو جائز نہیں اور غیر مقرر سمت کے سجدے جائز ہیں" تو بلاشبہہ مندروں میں جو سجدے کئے جاتے ہیں غیر مقرر سمت کے ہیں تو بکر نے دوبارہ بتوں اور لنگ جلہری کو سجدے جائز کر دئے کیونکہ یہی کرشن مت ہے۔

(۱۲۳) جبکہ تقرر سمت سے سجدۂ عبادت وسجدۂ تحیت میں امتیاز ہوا نزول فثم وجہ اللّٰہ تک امتیاز نہ تھا تو قطعًا اُس وقت سجدۂ تحیت حرام تھا کہ غیر خدا کے لئے وہ فعل جسے عبادت سے کچھ فرق نہ ہو حلال نہیں ہوسکتا اور جب سجدۂ تحیت اس وقت حرام تھا تو غیر ملت آدم ویوسف علیہما الصلوٰۃ والسلام میں اگر اس کی حلت بھی تھی یقینًا منسوخ ہوگئی اور اب اس ناسخ کا ناسخ کوئی ہے نہیں تو یقینًا سجدۂ تحیت حرام ہے اور تاقیامت حرام رہے گا اچھی تقریر سُنائی کہ اپنی ساری چنائی آپ ہی ڈھائی۔

(۱۲۴) ص۱ "خدا نے فرمایا ہے فلیعبدوا رب ھٰذا البیت[1] عبادت کریں اس گھر کے پالنے والے کی۔ اس رت میں رب ھذا البیت کا لفظ ہے اور قاعدۂ عرب کے بموجب رب کا لفظ ذی رُوح پر آتا ہے اور کعبہ ذی روح نہیں پتھر کا مکان ہے، پس ثابت ہُوا کہ اس بیت سے مراد قلبِ آدم ہے" یہ اللہ سبحٰنہ پر پانچواں افترا بھی ہے اور قرآن کی تفسیر بالرائے بھی اور بتصریح کتب عقائد الحاد بھی کہ معنی ظاہر باطل کرکے باطنیہ کی طرح باطنی گھڑے، متن عقائد امام اجل نسفی رضی اللہ تعالٰی عنہ میں ہے:

النصوص تحمل علی ظواھرھا والعدول عنھا الی معان یدعیھا اھل الباطن الحاد[2]۔

نصوص اپنے ظاہر پر حمل کئے جاتے ہیں، لہذا ظاہر معانی سے ہٹ کر اپنے معانی تراش لینا کہ جن کا اہلِ باطن دعوٰی کرتے ہیں سراسر بے دینی ہے۔ (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۱۰۶/ ۳

[2] مجموع المتون فی مختلف الفنون متن العقائد النسفیہ فی التوحید الشؤون الدینیۃ دولۃ قطر ص ۶۱۸

(۱۲۵) عرب پر بھی افترا، رب المال و رب الدار نہ سُنے، حدیث میں ہے:
کلّا و رب الکعبۃ[1] (ہرگز نہیں، ربِ کعبہ کی قسم۔ ت)
جانے دے قرآن کریم فرماتا ہے:
رب المشرقین و رب المغربین[2] (دو مشرق اور دو مغرب کے رب کی قسم۔ ت)
اور فرماتا ہے:
فلا اقسم برب المشارق والمغارب[3] (متعدد مشرق اور متعدد مغرب کے مالک کی میں قسم کھاتا ہوں۔ ت)
اور فرماتا ہے:
وانہ ھو رب الشعرٰی[4] (بیشک وہ شِعریٰ ستارے کا رب ہے۔ ت)
اور فرماتا ہے:
رب السمٰوٰت والارض[5] (وہ آسمان و زمین کا مالک ہے۔ ت)
اور فرماتا ہے:
سبحٰن ربك رب العزۃ عما یصفون[6] (تمہارا رب عزت والا رب، ہر عیب سے پاک ہے۔ ت)

کیا افق کا وہ حصہ جس سے تحویل سرطان کا آفتاب نکلتا ہے اور وہ جس سے تحویل جدی کا اور وہ حصے جن میں یہ ڈوبتے ہیں اور وہ جن سے ہر روز کا آفتاب نکلتا اور وہ جن میں ڈوبتا ہے اور شِعریٰ ستارہ اور وہ آسمان و زمین و عزت یہ سب ذی روح ہیں، اس سے بڑھ کر جھوٹا کون جسے قرآن جھٹلائے۔

(۱۲۶) یہ عیاری دیکھئے کہ ذی رُوح پر جمانے کے لئے ترجمہ کیا "اس گھر کے پالنے والے" اور نہ جانا کہ گھر کے ساتھ پالنے کا لفظ چسپاں ہی نہیں جب تک گھر سے مجازاً اس کے ساکن مراد نہ لیں۔ یہ بھی کلامِ الٰہی میں معنوی تحریف ہے۔

(۱۲۷) مسلمان دیکھیں ہم نے حدیث سے ثابت کر دیا کہ سجدۂ تحیت حرام ہے خود بکر کی مسلّم و نہایت معتمد کتب فقہ سے ثابت کر دیا کہ سجدۂ تحیت سوئر کھانے سے بھی بدتر حرام ہے، اس کے مستند

---

[1] شعب الایمان حدیث ۵۱۵۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۴/۲۹۴
[2] القرآن الکریم ۵۵/۱۷
[3] القرآن الکریم ۷۰/۴۰
[4] القرآن الکریم ۵۳/۴۹
[5] ؍؍ ؍؍ ۳۷/۵
[6] ؍؍ ؍؍ ۳۷/۱۸۰

کی تصریح نے دکھادیا کہ اس کے حرام ہونے پر اجماع قطعی ہے اسی کے منہ قرآن عظیم نے ثابت کردیا کہ حرام ہے، اس کی مستند لطائف کی تصریح دکھادی کہ جمہور اولیاء اس کی ممانعت پر ہیں، اب بکر کی ناپاک بدزبانیاں دیکھئے ص۱ "سجدۂ تعظیمی کا انکار موجب لعنت وپھٹکار ہے"۔ ص۲۳ "سوائے چند جاہل وضدی لوگوں کے کوئی شخص اس سجدہ تعظیمی کے خلاف نہ تھا"، ص۲۴ "اس میں مخالفانہ کلام کرنا شقاوت وسنگدلی ہے"۔ ص۲۴ "اس سے انکار کرنیوالے شیطان کی طرح راندۂ درگاہ ہونگے" اب کہئے اس کی یہ لعنت وشقاوت وشیطنت کس کس پر ہوئی قرآن پر، حدیث پر، فقہ پر، اجماع پر، ائمہ پر، اولیاء پر، الحمدللہ کہ یہ سب تو اس سے پاک ومنزہ ہیں لیکن وہ تمام خباثتیں اپنے قائل ہی پر پلٹیں۔

وذٰلک جزاء الظٰلمین[1] ○ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون[2] ○ ظالموں کی یہی سزا ہے۔ اب ظالم جان لیں گے کہ اب کس کروٹ پہ پلٹا کھائیں گے۔ (ت)

چھٹا فائدہ تھا عبارتِ لطائف کا کہ بکر پر مکر نہ فقط ائمہ کرام وفقہائے عظام وعلمائے اعلام بلکہ جمہور حضرات اولیائے فخام کو بھی شیطان ملعون، شقی، سنگدل، راندۂ درگاہ، جاہل، ضدی کہتا ہے مگر قرآن عظیم سے نہ سُنا الا لعنۃ اللہ علی الظٰلمین[3] (خبردار، ظالموں پر اللہ تعالٰی کی لعنت ہو۔ ت)

(۱۲۸) ہم نے دکھا دیا کہ بکر نے ائمہ پر افتراء کے کتابوں پر چھٹے جوڑے، رسول اللہ پر تہمتیں باندھیں، واحد قہار پر بہتان اٹھائے جل وعلا وصلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم، قرآن عظیم تو ایسوں ہی پر لعنت کرتا ہے، ہاں کرشن مت جدا ہے۔

(۱۲۹) اپنی ان ناپاکیوں کے ہوتے ہوئے اپنے گریبان میں منہ نہیں ڈالتا اور قرآن وحدیث و فقہ واجماع وائمہ واولیاء پر ایک اور ملعون تہمت گھڑتا ہے ص۱۹ "جو لوگ سجدۂ تعظیمی کو منع کرتے ہیں وہ حضرت محبوب الٰہی اور اُن کے پیرانِ عظام کو جاہل و فاسق بنانا چاہتے ہیں"۔

لا الٰہ الا اللہ، کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا[4] ○ اللہ تعالٰے کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، بڑی بات ہے جو اُن کے منہ سے نکلتی ہے، وہ تو نہیں کہتے مگر نرا جھوٹ۔ (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۵/۲۹ و ۵۹/۱۷
[2] القرآن الکریم ۲۶/۲۲۷
[3] " " ۱۱/۱۸
[4] " " ۱۸/۵

ہر عاقل مسلمان جانتا ہے کہ نوعِ بشر میں عصمت خاصۂ انبیاء ہے نبی کے سوا کوئی کیسے ہی عالی مرتبے والا ایسا نہیں جس سے کوئی نہ کوئی قول ضعیف خلافِ دلیل یا خلافِ جمہور نہ صادر ہوا ہو کل ماخوذ من قوله ومردود علیه الاصاحب هذا القبر صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم[1] (ہر آدمی کی اس کے کہنے سے گرفت ہوگی، اور اس پر وہ قول لوٹا دیا جائے گا سوائے اس قبر والے کے کہ اُن پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلام ہو (یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ اقدس)۔ت) اتباع جمہور کا ہوگا علیکم بالسواد الاعظم[2] (لوگو! بڑی جماعت کو اختیار کرو۔ت) اور قول شاذ ماننے والے پر شرعی الزام شدید عائد ہوگا نہ کہ معاذ اللہ صاحبِ قول پر تصحیح قدوری و درمختار اور بحر کی مسلم نہایت معتمد محقق منقح کتاب ردالمحتار میں ہے:

الحکم والفتیا بالقول المرجوح جھل و خرق للاجماع[3] — قولِ مرجوح پر حکم اور فتویٰ جہل ہے اور اجماع کا توڑنا۔

اور قطعاً معلوم کہ اجماعِ اُمت کا توڑنے والا کم از کم فاسق ائمہ میں کون ایسا ہے حتی کہ صحابہ جس کا کوئی نہ کوئی قول مرجوح نہیں وہ معاذ اللہ نہ جاہل نہ فاسق لیکن جو قول جمہور کے خلاف اُن میں کسی کے قولِ مرجوح پر حکم یا فتویٰ دے وہ ضرور جاہل وفاسق ہے تو حضرت سیدنا محبوبِ الٰہی اور ان کے پیرانِ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم محبوبانِ خدا ہیں اور جوازِ سجدۂ تحیت کہ جمہور اولیاء و اجماعِ علماء و فقہ وحدیث و قرآن کے خلاف ہے مرجوح و مہجور اور ایسے قول کی سند سے یہ جو اس پر فتویٰ دے رہا ہے جاہل وفاسق ضرور۔ جاہل وفاسق کی کیا گنتی جبکہ وہ جملہ ائمہ وجمہور اولیاء کو شقی، ملعون، شیطان، راندۂ درگاہ کہہ کر خود ایسا ہوچکا سیعلمون غدا من الکذاب الاشر[4] (عنقریب وہ کل جان جائیں گے کہ کون بڑا جھوٹا اور لاف زن ہے۔ت)

تنبیہ: فقیر کا رسالہ[ع] "مقال العرفاء باعزاز شرع وعلماء" ملاحظہ ہو، اکابر اولیائے عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ارشاداتِ کثیرہ سے ثابت کیا ہے کہ شریعت مطہرہ سب پر حجت ہے اور

---

[1] الیواقیت والجواہر المبحث التاسع والاربعون دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۴۰۶

[2] سنن ابن ماجہ ابواب الفتن باب السواد الاعظم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۹۲

[3] ردالمحتار کتاب الطلاق باب العدۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۶۰۲ و ۶۱۴

[4] القرآن الکریم ۵۴/۲۶

[ع] رسالہ ہذا فتاوی رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور کی جلد ۲۱ ص ۵۲۱ پر مرقوم ہے۔

شریعت مطہرہ پر کوئی چیز حجت نہیں، حضرات اولیاء جن کی ولایت ثابت و محقق ہے اُن سے جو قول یا فعل یا حال ایسا منقول ہو کہ بظاہر خلاف شرع مطہر ہو،

اوّلاً اگر وہ سند صحیح و واجب الاعتماد سے ثابت نہیں ناقل پر مردود ہے اور دامن اولیاء اس سے پاک بلکہ اولیاء تو اولیاء، حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہٗ نے احیاء شریف میں تصریح فرمائی کہ کسی مسلمان کی طرف کسی کبیرہ کی نسبت جائز نہیں جب تک ثبوت کامل نہ ہو،

لا تجوز نسبۃ مسلم الی کبیرۃ من غیر تحقیق نعم یجوز ان یقال قتل ابن ملجم علیا فان ذلک ثبت متواترا فلا یجوز ان یرمی مسلم بفسق وکفر من غیر تحقیق[۱]

بغیر تحقیق کے کسی مسلمان کی کبیرہ گناہ کی طرف نسبت کرنا جائز نہیں، لیکن ہاں یہ جائز ہے کہ کہا جائے کہ ابن ملجم نے جناب علی (کرم اللہ وجہہٗ) کو شہید کیا اس لئے کہ یہ تواتر سے ثابت ہے، لہٰذا کسی مسلمان کو فسق اور کفر کی تحقیق کے بغیر تہمت لگانا جائز نہیں۔ (ت)

اور یہ تواتر نہیں کہ کوئی نسخہ کسی کی طرف منسوب کسی الماری میں ملا چھاپنے نے اسے چھاپ کر شائع کردیا اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی مجہول ناشناختہ بازار میں کوئی بات منہ سے نکالے اور اسے ہزار آدمی سُنیں اور نقل کریں، ناقل ہزار نہیں لاکھ سہی منتہائے سند تو ایک فرد مجہول ہے تو تواتر درکنار صحت ہی نہیں۔ آج کل حضرات اولیائے کرام کے نام سے بہت کتابیں نظم و نثر ایسی شائع ہورہی ہیں ؎

پس بہر دستے نباید داد دست

(لہٰذا ہر ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینا نہ چاہیے۔ ت)

یہ چال بعض علماء کے ساتھ بھی چلی گئی ہے، ایک کتاب عقائد امام احمد رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نام سے چھپی جس سے وہ ایسے ہی بری ہیں جیسا اس کا مفتری حیا و دیانت سے۔ شاہ ولی اللہ صاحب کی مشہور کتابوں میں وہابی کشش دیکھ کر کسی وہابی نے اُن کے نام سے ایک کتاب گھڑی اور چھاپی گئی ہے۔

ثانیاً اگر بہ ثبوت معتمد ثابت ہو اور گنجائش تاویل رکھتا ہے تاویل واجب اور مخالفت

---

[۱] احیاء العلوم کتاب آفات اللسان الآفۃ الثامنۃ اللعن مطبعۃ المشہد الحسینی قاہرہ ۲/ ۱۲۵

مندفع ۔ اولیا کی شان تو ارفع ہر مسلمان سُنّی کے کلام میں تاحدِ امکان تاویل لازم، امام علامہ عارف باللہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں :

قال الامام النووی رضی اللہ تعالٰی عنہ فی ادب العلم و المتعلم من مقدمۃ شرح المهذب یجب علی الطالب ان یحمل اخوانه علی المحامل الحسنۃ فی کلام یفهم منه نقص الی سبعین محملا ثم قال و لا یعجز عن ذلك الا كل قلیل التوفیق [1]

امام نووی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے شرح مہذب کے مقدمہ "آداب العلم والمتعلم" میں ارشاد فرمایا "طالب پر واجب ہے کہ اپنے بھائیوں کے کلام کو اچھے محمل پر حمل کرے، کسی ایسے کلام میں کہ جس میں نقص سمجھا جائے لہذا اس کے لئے ستر تک محمل تلاش کرے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اس سے عاجز نہیں ہوتا مگر ہر ایسا شخص کہ جس کو کم توفیق عنایت کی گئی۔ (ت)

ثالثاً اگر تاویل ناممکن مگر محتمل ہو کہ وہ کلام اُن کے مناصبِ رفیعہ ولایت و امامت تک پہنچنے سے پہلے کا ہے تو اسی پر حمل کریں گے اور نہ اس سے استناد جائز نہ ان پر اعتراض۔ امام علامہ عارف باللہ سیّدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ میزان الشریعۃ الکبرٰی میں فرماتے ہیں :

یحتمل ان من خطأ غیرہ من الائمۃ انما وقع ذلك منه قبل بلوغه مقام الكشف كما یقع فیه كثیر ممن ینقل كلام الائمۃ من غیر ذوق فلا یفرق بین ما قاله العالم ایام بدایته و توسطه و لا بین ما قاله ایام نهایته [2]

جن لوگوں نے ائمہ کرام کو (ان کے بعض نظریات کی وجہ سے) انھیں خطاکار ٹھہرایا ہے احتمال ہے کہ یہ اُن سے (درجہ عالیہ) مقامِ کشف تک انکی رسائی سے پہلے صادر ہوئے ہوں جیسا کہ بہت سے بے ذوق حضرات جب ائمہ کرام کا کلام نقل کرتے ہیں تو وہ اس خطا میں پڑ جاتے ہیں لہذا عالم نے ابتدائی اور درمیانی دور اور آخری ایام میں جو کچھ فرمایا ہے یہ لوگ ان دونوں میں فرق نہیں کرسکتے۔ (ت)

رابعاً یہ بھی نہ ممکن ہو تو جن کی ولایت و امامت ثابت و متحقق ہے اُن کے ایسے فعل کو افعالِ خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قبیل سے ٹھہرائیں گے اور ایسے کلام کو متشابہات سے کہ نہ اُن پر

---

[1] الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ الفصل الثانی النوع الثالث مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۳۷۹

[2] المیزان الکبرٰی للشعرانی فصل فی بیان تقریر قول من قال الخ مصطفی البابی مصر ۱/ ۳۲

طعن کریں نہ اُس سے بحث اور گمراہ ہے وہ کہ متشابہات کا اتباع کرے،

قال اللہ تعالٰی واما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ماتشابہ منہ[1]

اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اللہ تعالٰی کے متشابہ کلام کی پیروی کرتے ہیں۔ (ت)

متشابہات جس طرح اللہ و رسول کے کلام میں ہیں یونہی اُن اکابر کے کلام میں ہوتے ہیں کما افادہ امام الطریقۃ لسان الحقیقۃ سیدی محی الملۃ والدین ابن عربی رضی اللہ تعالٰی عنہ (جیسا کہ طریقت کے امام، حقیقت کی زبان، میرے آقا، دین وملت کو زندگی بخشنے والے شیخ ابن عربی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے افادہ فرمایا۔ ت) یہ ہے بحمد اللہ طریق سلامت اور اللہ عزوجل کے ہاتھ ہدایت، واللہ یھدی من یشاء الٰی صراط مستقیم والحمد للہ رب العالمین (اور اللہ تعالٰی جسے چاہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے اور سب تعریف اللہ تعالٰی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ ت)

فصل چہارم سجدۂ آدم و یوسف علیہما الصلوٰۃ والسلام کی بحث اور دلائل قاہرہ سے بطلان استدلال مجوزین کا ثبوت

مجوزین کے ہاتھ میں لے دے کر جو کچھ سند ہے یہی ہے اور اسے یوں رنگتے ہیں کہ قرآن عظیم سے ثابت ہوا کہ یہ شریعتِ آدم و یوسف کا حکم تھا اور شرائع سابقہ قطعاً حجت ہیں جب تک اللہ و رسول انکار نہ فرمائیں اور یہاں انکار نہیں تو قرآن عظیم سے قطعاً جواز ہے اور یہ حکم تا قیامت باقی ہے کہ اول تو یہ خبر ہے اور خبر منسوخ نہیں ہوسکتی اور ہو تو قطعی کا ناسخ قطعی چاہئے وُہ یہاں مفقود اور حدیث احاد نامسموع و مردود۔ یہ ہے وہ جسے بکر نے طویل تقریرات پریشان میں بیان کیا نصف ص۱۱ سے اخیر ص۱۲ تک اور ص۹ میں ۵ سطریں ص۲۴ میں ۹ سطریں نیز ص۱۵ میں ۱۲ سطریں اسی کی تکمیل ہیں غرض ڈیڑھ ورق سے زائد میں یہی ہے بلکہ اس انضباط سے ہے بھی نہیں جو ہم نے ان دو سطروں میں کر دیا مگر یہ حقیقۃً نسج العنکبوت سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا اس میں ایک فقرہ بھی صحیح نہیں جیسا کہ بعونہٖ تعالٰی ابھی مشاہدہ ہوگا۔

---

[1] القرآن الکریم ۳/ ۷

(۱۳۰) اگر دین وعقل وادب ائمہ نصیب ہو اگر آدمی آئینہ میں اپنا منہ دیکھے اگر چادر سے زیادہ پاؤں پھیلانے کو شناعت جانے، اگر ہلدی کی گرہ پر پنساری نہ بنے تو اتنا ہی دیکھنا بس تھا کہ قرآن کریم کی یہ آیتیں ائمہ دین وجماہیر اولیائے کاملین رضی اللہ تعالٰی عنہم سے مخفی نہ تھیں حجت شرائع سابقہ ونسخ وفرق قطعی و ظنی کے مسائل یقیناً اُن کے پیش نظر تھے آخر انھوں نے سجدۂ تحیت کی تحریم وممانعت کچھ دیکھ بھال ہی کر رکھی ہوگی یا ایسے پیش پا افتادہ اعتراضوں کی اُن میں کسی کو سُوجھ نہ ہوئی کیا وہ سب کے سب تم سے بھی علم وفہم وعقل ودین میں گئے گزرے تھے۔

(۱۳۱) جانے دو ردالمحتار وفتاوٰی قاضی خان پر تمہارا ایمان ہے کہ صـ۱۲ "نہایت مشہور معتبر کتابیں ہیں قرآن وحدیث کے غور واحقاق کے بعد ان کو مرتب کیا ہے" ہم نے انھیں کتابوں سے دکھا دیا کہ سجدۂ تحیت کم از کم حرام وگناہ کبیرہ ہے اور سوئر کھانے سے بھی بدتر۔ قرآن مجید میں سجدۂ آدم ویوسف علیہما الصلٰوۃ والسلام کی آیتیں انھیں نہ سُوجھیں تو خاک غور واحقاق کیا، یہ بھی جانے دو اسی غور واحقاق والی ردالمحتار سے اُس تمام بے سروپا تقریر کا خاص رَد لو۔ ردالمحتار کی جلد پنجم کتاب الحظر والاباحۃ میں قبیل فصل فی البیع ہے:

اختلفوا فی سجود الملٰئکۃ قیل کان للہ تعالٰی والتوجہ الی اٰدم للتشریف کاستقبال الکعبۃ وقیل بل لاٰدم علٰی وجہ التحیۃ والاکرام ثم نسخ بقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لو امرت احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا تاترخانیۃ قال فی تبیین المحارم والصحیح الثانی ولم یکن عبادۃ لہ بل تحیۃ واکراما ولذا امتنع عنہ ابلیس وکان جائزا فیما مضی کما فی قصۃ یوسف قال ابو منصور الماتریدی وفیہ دلیل علی نسخ الکتاب بالسنۃ۔[1]

یعنی سجدۂ ملائکہ میں علماء کو اختلاف ہوا بعض نے کہا سجدہ اللہ تعالٰی کے لیے تھا اور آدم علیہ الصلٰوۃ والسلام کے اعزاز کے لئے منہ ان کی طرف تھا جیسے کعبہ کو منہ کرنے میں ہے اور بعض نے کہا بلکہ سجدہ ہی آدم علیہ الصلٰوۃ والسلام کو تحیت وتکریم کے طور پر تھا پھر اس حدیث سے منسوخ ہوگیا کہ اگر میں کسی کو سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے، یہ تاتارخانیہ میں ہے، اور تبیین المحارم میں فرمایا صحیح قول دوم ہے اور یہ ان کی عبادت نہ تھا بلکہ تحیت وتکریم، ولہذا ابلیس اس سے باز رہا اور سجدۂ تحیت اگلی شریعتوں میں جائز تھا جیسا کہ قصۂ یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام میں ہے، امام اجل علم الہدٰی امام اہلسنت

---

[1] ردالمحتار باب الاستبراء وغیرہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۴۶

سیدنا ابو منصور ماتریدی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا اس پر دلیل ہے کہ حکم قرآن حدیث سے منسوخ ہوجاتا ہے انتہی۔

للہ انصاف، اس غور و احقاقِ قرآن والی مشہور معتبر کتاب نے آپ کا کوئی فقرہ کسی فقرے کا کوئی تسمہ لگا رکھا وللہ الحمد۔

(۱۳۲) اگر بکر ربقۂ تقلید گردن سے نکال کر خود محقق بن کر یہ استدلال کرے تو استغفر اللہ، کیا امکان ہے کہ ایک حرف چل سکے۔

فاقول و باللہ التوفیق (پس میں کہتا ہوں اللہ تعالٰی کی توفیق کے ساتھ۔ت)

اوّلاً سرے سے اس کا آدم یا یوسف یا کسی نبی علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شریعت ہونے ہی کا ثبوت دے اور ہرگز نہ دے سکے گا، آدم علیہ السلام کی آفرینش سے پہلے رب عزّوجل نے یہ حکم ملائکہ کو دیا تھا:

فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ سٰجدین[1]	جب میں اسے ٹھیک بنالوں اور اس میں اپنی طرف کی روح پھونک دوں اس وقت تم اس کے لئے سجدہ میں گرنا۔

تو اس وقت نہ کوئی نبی تشریف لایا تھا نہ کوئی شریعت اتری۔ ملائکہ و بشر کے احکام جدا ہیں، جو حکم فرشتوں کو دیا گیا وہ شریعت میں من قبلنا (جو انبیاء ہم سے پہلے گزرے ان کی شریعت۔ت) نہیں، قصۂ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اتنا ثابت کہ شریعتِ یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سجدۂ تحیت کی ممانعت نہ تھی کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام فعلِ ممنوع نہیں کرتے، ممانعت نہ ہونا دونوں طرح ہوتا ہے یا تو ان کی شریعت میں اس کے جواز کا حکم ہو یہ اباحت شرعیہ ہوگی کہ حکم شرعی ہے یا ان کی شریعت میں اس کا کچھ ذکر نہ آیا ہو تو جو فعل جب تک شرع منع نہ فرمائے مباح ہے یہ اباحت اصلیہ ہوگی کہ حکم شرعی نہیں بلکہ عدم حکم ہے، اور جب دونوں صورتیں محتمل تو ہرگز ثابت نہیں کہ شریعت یعقوبیہ میں اس کی نسبت کوئی حکم تھا تو شریعت میں من قبلنا ہونا کب ثابت، بحمدہٖ تعالٰی شبہہ کا اصل معنی ہی ساقط۔

(۱۳۳) ثانیاً قرآن عظیم سے سجدہ مبحوث عنہا (جو زیر بحث ہے۔ت) کا جواز قطعاً

---

[1] القرآن الکریم ۱۵/ ۲۹ و ۳۸/ ۷۲

ثابت ہونا بوجوہ باطل ؛

وجہ اول : علماء کو اختلاف ہے کہ یہ سجدہ زمین پر سر رکھنا تھا یا صرف جھکنا، سر خم کرنا۔ ابو الشیخ کتاب العظمۃ میں امام محمد بن عباد بن جعفر مخزومی سے راوی ؛

قال کان سجود الملٰئکۃ لاٰدم ایماءً[1] — آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملائکہ کا سجدہ اشارہ تھا۔

ابن جریر و ابن المنذر و ابو الشیخ امام عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج سے تفسیر قولہ تعالٰی وخروا لہ سجدا (اللہ تعالٰی کے ارشاد خروا لہ سجدا یعنی حضرت یوسف کے والدین اور ان کے برادر حضرت یوسف کے لئے سجدے میں گر گئے۔ت) میں راوی ؛

قال بلغنا ان ابویہ واخوتہ سجدوا لیوسف ایماء برؤسھم کھیأۃ الاعاجم وکانت تلك تحیتھم کما یصنع ذٰلك ناس الیوم[2] — ہمیں حدیث پہنچی کہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کے ماں باپ بھائیوں کا سجدہ سر سے اشارہ کرنا تھا جیسے اہل عجم کے یہاں یہ ان کی تحیت تھی جس طرح اب بھی کچھ لوگ کرتے ہیں کہ سلام میں سر جھکاتے ہیں۔

امام فخر الدین رازی وغیرہ نے محاورات عرب سے اس معنی سجدہ کا اثبات کیا، امام بغوی نے معالم التنزیل اور امام خازن نے لباب میں اسی کو اختیار فرمایا اور قولِ اول کو ضعیف کہا سجدۂ ملائکہ میں فرماتے ہیں ؛

لم یکن فیہ وضع الوجہ علی الارض انما کان انحناء فلما جاء الاسلام ابطل ذٰلك بالسلام[3] — یعنی وہ زمین پر منہ رکھنا نہ تھا صرف جھکنا تھا جب اسلام آیا اسے بھی سلام مقرر کرکے باطل فرمادیا۔

سجدۂ یوسف میں فرماتے ہیں ؛

لم یرد بالسجود وضع الجباہ علی الارض و — یعنی سجدے سے زمین پر پیشانی رکھنا مراد نہیں

---

[1] الدر المنثور بحوالہ ابی الشیخ فی العظمۃ عن محمد بن عباد تحت آیۃ ۲/ ۳۴ مکتبۃ آیۃ العظمی قم ایران ۱/ ۴۸

[2] ؍؍ ؍؍ بحوالہ ابن جریر وابن المنذر وابی الشیخ عن ابن جریج ؍؍ ۱۲/ ۱۰۰ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ۴/ ۳۶

[3] معالم التنزیل علی ہامش تفسیر الخازن تحت آیۃ ۲/ ۳۴ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۸

انما ھو الانحناء والتواضع وقیل وضعوا الجباہ علی الارض علی طریق التحیۃ والتعظیم وکان جائزا فی الامم السابقۃ فنسخ فی ھذہ الشریعۃ[1]

وہ تو صرف جھکنا اور تواضع کرنا تھا اور بعض نے کہا بطور تحیت و تعظیم پیشانی ہی زمین پر رکھی اور یہ اگلی امتوں میں جائز تھا اس شریعت میں منسوخ ہوگیا۔

بعینہٖ یونہی خازن میں ہے، دونوں امام جلیل جلال الدین نے تفسیر جلالین میں اسی پر اقتصار فرمایا جلال سیوطی سجدۂ آدم میں فرماتے ہیں:

واذ قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لاٰدم سجود تحیۃ بالانحناء[2]

یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے (بطور حکم) فرمایا کہ حضرت آدم کو سجدہ کرو یعنی سجدہ سے بطور تحیت صرف جھکنا مراد ہے۔ (ت)

سورۂ یوسف میں فرماتے ہیں:

خروا لہ سجدا سجود انحناء لا وضع جبھۃ وکان تحیتھم فی ذٰلک الزمان[3]

وہ سب حضرت یوسف (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے لئے سجدہ میں گر گئے یعنی ان کے سامنے جھک گئے نہ کہ پیشانی زمین پر رکھی، اور یہ کارروائی اس زمانے میں ان کی تحیت یعنی تعظیم تھی۔ (ت)

جلال محلی سورۂ کہف میں فرماتے ہیں:

واذ قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لاٰدم سجود انحناء لا وضع جبھۃ[4]

اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا حضرت آدم کو سجدہ کرو یعنی ان کے سامنے جھک جاؤ نہ کہ زمین پر پیشانی رکھو (ت)

اور یہ دونوں حضرات اصح الاقوال لیتے ہیں، خطبۂ جلالین میں ہے:

ھذا تکملۃ تفسیر القراٰن الکریم الذی الفہ الامام جلال الدین المحلی علی

یہ قرآن کریم کی تفسیر کا تکملہ ہے کہ جس کو جلال الدین محلی نے تالیف کیا اسی کی طرز پر سب سے

---

[1] معالم التنزیل علی ہامش تفسیر الخازن تحت آیۃ ۱۲/۱۰۰ مصطفی البابی مصر ۳/۲۱۷
[2] تفسیر جلالین تحت آیۃ ۲/۳۴ اصح المطابع دہلی نصف اول ص ۸
[3] " " ۱۲/۱۰۰ " " " " ۱۹۸
[4] " " ۱۸/۵۰ " " نصف ثانی " ۲۴۷

نمطه من الاعتماد علی ارجح الاقوال[1] زیادہ راجح قول پر اعتماد کرتے ہوئے (ت)

توان چاروں اکابر کے نزدیک راجح قول دوم ہے کہ محض جھکنا تھا نہ کہ سجدۂ معروفہ، بعض گروہ دیگر کے نزدیک قول اول راجح ہے وبہ اقول لقعوا وخروا (اور میں یہی کہتا ہوں (ترجیح قول اول) اس لئے کہ قرآن مجید میں الفاظ "قعوا" اور "خروا" ہیں یعنی اس کے لئے سجدہ میں پڑجاؤ، اور اس کے لئے وہ سجدہ میں گر گئے۔ ت) بہرحال خود اختلاف نافی قطعیت ہے نہ کہ ترجیح بھی مختلف۔

(۱۳۴) بکر کا صفحہ ۵ پر اس سے بچاؤ کے لئے زعم کہ "سجدے کی صورت سوائے موجودہ شکل کے اور کوئی نہیں ہے، اور بعض غیر مسلم اقوام میں جو سجدہ کی تعریف ہے وہ اسلامی سجدہ نہیں بلکہ رکوع کے مشابہ ہے" سخت جہالت ہے کیا امام اجل محمد بن عباد تابعی تلمیذ ام المومنین صدیقہ وعبداللہ بن عباس وعبداللہ بن عمر والوہریرہ وجابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہم وامام جلیل احد تبع التابعین ابن جریج تلمیذ امام ہمام جعفر صادق واستاذ الاستاذ امام شافعی رحمہم اللہ تعالٰی اور امام محی السنۃ بغوی وامام فخرالدین رازی وامام خازن وامام جلال الدین المحلی وامام جلال الدین سیوطی وغیرہم اکابر معاذاللہ غیر مسلم اقوام سے ہیں یا اصطلاحات کفار سے قرآن عظیم کی تفسیر کرتے ہیں۔

(۱۳۵) سجدۂ تلاوت کہ نماز میں واجب ہو فوراً بشکل رکوع بھی ادا ہوجاتا ہے یونہی رکوع نماز میں اس سجدہ کی نیت کرنے سے جبکہ چار آیت کا فصل دے کر نہ ہو، اور ایک روایت میں بیرون نماز بھی اس سجدہ میں رکوع کافی ہے۔ تنویر الابصار و درمختار میں ہے:

(تؤدی برکوع وسجود) غیر رکوع الصلٰوۃ وسجودھا (فی الصلٰوۃ لھا) ای للتلاوۃ وتؤدی (برکوع صلٰوۃ علی الفور)[2] جو سجدۂ تلاوت کہ نماز میں تلاوت کی وجہ سے واجب ہو وہ نماز کے رکوع، سجدہ کے علاوہ الگ رکوع اور سجدہ سے ادا کیا جاسکتا ہے لیکن اگر نماز میں ایک، دو یا تین آیتیں پڑھنے سے فوراً رکوع کیا تو سجدۂ تلاوت اس سے بھی ادا ہوجائے گا بشرطیکہ رکوع میں اسے ادا کرنے کی نیت کرے (ت)

ردالمحتار میں ہے:

وروی فی غیر الظاہر ان الرکوع ینوب عنھا غیر ظاہر روایت میں مروی ہے کہ رکوع بیرون نماز

---

[1] تفسیر جلالین خطبۃ الکتاب اصح المطابع دہلی ص ۳

[2] الدرالمختار کتاب الصلٰوۃ باب سجود التلاوۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۰۵

خارج الصلوٰۃ ایضًا۔[1] سجدۂ تلاوت کے قائم مقام ہوجاتا ہے۔(ت)

جہالت سے شرعی احکام کو غیر اسلامی کردیا۔

(۱۳۶) وجہ دوم: اگر یہ سجدۂ مشہورہ تھا تو ائمہ کو اس میں اختلاف ہے کہ سجدہ آدم ویوسف کو تھا یا سجدہ اللہ عزوجل کو اور آدم ویوسف قبلہ۔ ابن عساکر ابو ابراہیم مزنی سے راوی:

انہ سئل عن سجود الملٰئکۃ لاٰدم فقال ان اللہ جعل اٰدم کالکعبۃ۔[2]

یعنی اُن سے سجدۂ ملائکہ کے بارے میں استفسار ہوا، فرمایا اللہ عزوجل نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کعبہ کی طرح کردیا تھا۔

معالم وخازن وغیرہما میں ہے:

وقیل معنی قولہ اسجدوا لاٰدم ای الٰی اٰدم فکان اٰدم قبلۃ والسجود للہ تعالٰی کما جعلت الکعبۃ قبلۃ للصلوٰۃ والصلوٰۃ للہ تعالٰی۔[3]

یعنی بعض نے کہا معنی آیت یہ ہیں کہ آدم کی طرف سجدہ کرو تو آدم قبلہ تھے اور سجدہ اللہ تعالٰی کو، جیسے کعبہ نماز کا قبلہ ہے اور نماز اللہ تعالٰی کے لئے۔

نیز سورۂ یوسف میں ہے:

وروی عن ابن عباس معناہ خروا لہ عزوجل سجدا بین یدی یوسف والاول اصح۔[4]

ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے لئے یوسف کے سامنے سجدہ میں گرے، اور اول زیادہ صحیح ہے۔

امام رازی نے تفسیر کبیر میں اس قول دوم کی تحسین کی۔

حیث قال الوجہ الثانی انہم جعلوا یوسف کالقبلۃ وسجدوا للہ شکر النعمۃ وجدانہ وھذا

جیسا کہ امام رازی نے فرمایا کہ دوسری وجہ یہ ہے کہ انھوں نے حضرت یوسف کو قبلہ کی طرح ٹھہرایا تھا (یعنی ان کی طرف سجدہ کیا) لیکن

---

[1] ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب سجود التلاوۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۵۱۸

[2] الدرالمنثور بحوالہ ابن عساکر تحت آیۃ واذ قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لاٰدم الخ قم ایران ۱/ ۱۵۰

[3] معالم التنزیل علی ہامش تفسیر الخازن تحت آیۃ ۲/ ۳۴ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۸

[4] " " " " " " ۱۲/ ۱۰۰ " " ۳/ ۳۱۷

التاویل حسن فانہ یقال صلیت للکعبۃ کما یقال صلیت الی الکعبۃ قال حسان ع
الیس اول من صلی لقبلتکم[1]

سجدہ اللہ تعالیٰ کے لئے کیا تھا حضرت یوسف کو پالینے کی نعمت کا شکر ادا کرتے ہوئے، اور یہ توجیہ اچھی ہے کیونکہ صَلَّیْتُ للکعبۃ کہا جاتا ہے جیسا کہ صلیت الی الکعبۃ کہا جاتا ہے یعنی دونوں میں کوئی فرق نہیں [یعنی میں نے کعبہ کی طرف نماز پڑھی] اور حضرت حسان نے فرمایا ع کیا وہ پہلا شخص نہیں جس نے تمہارے قبلہ کے لئے یعنی اس کی طرف نماز پڑھی (ت)

اور ظاہر ہے کہ اس تقدیر پر یہ محل نزاع سے خارج ہے، نزاع اس میں ہے کہ غیر خدا کو سجدۂ تعظیمی کیا جائے صہ پر تحریر بحر کا سرنامہ ہے: "پیروں اور مزاروں کو تعظیمی سجدہ"۔ صہ "عبادت کے سجدے اور تعظیم کے سجدے میں بہت فرق ہیں، عبادت کا سجدہ غیر خدا کو کرنے کی ممانعت فرمائی۔" صہ "عبادت کا سجدہ غیر خدا کو جائز نہیں اور غیر مقررسمت کے جائز ہیں۔" صہ "تعظیمی سجدے کے خلاف قرآن خاموش ہے نہ یہ کہتا ہے کہ غیر خدا کو سجدہ کرو نہ یہ کہ غیر خدا کو سجدہ نہ کرنا" صہ ۹،۸ "وہ آیت کہ سجدہ نہ کرو سورج اور چاند کو اس میں غیر انسان کے سجدہ کا ذکر ہے اور گفتگو سجدۂ انسانی میں ہے۔" صہ "صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو جانور اور درخت سجدہ کرتے ہیں ہم زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں، فرمایا آدمی کو زیبا نہیں کہ سوائے خدا کے کسی کو سجدہ کرے۔" صہ ۱۱ "خدا کی مرضی تھی کہ خلافت کی تعظیم وہی ہو جو میری، اس واسطے آدم کو سجدہ کرایا" صہ ۱۵ "مسجود خلائق کسی بندہ کے حق میں لکھتے ہیں یا کسی خدا کے۔" صہ ۱۶ "ہر حاضر ہونے والا آپ کو سجدہ تعظیمی کرتا تھا" صہ ۱۷ سیر الاولیا سے،

در امم ماضیہ رعیت بادشاہ را و امت مر پیغمبر را سجدہ می کردند[2]

پہلی امتوں میں رعیت بادشاہ کو امت پیغمبر کو سجدہ کرتی تھی۔

لطائف سے،

القوم للنبی والمرید للشیخ والرعیۃ للملک والولد للوالدین والعبد للمولیٰ[3]

قوم، پیغمبر کو۔ مرید، پیر کو۔ رعیت، بادشاہ کو۔ بیٹا، والدین کو۔ اور غلام آقا کو سجدہ کیا کرتے تھے۔[4]

---

[1] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیہ ۱۲/۱۰۰ المطبعۃ البہیۃ المصریۃ مصر ۱۸/۲۱۲
[2] سیر الاولیاء باب ششم مؤسسہ انتشارات اسلامی لاہور ص ۳۵۱
[3] لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی لطیفہ ہفدہم مکتبہ سمنانی کراچی حصہ دوم ص ۲۹

صفحہ ۲۱ :

سجد الرجل للسلطان ولغیرہ یرید بہ التحیۃ لایکفر[1]

کسی شخص نے بادشاہ یا کسی اور کو سجدہ کیا کہ جس سے اس کی تعظیم مراد تھی تو وہ (اس کام سے) کافر نہ ہوگا۔ (ت)

صفحہ ۲۲ "سجدہ تحیت آدمی کے لئے ہے سجدہ عبادت خدا کے لئے"۔ ایضاً "سجدہ تحیت نبی کے لئے، پیر کے لئے، بادشاہ کے لئے، والدین کے لئے، آقا کے لئے۔ ایضاً "بادشاہ کو سجدہ کیا یا اور کسی کو اور تعظیم کی نیت ہوئی تو کافر نہیں"۔ ص۲۳ "سجدہ تعظیمی تمام بزرگوں کو کیا جاتا تھا"۔ ایضاً "بزرگوں کو تعظیمی سجدہ"۔ ص۲۴ "مزاروں کو سجدہ"۔ غرض اول تا آخر تحریر بکر شاہد اور خود ہر شخص آگاہ کہ غیر خدا کو سجدہ کرنے میں کلام ہے نہ کہ غیر کی طرف، کعبہ کی طرف ہر مسلمان سجدہ کرتا ہے اور کعبہ کو سجدہ کرے تو کافر۔

(۱۳۷) بکر نے بعلت عادت خودکشی کہ او ھو فی الخصام غیر مبین ○ (وہ کھل کر واضح طور پر جھگڑالو نہیں۔ ت) ص۱۰ پر "سجدہ کی مجازی و حقیقی سمت" کی سرخی دے کر اپنی اگلی کچھلی ساری کارروائی خاک میں ملائی نافع و مضر میں بے تمیزی اس پر لائی کہ وہی قول مان لیا جس پر سجدہ آدم کو سجدہ نزاعی سے کچھ تعلق نہ رہا اور اسی کو اپنے مزعوم سجدہ کا مطلب قرار دیا تصریح کردی کہ "درحقیقت آدم کا سجدہ نہ تھا بلکہ وہ خدا کی جانب سجدہ تھا آدم محض ایک سمت تھے جیسا کعبہ ہمارے سجدوں کی سمت ہے تو کیا پتھروں کا بنا ہوا کعبہ تو سمت سجدہ ہوسکتا ہے اور آدم کا وجود جو خلیفۃ اللہ اور انوار الٰہی کا زندہ خزانہ ہے سجدہ کی سمت نہیں ہوسکتا بالکل عیاں ہے کہ کعبہ کی طرح آدمی بھی سجدہ تعظیمی کی سمت مجازی ہے"۔ چلئے فراغت شد سارا دفتر گاؤ خورد (سارا دفتر گائے نے کھالیا۔ ت) جس شخص کو یہ تمیز نہ ہو کہ اس کے سر میں کیا ہے اور منہ سے کیا نکلتا ہے یہ ادراک نہ ہو کہ وہ اپنا گھر بناتا یا یکسر ڈھارہا ہے اس کا مدارک علیہ میں دخل دینا عجب تماشا ہے۔

(۱۳۸) وہ جو ص۲۱ پر بحوالہ لطائف مرصاد سے نقل اور ص۲۲ پر اس کا ترجمہ کیا کہ "مشائخ کے سامنے جو سجدہ کیا جاتا ہے یہ سجدہ نہیں بلکہ تعظیم ہے اپنے معبود کے نور کی جو مشائخ میں جلوہ فگن ہوتا ہے" یہ بھی وہی سارے گھر کا ستیاناس لگالینا ہے۔ یہ عبارت لطائف کا ساتواں فائدہ ہے مشائخ

---

[1] لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی لطیفہ ہفدہم مکتبہ سمنانی کراچی حصہ دوم ص۲۹

کو سجدہ کہ مشائخ کے سامنے سجدہ رہ گیا اب کسے روئیں گے ، وہ چھتیس[۳۶] جگہ لام اور را اور کو جو نمبر ۱۳۴ میں گزرے ۔

(۱۳۹) مگر یہ بھی وقتی بول ہے کہ مُنہ سے نکل گیا ، ہرگز یہ بکر کے دل کی نہیں کہ مشائخ کو سجدۂ تحیت نہ ہو صرف اس کے سامنے ہو، نہ ہرگز یہ اس کے فاعلوں کی نیت ہوتی ہے بلکہ یقیناً مشائخ و مزارات ہی کو سجدہ کرتے اور اسی کا قصد رکھتے اور اسی پر لڑتے جھگڑتے ہیں تو بکر پر یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم[۱] (وہ اپنے مُونہوں سے وہ کچھ کہتے ہیں جو اُن کے دلوں میں نہیں ۔ ت) صادق ، ع
مُنہ سے کہتے ہیں جو دل میں نہیں

(۱۴۰) جب یہ ٹھہری کہ سجدہ مشائخ کو نہیں وہ صرف سمت ہیں اور سجدہ اللہ عزوجل کو ، تو اب سجدۂ عبادت و تحیت کا تعدد باطل ، کیا اللہ کو کبھی سجدہ معبود سمجھ کر ہوگا وہ سجدہ عبادت ہے اور کبھی بغیر معبود سمجھے وہ سجدۂ تحیت ہے ، حاشا اُسے ہر سجدہ معبود ہی جان کر ہوگا تو صرف سجدۂ عبادت رہ گیا سجدۂ تحیت خود ہی باطل ہوا اور صفحہ ۵ ، ۶ ، ۷ وغیرہا کی ساری لفاظیاں باطل و لغو ہو گئیں ۔

(۱۴۱) لغو ہی نہیں بلکہ مرادِ بکر پر پانی پھر گیا ، جب ہر سجدہ سجدۂ عبادت ہے اور اُسے اقرار ہے کہ سجدۂ عبادت کے لئے اللہ تعالٰی نے کعبہ کو سمت ٹھہرایا ہے تو مشائخ یا مزارات کو اس کی سمت بنانا اللہ عزوجل سے صریح مخالفت و حرام ہے ۔

(۱۴۲) اب شرائع سابقہ اور نسخ اور قطعی و ظنی کا سب جھگڑا خود ہی چُکا دیا اللہ عزوجل قرآن عظیم میں فرما چکا :

حیثما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ[۲] تم جہاں کہیں ہو کعبہ ہی کو منہ کرو ۔

تو جس طرح اس آیت سے بیت المقدس کا قبلہ منسوخ ہو گیا اور جو اس طرف نماز کا قصد کرے مستحق جہنم ہے یونہی آدم و یوسف علیہما الصلوٰۃ والسلام کے یہاں جو معظمین دین کو سمت بنانا تھا وہ بھی بعینہٖ اسی آیت سے منسوخ ہو گیا اور مشائخ و مزارات کو سمت بنانے والا حکم الٰہی کا مخالف و مستحق نار ہوا جیسے کوئی بہن سے نکاح کرے اس سند سے کہ شریعتِ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں جائز تھا واقعی علی نفسہا تجنی براقش ۔

---

[۱] القرآن الکریم ۳/۱۶۷
[۲] " " ۲/۱۴۴ و ۱۵۰

(۱۴۳) اب وہ بیہودہ قیاس کہ "کیا پتھروں کا بنا ہوا کعبہ الخ" خود ہی مردود ہو گیا نص قطعی کے مقابل قیاس کار ابلیس ہے کہ:

انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین[1] — میں اس (آدم) سے بہتر ہوں کیونکہ تُو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اسے (آدم کو) کیچڑ سے پیدا کیا۔ (ت)

(۱۴۴) اور وہ قیاس بھی کتنا اوندھا، پتھروں کا بنا ہُوا بے جان کعبہ تو اعلٰی سجدے سجدہ عبادت کی سمت حقیقی ہو اور خلیفۃ اللہ زندہ خزانہ انوارِ الٰہی ادنٰی سجدے سجدۂ تحیت کی بھی سمتِ حقیقی نہ بن سکے صرف مجازی ہو یہ قیاس صحیح ہوتا تو عکس ہوتا۔

(۱۴۵) جب سجدہ مشائخ کی طرف ہے تو سمت حقیقۃ متحقق موجود مشاہد کو مجازی ماننا کن آنکھوں کا کام ہے۔

(۱۴۶) جو آنکھیں مشاہدات کو مجازی مانیں اُن سے اس کی کیا شکایت کہ کعبہ ان پتھروں سے بنے ہوئے مکان کا نام نہیں ورنہ پہاڑوں اور کُنویں میں نماز باطل ہو یاں کرشن مت میں کعبہ کی حقیقت اتنی ہی ہو گی کہ پتھر کا گھر جیسے مندر کی مُورتیں۔

(۱۴۷) اس بیہودہ قرارداد وبیمعنی قیاس نے کلام حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا رَد کر دیا، عبارت سیر الاولیاء کہ بکر نے صہ ۱۹ پر جس کا حوالہ دیا قصہ سیاح کے بعد اُس کی ابتدار یُوں ہے:

بعد فرمود معہذا در پیش من رُوئے بر زمیں می آورند من کارہ ام۔ — اس کے بعد فرمایا اسکے باوجود لوگ میرے سامنے اپنے چہرے زمین پر رکھ دیتے ہیں۔ لیکن میں اس کو ناپسند کرتا ہوں۔ (ت)

جب یہ سجدہ اللہ ہی کو ہے خدا کے سجدے کو بُرا سمجھنا کیا معنی، اپنے سمت بننے کو بُرا جاننا کس لئے کیا "پتھروں کا کعبہ سمتِ سجدہ ہو سکتا ہے اور خلیفۃ اللہ اور انوارِ الٰہی کا زندہ خزانہ نہیں ہو سکتا" اگر وُہ اپنے آپ کو خزانہ انوارِ الٰہی نجانتے تھے تو منع کیوں نہیں فرماتے تھے۔ یہ کیا حجت ہوئی کہ صہ ۱۹ "اپنے شیخ کے ہاں ایسا دیکھا ہے" شیخ تو خزانہ انوار الٰہی تھے یہاں منع کرنے کو معاذ اللہ وہاں کی تجہیل و

---

[1] القرآن الکریم ۷/ ۱۲ و ۳۸/ ۷۶

تفسیق سے کیا علاقہ۔

(۱۴۸) صدر کلام سے حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا سجدۂ تحیت سے کارہ ہونا اڑا دیا۔ یہ خیانت کی فہرست میں اضافہ ہے۔

(۱۴۹) یہی رُد عبارت لطائف کا کرلیا خود ص ۲۱ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے عالم کے سوال اور حضرت کے ارشاد کا ترجمہ کیا "ایک مولوی صاحب نے مخدوم سے سوال کیا یہ سجدہ نامشروع ہے، مخدوم نے فرمایا میں نے بارہا منع کیا اور اس حرکت سے روکا ہے یہ باز نہیں آتے" اللہ کو سجدے سے روکنا اور بار بار منع کرنا اور بکر صاحب کا ترجمہ میں اسے حرکت کہنا کیا معنی!

(۱۵۰) عالم نے کہا یہ سجدہ نامشروع ہے حضرت مخدوم نے اس پر انکار نہ فرمایا بلکہ اور تائید فرمائی کہ میں نے تو بارہا منع کیا ہے معلوم ہوا کہ حضرت مخدوم بھی اس سجدہ کو نامشروع جانتے تھے ورنہ حق سے سکوت درکنار باطل کی تائید نہ فرماتے۔ یہ عبارت لطائف کا آٹھواں فائدہ ہوا، وجہ دوم میں یہ ۱۴ نمبر اس وجہ پر زائد تھا مگر اصل مبحث کے کمال مؤید کر بکر کے ہاتھوں "یخربون بیوتھم بایدیھم"[1] آشکار ہو اپنے ہاتھوں اپنا گھر ویران کرتے ہیں۔ ربا وبایدی المؤمنین اور مسلمانوں کے ہاتھوں یہ اوپر کے گزشتہ و آئندہ کے کثیر نمبروں سے آشکار فاعتبروا یا اولی الابصار (پھر نصیحت اور پند پذیر ہوا سے نگاہیں رکھنے والو! ۔ ت)

(۱۵۱) وجہ سوم: آیت سورۂ یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام میں ایک وجہ نفیس اور ہے جس سے سمت بنانا بھی برقرار نہیں رہتا، ابن عطا بن ابی رباح استاذ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت فرماتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا معنی آیت یہ ہے کہ یوسف کے پانے پر اللہ کے لئے سجدۂ شکر کیا۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں میرے نزدیک آیت کے یہی معنی متعین ہیں یعقوب علیہ الصلٰوۃ والسلام کا یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام کو سجدہ کرنا ازبس بعید ہے اور یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام کا اُسے روا رکھنا اُن کے دین و عقل سے مستبعد کہ باپ اور بوڑھے اور نبی اللہ اور علم و دین و درجاتِ نبوت میں اُن سے زیادہ اور وہ الٹا انھیں سجدہ کریں، تفسیر کبیر کی عبارت یہ ہے:

وھوقول ابن عباس فی روایۃ — پہلی بات، اور وہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما

---

[1] القرآن الکریم ۵۹/۲

عطاء ان المراد بهذه الأية انهم خروا له ای لاجل وجدانه سجدا لله تعالٰی. و حاصل الکلام ان ذٰلك السجود کان سجودا للشکر فالمسجود له هو الله تعالٰی الا ان ذٰلك السجود انما کان لاجله، وعندی أن هذا التاویل متعین لانه لایستبعد من عقل یوسف ودینه ان یرضی بان یسجد له ابوه مع سابقته فی حقوق الابوة و الشیخوخة والعلم والدین وکمال النبوة۔[1]

کا ارشاد ہے بروایت عطا بن ابی رباح رضی اللہ تعالٰی عنہم کہ اس آیۃ خروا له سجدا سے مراد یہ ہے کہ وہ سب حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پالینے کی نعمت پر اللہ تعالٰی کیلئے سجدہ ریز ہوئے، لہٰذا خلاصۂ کلام یہ ہے کہ وہ سجدہ تو اللہ تعالٰی کے شکر ادا کرنے کا سجدہ تھا لہٰذا اس میں "مسجود لہ" (وہ جس کے لئے سجدہ کیا جائے) اللہ تعالٰی ہے، البتہ وہ سجدہ حضرت یوسف کی وجہ سے تھا یعنی ان کو پالینے کی خوشی میں اللہ تعالٰی کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کے لئے سجدہ بجالایا گیا، اور میرے (یعنی امام فخر الدین رازی کے) نزدیک یہی تاویل و توجیہ متعین ہے، کیوں؟ اس لئے کہ حضرت یوسف کی ذہانت اور کمالِ عقل اور صاحبِ دین ہونے کی وجہ سے یہ بعید ہے کہ وہ اس بات پر راضی ہوجائیں کہ ان کے بوڑھے باپ جو حقوق ابوت (پدری حقوق)، مقام نبوت، بڑھاپے، علم اور دین (ان تمام اوصاف میں) ان سے درجہ اولویت اور سبقت رکھتے ہوں، ان کے آگے سجدہ کریں (ت)

پھر فرمایا:

الوجه الخامس لعل التحیة فی ذٰلك الوقت هو السجود وهذا فی غایة البعد لان المبالغة فی التعظیم کانت الیق بیوسف منها بیعقوب علیهما الصلٰوة والسلام فلوکان الامر کما قلتم لکان من الواجب ان یسجد یوسف لیعقوب علیهما الصلٰوة والسلام۔[2]

پانچویں وجہ: اس دور میں، شاید تعظیم کیلئے سجدہ ہوا کرتا تھا (اور جو کچھ مروی ہوا) یہ عقل سے انتہائی بعید ہے کیونکہ تعظیم میں مبالغہ اختیار کرنا حضرت یوسف کے زیادہ لائق اور مناسب تھا کہ وہ اپنے والد بزرگوار حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے کرتے، لہٰذا اگر معاملہ ایسا ہے جیسا کہ تم نے کہا تو پھر حضرت یوسف کے لئے واجب تھا کہ وہ اپنے والد گرامی حضرت یعقوب علیہما الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ کرتے۔ (ت)

[1] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیۃ ۱۲/۱۰۰ المطبعۃ البہیۃ المصریۃ مصر ۱۸/ ۲۱۲

[2] " " " " " " ۱۸/ ۲۱۳

(۱۵۲) وجہ چہارم: سب جانے دو وہ انھیں کو سجدہ معروفہ سہی اور وہ ان کی شریعتوں کا حکم ہی سہی تو شرائع سابقہ کا ہم پر حجت ہونا ہی قطعی نہیں ائمہ اہلسنت کا مختلف فیہ ظنی مسئلہ ہے بعض کے نزدیک وہ اصلاً حجت نہیں، نہ اُن پر عمل جائز جب تک ہماری شرع سے کوئی دلیل قائم نہ ہو، اور یہی مذہب اکثر متکلمین اور ایک گروہ حنفیہ و شافعیہ کا ہے، اور اسی پر امام اہلسنت قاضی ابوبکر باقلانی اور امام فخرالدین رازی و سیف آمدی ہیں، بعض کے نزدیک حجت ہیں جب تک نسخ پر دلیل قائم نہ ہو، اکثر حنفیہ اسی پر ہیں؛ اصول امام فخرالاسلام میں ہے:

قال بعض العلماء یلزمنا شرائع من قبلنا حتی یقوم الدلیل علی النسخ و قال بعضھم لایلزمنا حتی یقوم الدلیل[1]

بعض علمائے کرام نے فرمایا شرائع (اور ادیان) جو ہم سے پہلے ہوئے اُن کے مطابق عمل کرنا ہمارے لئے لازم (اور ضروری) ہے جب تک کوئی دلیل ان کے نسخ پر قائم نہ ہو۔ بعض نے فرمایا وہ ہم پر لازم نہ ہو یہاں تک کوئی دلیل (جواز عمل) قائم ہو (ت)

شرح امام عبدالعزیز بخاری میں ہے:

ذھب اکثر المتکلمین وطائفۃ من اصحابنا واصحاب الشافعی الی انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لم یکن متعبدًا بشرائع من قبلنا وان شریعۃ کل نبی تنتھی بوفاتہ علی ما ذکرصاحب المیزان اویبعث نبی آخر علی ما ذکرشمس الائمۃ ویتجدد للثانی شریعۃ اخری فعلی ھذا لایجوز العمل بھا الا اذا قام الدلیل علی بقائہ وقال بعضھم یلزمنا فیما لم یثبت انتساخہ[2]

اکثر اہل کلام اور ہمارے اصحاب میں سے ایک گروہ اور اصحاب امام شافعی اس نظریہ کی طرف گئے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم شرائع سابقہ پر عامل نہ تھے کیونکہ ہر نبی کی شریعت اس کی وفات پر منتہی ہوجاتی ہے جیسا کہ صاحب المیزان نے ذکر فرمایا، (یہاں تک کہ) کوئی دوسرا نبی مبعوث ہوتا ہے پھر اس دوسرے نبی کے لئے تجدید شریعت ہوتی ہے جیسا کہ شمس الائمہ نے بیان فرمایا؛ لہٰذا شرائع سابقہ پر عمل کرنا جائز نہیں مگر جبکہ اس کے بقا پر کوئی دلیل قائم ہو، اور بعض نے فرمایا

---

[1] اصول البزدوی باب شرائع من قبلہا قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۲۳۲

[2] کشف الاسرار عن اصول البزدوی " دارالکتاب العربی بیروت ۳/ ۲۱۲

ہمیں ایسے احکام پر عمل کرنا لازم ہے کہ جن کا نسخ ثابت نہ ہو۔ (ت)

مسلم الثبوت میں ہے:

وعن الاکثرین المنع وعلیہ القاضی والرازی والآمدی[1]

اکثر اہلِ علم سے اس پر عمل کرنے کی ممانعت منقول ہے، چنانچہ قاضی، رازی اور علامہ آمدی کی یہی رائے ہے۔ (ت)

(۱۵۳) وجہ پنجم: وُہ کوئی حکم عام نہیں وہ واقعۂ حال ہیں اور باتفاق عقل ونقل واقعۂ حال کے لئے عموم نہیں ہوتا اب جو اُس سے ایک عام استنباط کرنا چاہیں تو وہ نہ ہوگا مگر یوں کہ علت جامعہ نکال کر مسکوت عنہ کو منصوص پر قیاس کریں تو نص نہ رہا کہ قطعی ہو بلکہ قیاس کہ ظنی ہے۔

(۱۵۴) ثالثاً حجت ماننے والے بھی اس حالت میں حجت مانتے ہیں کہ ہماری شرع نے اُس پر انکار نہ فرمایا ہو اور یہاں انکار ثابت ہے کہ فرمایا: لا تفعلوا[2] نہ کرو، لا ینبغی لمخلوق ان یسجد لاحد الا اللہ تعالٰی[3] کسی مخلوق کو غیرِ خدا کا سجدہ لائق نہیں۔ بالفرض اگر یہاں ظنیت ہو تو وہاں ظنیت در ظنیت کتنی ظنیتیں ہیں ظنی کے انکار کو ظنی بس ہے اور انکار خاص اُس بیان کے ساتھ ہونا کچھ ضرور نہیں ورنہ بکثرت استحالے لازم آئیں گے وخلق منھا زوجھا[4] (اسی جان سے اس کا جوڑا پیدا کیا۔ ت) سے اصل وفرع مثلاً باپ بیٹی کا نکاح جائز ہوجائے گا وبث منھما رجالا کثیرا ونساء[5] (اور ان دونوں (آدم وحوا) سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔ ت) سے بہن بھائی کا، فساھم فکان من المدحضین[6] (پھر وہ قرعہ اندازی میں شریک ہوئے پھر وہ (دریا میں) دھکیلے ہوئے لوگوں میں سے ہوگئے۔ ت) سے محض بربنائے قرعہ کسی مسلمان کو سمندر میں

---

[1] مسلم الثبوت فصل فی افعالہ الجبلیۃ الاباحۃ مسئلہ نحن والنبی صلی اللہ علیہ وسلم متعبدون الخ مطبع انصاری دہلی ص ۲۰۵

[2] سنن ابن ماجہ ابواب النکاح باب حق الزوج علی المرأۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۴

سنن ابی داؤد کتاب النکاح " " " آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۲۹۱

[3] مدارک التنزیل (تفسیر النسفی) تحت آیۃ ۲/ ۳۴ دار الکتاب العربی بیروت ۱/ ۴۲

[4] القرآن الکریم ۴/ ۱

[5] القرآن الکریم ۴/ ۱

[6] " " ۳۷/ ۱۴۱

پھینکنا فبرأه الله مما قالوا[1] (پھر اللہ تعالٰی نے لوگوں کے غلط کہنے سے اُسے بری کردیا۔ ت)
سے برملا برہنہ نکلنا وکشفت عن ساقیھا[2] (پھر اس عورت (ملکہ سبا) نے اپنی دونوں پنڈلیوں
سے کپڑا اٹھایا۔ ت) سے حرہ اجنبیہ کی ساقین دیکھنا مجمع کو دکھانا یعملون له مایشآء من
محاریب وتماثیل[3] (وہ (سلیمان علیہ السلام) جو کچھ چاہتے جنات ان کے لئے بنادیتے یعنی
پختہ عمارتیں اور مجسّمے۔ ت) سے زید وعمرو کے بُت بنانا فطفق مسحا بالسوق والاعناق[4]
(پھر وہ (سلیمان علیہ السلام) ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر اپنا ہاتھ پھیرنے لگے۔ ت)
سے اپنے نسیان کے بدلے گھوڑوں کا قتل الٰی غیر ذٰلك (اس کے علاوہ اور بہت سی آیات
ہیں۔ ت)۔

(۱۵۵) بکر نے حسبِ عادت یہاں بھی تین کتابوں پر افترا کئے ہدایہ میں امام محمد کا ایک فرق اصطلاح
بیان کیا کہ:

الروی عن محمد نصا ان کل مکروہ حرام الا انه لما لم یجد فیه نصا قاطعا لم یطلق علیه لفظ الحرام[5]۔

یعنی امام محمد کی تصریح ہے کہ ہر مکروہ حرام ہے مگر جہاں وہ نص قطعی نہیں پاتے وہاں لفظ حرام نہیں کہتے۔

اس کا ترجمہ یہ بیان کیا صلا "جس میں کوئی نص قطعی نہ پائی جائے اس پر حرام کا اطلاق نہیں ہوسکتا"
وہ صاف صاف تو فرمارہے ہیں کہ ہر مکروہ حرام ہے اور پھر حرام کا اطلاق نہیں ہوسکتا' یہ ھدایہ پر
افترا ہے۔

(۱۵۶) ابتدائے عبارت سے وہ الفاظ کہ امام محمد کی تصریح ہے کہ ہر مکروہ حرام ہے صاف کترلئے کہ
چال نہ کھلے، یہ خیانت ہے۔

(۱۵۷) صلا ردالمحتار کی عبارت نقل کی:

شرع من قبلنا حجة لنا اذا قصه الله تعالٰی اورسوله من غیر انکار ولم یظهر

جو حضرات ہم سے پہلے ہوئے ان کی شریعت (اور دین) ہمارے لئے دلیل ہے جبکہ اللہ تعالٰی

---

[1] القرآن الکریم ۳۳/ ۶۹
[2] القرآن الکریم ۲۷/ ۴۴
[3] 〃 〃 ۳۴/ ۱۳
[4] 〃 〃 ۳۸/ ۳۳
[5] الہدایۃ کتاب الکراھیۃ مطبع یوسفی لکھنؤ ۴/ ۴۵۰

نسخہ ففائدۃ نزول الاٰیۃ تقریر الحکم الثابت[1]

اور اس کا رسول گرامی بغیر انکار کئے اُسے بیان فرمائیں، اور اس کا نسخ ظاہر اور ثابت نہو۔ پھر نزول آیت کا فائدہ حکمِ ثابت کو برقرار رکھنا ہے۔ (ت)

اور ص۱۱ پر اُس کا ترجمہ کیا نفیس ہوتا ہے؛ "تو نزول آیت کا فائدہ حکمِ ثبوت کو پہنچے گا" زہے بےعلمی۔

(۱۵۸) ص۱۱ پر قاضی خاں کی عبارت الاصل فی الاشیاء الاباحۃ[2] (اشیاء میں اصل ان کا مباح ہونا ہے۔ ت) کا یہ ترجمہ کیا تمام اشیاء میں اصلیت مباح ہوتا ہے، زہے غلشی گری۔

(۱۵۹ تا ۱۶۱) خیر یہ تو معمولی کمالات بکری ہیں، کہنا یہ ہے کہ ہدایہ و ردالمحتار و قاضی خان کی عبارتیں تو یہ نقل کیں اور ص۱۱ پر نتیجہ یہ دیا "یہ کتابیں صاف صاف کہتی ہیں کہ سابقہ شریعت کی بات کے خلاف کوئی نص قطعی موجود نہ ہو تو اس کے مباح ہونے میں کسی دلیل کی حاجت نہیں" ہدایہ و قاضی خان کی عبارتوں میں تو شریعت سابقہ کا نام تک نہ تھا، ردالمحتار میں ذکر تھا نص قطعی کا ذکر تک نہ تھا، یہ تینوں کتابوں پر تین افتراء ہوئے۔

(۱۶۲) رابعاً اگر قطعیت درکار ہو تو نمبر ۱۶ میں تفسیر عزیزی سے گزرا کہ سجدۂ تحیت حرام ہونے میں متواتر حدیثیں ہیں۔

(۱۶۳) اگر روایۃً متواتر نہ بھی ہو قبولاً متواتر ہے کہ تمام ائمہ اسے مانے ہوئے ہیں تو اُس سے قطعی کا نسخ روا ہے جیسے حدیث لا وصیۃ لوارث[3] (کسی وارث کے لئے وصیت نہیں۔ ت) جس سے وصیت والدین و اقربین کہ منصوص قرآن تھی منسوخ کہی گئی، امام اجل بخاری کشف الاسرار میں فرماتے ہیں:

هذا الحديث في قوة المتواتر اذ المتواتر نوعان متواتر من حيث الرواية ومتواتر من حيث ظهور العمل به من غير نكير

یہ حدیث، متواتر کے زمرہ میں ہے، اس لئے کہ متواتر کی دو قسمیں ہیں: (۱) متواتر بلحاظ روایت (۲) اس حیثیت سے متواتر کہ بغیر انکار اس پر ظہورِ عمل ہے (خلاصہ) (۱) متواتر

---

[1] ردالمحتار

[2] فتاوٰی قاضی خان کتاب الحظر والاباحۃ نولکشور لکھنؤ ۴/۷۷۸

[3] سُنن ابی داؤد کتاب الوصایا باب ماجاء فی الوصیۃ للوارث آفتاب عالم پریس لاہور ۲/۴۰

فان ظهوره یغنی الناس عن روایته وھو بھذہ المثابة فان العمل ظھر به مع القبول من ائمة الفتوٰی بلا تنازع فیجوز النسخ به[1]

روایتی (ii) متواتر عملی، کیونکہ اس کا ظہور لوگوں کو اس کی روایت کرنے سے بے نیاز کردیتا ہے۔ اور وہ اس درجہ میں ہے، کیونکہ اس پر عمل کرنا بالکل ظاہر اور واضح ہوگیا اور اس کے باوجود ائمہ فتوٰی نے اسے بغیر کسی نزاع کے قبول اور تسلیم کیا ہے، لہذا اس کے ساتھ نسخ جائز ہے۔ (ت)

(۱۶۴) نہ سہی تو خود بکر کے مستند فتاوٰی عزیزیہ سے نمبر ۱۵ میں گزرا کہ سجدۂ تحیت حرام ہونے پر اجماع قطعی ہے اجماع اگرچہ ناسخ و منسوخ نہ ہو دلیل نسخ یقیناً ہے کہ:

لاتجتمع امتی علی الضلالة۔[2]

میری اُمت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ (ت)

کشف میں ہے:

الاجماع لاینعقد البتة بخلاف الکتاب والسنة فلا یتصور ان یکون ناسخالھما ولو وجد الاجماع بخلافھما لکان ذلک بناء علی نص اٰخر ثبت عندھم انه ناسخ للکتاب والسنة۔[3]

یقیناً اجماع، کتاب و سنت کے خلاف کبھی منعقد نہیں ہوتا، لہذا یہ تصور نہیں کیا جاسکتا کہ اجماع کتاب و سنت کے لئے ناسخ ہوگا۔ پھر اگر اجماع اُن دونوں کے خلاف پایا جائے تو یہ کسی ایسی دوسری نص کی بنا پر ہوگا جو ائمہ کرام کے نزدیک کتاب و سنت کی ناسخ ہوگی (ت)

مسلم و فواتح میں ہے:

الاجماع دلیل علی الناسخ کعمل الصحابی خلاف النص المفسر۔[4]

اجماع ناسخ پر دلیل ہے جیسے کسی صحابی کا اپنی نص مفسر کے خلاف عمل کرنا۔ (ت)

(۱۶۵) خبر منسوخ نہ ہونے کا مسئلہ یہاں پیش کرنا سخت جہالت ہے، خبر یہ تھی کہ ملائکہ و یعقوب

---

[1] کشف الاسرار عن اصول البزدوی باب تقسیم الناسخ دار الکتاب العربی بیروت ۳/ ۱۷۸

[2] سنن ابن ماجہ ابواب الفتن باب السواد الاعظم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۹۲

[3] کشف الاسرار عن اصول البزدوی باب تقسیم الناسخ دار الکتاب العربی بیروت ۳/ ۱۷۶

[4] فواتح الرحموت بذیل المستصفی باب فی النسخ منشورات الشریف الرضی قم ایران ۲/ ۸۱

علیہم الصلوٰۃ والسلام نے سجدہ کیا اُسے کون منسوخ مانتا ہے کیا واقع غیر واقع ہوسکتا ہے اس خبر سے یہ حکم مستنبط کرتے ہو کہ سجدۂ تحیت غیر خدا کو جائز ہے یہ حکم اگر تھا تو منسوخ ہوا، مسلّم و فواتح میں ہے:

ھٰھنا امران الاخبار بتعلق الامر بالمخاطبین والامر المتعلق بھم الموجب ولم ینتسخ الخبران وقوع الامر واقع لم یرتفع وانما نسخ الامر المخبر عنه وھو لیس خبرا فما ھو خبر لم ینتسخ وما انتسخ لیس بخبر[1]

یہاں دو امر ہیں، ایک یہ کہ خبر، "امر بالمخاطبین" سے متعلق ہے۔ دوسری یہ کہ جو امر ان سے متعلق ہے وہ موجب ہے۔ لہٰذا خبر میں نسخ نہیں اس لئے کہ وقوعِ امر واقع ہے کہ جس میں ارتفاع ممکن نہیں۔ البتہ امر مخبر عنہ میں نسخ واقع ہوا ہے۔ اور وہ خبر نہیں۔ لہٰذا جو خبر ہے وہ منسوخ نہیں اور جو منسوخ ہے وُہ خبر نہیں۔ (ت)

(۱۶۶) بکر نے اپنے افترا ات علی اللہ تعالیٰ میں زعم کیا تھا صـ۶ کہ خدا نے قرآن میں فرمایا تھا ایسنما تولوا فثم وجہ اللہ[2] تم جدھر متوجہ ہو خدا اسی طرف ہے یعنی جس طرف سجدہ کرو خدا ہی کو ہوگا' بعد میں سمتِ کعبہ مقرر ہوگئی' یہ آیت بھی جملہ خبریہ تھی کس طرح منسوخ ہوگئی۔

(۱۶۷ تا ۱۷۲) اب باپ بیٹی' بہن بھائی کے نکاح اور دیگر امور مذکورہ نمبر ۱۵۴ کی حرمت کی کوئی راہ نہ رہی کہ وہ تمام آیات اخبار ہی تھیں اور "اخبار منسوخ نہیں ہوتے"۔

(۱۷۳) بلکہ یہ سب زائد از حاجت ہے ہم ثابت کرچکے کہ اس سجدۂ تحیت کا جواز نص کا حکم نہیں، ہوگا تو قیاس سے، قیاس مجتہدین پر ختم ہوگیا۔

(۱۷۴) قیاس بھی سہی تو سجدہ غایت تعظیم ہے، خود بکر نے صـ۵ پر کہا "تعظیم کا اظہار اس سے زیادہ انسان اور کسی صورت سے نہیں کرسکتا"۔ صـ۱۱ "آخری تعظیم ہے جو حقیقت میں عبادت کی آخری شان ہے" اور غایت تعظیم کے لئے نہایت عظمت درکار۔ کم درجہ معظم کے لئے انتہا درجہ کی تعظیم ظلم صریح ہے اور اعلیٰ معظمین کے حق میں دست اندازی ع

گر فرق مراتب نکنی زندیقی

(اگر تم مراتب کا فرق ملحوظ نہ رکھو گے تو نری بے دینی ہوگی۔ ت)

---

[1] فواتح الرحموت بذیل المستصفی باب فی النسخ مسئلہ جاز نسخ ایقاع الخبر اتفاقاً منشورات الشریف الرضی ایران ۲/ ۶۷

[2] القرآن الکریم ۲/ ۱۱۵

مخلوق میں نہایت عظمت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہے آدم و یوسف علیہما الصلوٰۃ والسلام دونوں نبی تھے تو غیر انبیاء مشائخ و مزارات کو اُن پر قیاس کرکے اُن کے لئے سجدۂ تعظیمی بتانا ظلمِ شدید ہے اور انبیاء کا حق تلف کرنا۔

(۱۷۵) یہ سب اُسے شریعت سابقہ مان کر ہے، ہم بیان کرچکے کہ سرے سے اسی کا ثبوت نہیں اب نہ حکم ثابت نہ نسخ کی حاجت، سجدۂ آدم کا حکم بشر کو نہ تھا ملائکہ کے لئے اب بھی ہو تو ہمیں کیا، سجدۂ یوسف بربنائے اباحت اصلیہ ہونا ممکن، اور اباحت اصلیہ کا رفع نسخ نہیں۔ مسلم الثبوت میں ہے:

رفع مباح الاصل لیس بنسخ[1] اصلی اباحت کا اُٹھ جانا نسخ نہیں۔ (ت)

اسی طرح کشف الاسرار وغیرہ میں ہے تو ارشادِ حدیث لاتفعلوا[2] (ایسا نہ کرو۔ ت) واجب القبول اور سجدۂ تحیت کا حرام ہونا ہی حکمِ خدا و رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

رسالہ

الزبدۃ الزکیۃ فی تحریم سجود التحیۃ

ختم شد

---

[1] مسلم الثبوت باب فی النسخ مسئلہ جمع اہل الشرائع علی جوازہ عقلاً مطبع انصاری دہلی ص ۱۶۳

[2] سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب حق الزوج علی المرأۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۲۹۱

سنن ابن ماجہ ابواب النکاح ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۴